

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كَلِّبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةً عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ [ابن ماجہ: ۴۴۳] من اس میں تفسیر
علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

دینیات

DEENIYAT

سال دہم

پہلا ایڈیشن

ماہِ جمادی الاول ۱۴۳۴ھ مطابق ماہِ مارچ ۲۰۱۳ء

Compiler	مترجم
AHEM Charitable Trust	الہم چیرمینٹیل ٹرسٹ
Contact : Idara-e-DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008	
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144	
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com	

دینیات

DEENIYAT

پیشہ ورانہ تعلیم کا
معیار

طالب علم کا نام:

گھر کا مکمل پتہ اور رابطہ نمبر:

مدرسہ کا مکمل پتہ:

مقررہ وقت:

پیش لفظ

دینی تعلیم انسانوں کے لیے اتنی ہی ضروری ہے، جتنی ان کے زندہ رہنے کے لیے غذا، پانی اور ہوا ضروری ہے۔ جب انسان نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور آخرت کی حقیقت کو تسلیم کر لیا، تو اب اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ معلوم کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کیا ہدایات دی ہیں اور حضور ﷺ نے زندگی گزارنے کے کیا طریقے بتائے ہیں؟ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کے ہر فرد پر ضرورت کے بقدر دین کا علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ [ابن ماجہ: ۲۲۳، سنن ابی یوسف: ۱۰۱]

اور صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ انسان خود علم حاصل کر لے اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائے، بلکہ اور صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ انسان خود علم حاصل کر لے اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائے، بلکہ دین کے اس علم کو حاصل کرنے کے بعد دوسرے ناواقف لوگوں تک اس کو پہنچانے کی فکر کرنا اور ان کے عقائد و اعمال کو درست کرنے کی مقدور بھر کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے باضابطہ اس کی ہدایت دی ہے اور خود اپنی بعثت کا مقصد بھی یہی بتایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مسجد نبوی میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کا گزر دو مجلسوں پر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں مجلسیں خیر اور نیکی پر ہیں۔ (پھر ایک مجلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) یہ لوگ اللہ سے دعا و مناجات میں مشغول ہیں، اللہ چاہے تو عطا فرمائے اور چاہے تو عطا نہ کرے۔ اور (دوسری مجلس کے بارے میں فرمایا کہ) یہ لوگ علم دین حاصل کرنے میں اور نہ جاننے والوں کو سکھانے میں لگے ہوئے ہیں، لہذا ان کا درجہ بلند ہے اور میں تو معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر آپ ﷺ ان ہی کے ساتھ بیٹھ گئے۔

الغرض حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین و شریعت اور آپ ﷺ کی تعلیمات و ہدایات کو امت تک پہنچانے کی ایک عظیم ذمہ داری ہمارے اوپر ڈالی گئی ہے اور آج جب کہ جہالت و ناخواندگی عام ہے، دینی تعلیم کی بنیادی باتوں سے بھی ناواقفیت بڑھتی جا رہی ہے، پھر اس پر مزید یہ کہ ہر طرف سے بے دینی اور الحاد کی طوفانی ہوا کیں چل رہی ہیں اور امت کے ایمان و عقائد میں تزلزل پیدا کرنے کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑا ہے، ایسی صورت حال میں امت کے ہر فرد تک دین کی تعلیم پہنچانے، اس کے عقیدہ و ایمان کو پختہ بنانے اور اس کے اندر اسلامی فکر پیدا کرنے کی ہماری ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے۔

خصوصاً بچے جو ہمارے پاس امانت ہیں اور مستقبل میں ہماری فلاح و کامیابی کے ضامن ہیں، ان کی زندگی کو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے سنوارنا، ان کے اندر ایمان و یقین کی پختگی پیدا کرنا اور ان کی زندگی کو شریعت و سنت کی راہ پر ڈالنا ہمارا اہم ترین فریضہ ہے۔ امت کے اس طبقے میں دینی علوم کا اتنا ذخیرہ ہونا انتہائی ضروری ہے، جس پر عمل کر کے وہ زندگی کے ہر شعبے میں ایک مثالی کردار ادا کر سکیں اور علمی و عملی طور پر اسلام کے نمائندے بن سکیں۔ یاد رکھیے! نیک اور دین دار بچے ہی ہمارے صالح معاشرے کی بنیاد، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمارے لیے صدقہ جاریہ بن سکتے ہیں۔

اس اہم مقصد کی تکمیل کے لیے سب سے بہتر اور آسان طریقہ وہی ہے جس کو ہمارے اکابر نے ”قیام مکاتب“ کی شکل میں جاری کیا ہے۔ یہ طریقہ سب سے زیادہ طاقت ور اور سب سے زیادہ مؤثر ہے اور کم وقت میں وسیع نتائج کا حامل ہے۔ جب ہم اس کے گہرے نتائج کو دیکھتے ہیں، تو اکابر کا یہ قول مشاہدہ بن کر سامنے آتا ہے کہ جہاں دینی مکتب قائم ہو گیا، وہ جگہ ارتداد سے محفوظ ہو گئی۔ اس لیے قیام مکاتب کے اس زریں سلسلے کو آگے بڑھانا، جگہ جگہ دینی مکتب قائم کرنا اور اس کو ہر اعتبار سے مستحکم بنانا، اس دور کی اہم ترین ضرورت ہے۔

ساتھ ہی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک ایسا نصاب کا ہونا بھی ضروری ہے، جو کم وقت میں زیادہ معلومات فراہم کرنے والا ہو، جس میں علم کے ساتھ ساتھ عمل پر کھڑا کرنے کی کوشش کی گئی ہو اور بچوں کے ذہنی رجحان، ان کی فکری صلاحیت اور وقت کے تقاضوں کا خاص خیال رکھا گیا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں نصاب کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے، بلکہ یہ ایک سانچہ ہے جس میں بچوں کا دل و دماغ اور ان کا ذہن و فکر ڈھلتا ہے، اسی وجہ سے اکابر و اسلاف نے ہمیشہ اس طرف توجہ فرمائی ہے اور بڑی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

یہ نصاب جو ”دینیات“ کے نام سے موسوم ہے، اسی منہج کے مطابق اکابر کی تحریروں کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔ یہ نصاب ۶ سالہ ابتدائی نصاب، ۵ سالہ ثانوی نصاب، ۵ سالہ اضافی نصاب؛ ۱۶ سال پر محیط ہے، اتنی لمبی مدت پر نصاب کو پھیلانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بچے کا وقت عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم میں بھی صرف ہوتا رہے، تاکہ دین سے اس کا تعلق اور وابستگی علمی اور عملی اعتبار سے برقرار رہے۔

الحمد للہ اس سلسلے کے ابتدائی درجے کا نصاب جو زیر و کورس کے ساتھ ۶ سال پر مشتمل ہے۔ پیش کیا جا چکا ہے۔ اس کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے، وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اکابر کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ اب ہم اسی سلسلے کو اور آگے بڑھاتے ہوئے پانچ ۵ سالہ ثانوی نصاب (سینڈری کورس) کے پانچویں حصے (سال دہم) کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ طلبہ کے لیے ہے، ثانوی نصاب طالبات کے لیے الگ سے مرتب کیا گیا ہے۔

ثانوی نصاب کا تفصیلی تعارف اور خصوصیات سال ششم کی کتاب میں درج ہے، بوقت ضرورت وہیں رجوع کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ثانوی نصاب کو بھی قبول فرمائے اور امت کے حق میں نفع بخش بنائے۔

[آمین یا رب العالمین]

نصاب کا تعارف

یہ ۵ سالہ ثانوی نصاب (سیکنڈری کورس) کے پانچویں سال (سال دہم) کی کتاب

ہے۔ یہ نصاب ۵ بنیادی عناوین پر مشتمل ہے، جن کے تحت ۱۲/۱۲ ذیلی مضامین ہیں:

بنیادی عناوین

① قرآن ② حدیث ③ عقائد و مسائل ④ اسلامی تربیت ⑤ زبان

○ قرآن کے تحت : تدویر مع علم تجوید، حفظ سورہ، درس قرآن

○ حدیث کے تحت : آداب و دعائیں، درس حدیث

○ عقائد و مسائل کے تحت : عقائد، مسائل، نماز

○ اسلامی تربیت کے تحت : سیرت، آسان دین

○ زبان کے تحت : عربی، اردو

سال بھر روزانہ پڑھائے جانے والے مضامین : تدویر مع علم تجوید، عربی، اردو۔

پہلے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین : حفظ سورہ، آداب و دعائیں، عقائد، سیرت۔

دوسرے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے : درس قرآن، درس حدیث، مضامین مسائل، نماز، آسان دین۔

اس نصاب کو پڑھانے کا طریقہ

- پانچ سالہ ابتدائی نصاب کی طرح اس ثانوی نصاب کو بھی پڑھانے کے لیے روزانہ ایک گھنٹے کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔
- اس نصاب کو اجتماعی طور پر پڑھانا بہت ضروری ہے۔
- سال بھر روزانہ پڑھائے جانے والے مضامین میں سے تدریس مع علم تجوید کو ۱۰ منٹ اور اس کے ساتھ حفظ سورہ اور درس قرآن کو ۵/۵ منٹ پڑھائیں، اور عربی کو ۱۵ منٹ اور اردو کو ۵ منٹ پڑھائیں۔
- اس ثانوی نصاب میں بھی ہر مضمون کے شروع میں تین چیزیں — تعریف، ترغیبی بات اور ہدایت برائے استاذ — دی گئی ہیں۔
- ہدایت برائے استاذ کے تحت خاص اس مضمون کو پڑھانے کا جو طریقہ دیا گیا ہے، اس کی پوری رعایت کرتے ہوئے طلبہ کو وہ مضمون پڑھائیں اور ہر مضمون کی تعریف بچوں کو زبانی یاد کرا دیں۔
- دور کے دنوں میں ترغیبی بات کے ذریعے طلبہ میں شوق پیدا کریں۔
- مہینوں اور دنوں کے اعتبار سے اسباق کو تقسیم کیا گیا ہے، ۲۰ دن سبق پڑھانے کے، ۴-۵ دن دور کے اور ۴-۵ دن ہفتہ واری چھٹی کے ہوں گے۔ دور کے دنوں میں اس مہینے کے اسباق کے دور کے ساتھ گذشتہ مہینوں کے اسباق کا دور بھی کراتے رہیں، تاکہ گذشتہ ماہ میں پڑھے ہوئے مضامین طلبہ بھول نہ جائیں۔
- کتاب کے اسباق شروع کرانے سے پہلے بچوں کو کتاب کی ترتیب، بنیادی عناوین اور ذیلی مضامین کی تعداد اور ان کے نام خوب اچھی طرح سمجھا دیں۔
- درس حدیث اور آسان دین کا سبق پڑھانے کے بعد زبانی بولنے کی مشق بھی کرائیں۔ طلبہ اس کو اپنے الفاظ میں بولیں گے، اس سے وہ مضمون ذہن نشین بھی ہوگا اور اس پیغام کو دوسروں تک بلا جھجک پہنچا بھی سکیں گے۔
- مندرجہ بالا امور کے علاوہ پڑھانے میں ان تمام باتوں کا بھی لحاظ رکھیں جو ابتدائی درجے کے نصاب کے پڑھانے کے طریقے میں ذکر کی گئی ہیں۔

ثانوی درجات کا نظام الاوقات

پہلے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین

ابتدائیہ	حمد، نعت	
۱ - قرآن	تذویر مع علم تجوید، حفظ سورۃ	۱۵/منٹ
۲ - حدیث	آداب و دعائیں	۵/منٹ
۳ - عقائد و مسائل	عقائد	۱۰/منٹ
۴ - اسلامی تربیت	سیرت	۱۰/منٹ
۵ - زبان	عربی، اردو	۲۰/منٹ

دوسرے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین

ابتدائیہ	حمد، نعت	
۱ - قرآن	تذویر مع علم تجوید، درس قرآن	۱۵/منٹ
۲ - حدیث	درس حدیث	۵/منٹ
۳ - عقائد و مسائل	مسائل، نماز	۱۰/منٹ
۴ - اسلامی تربیت	آسان دین	۱۰/منٹ
۵ - زبان	عربی، اردو	۲۰/منٹ

نوٹ: مضامین کے لیے جو اوقات دیے گئے ہیں ان میں کمی زیادتی کی گنجائش ہے۔

پہلے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورۃ معارج، ادغام کا بیان، وقف کا بیان۔ حفظ سورۃ : سورۃ فاتحہ، سورۃ بروج، سورۃ طارق، سورۃ اعلیٰ، سورۃ غاشیہ۔
حدیث	آداب و دعائیں : گذشتہ سالوں کا دور۔
عقائد و مسائل	عقائد : اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے، پل صراط۔
اسلامی تربیت	سیرت : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اخلاق و عادات، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سنت کی پابندی کرنا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اسلام کے بعد کی زندگی۔
زبان	عربی : سوال و جواب کے انداز میں فعل ماضی اور مضارع کی مشق۔ اردو : حضرت یونس علیہ السلام۔

دوسرے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورۃ نوح، وقف بالاسکان، وقف بالاشام۔ حفظ سورۃ : سورۃ فجر، سورۃ بلد، سورۃ شمس، سورۃ لیل۔
حدیث	آداب و دعائیں : سفر کی دعا، سفر میں کسی منزل پر اترے تو یہ دعا پڑھے۔
عقائد و مسائل	عقائد : جنت، جہنم۔
اسلامی تربیت	سیرت : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زندگی، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ۔
زبان	عربی : سوال و جواب کے انداز میں فعل ماضی اور مضارع کی مشق۔ اردو : حضرت یونس علیہ السلام۔

تیسرے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورۃ جن، وقف بالروم۔ حفظ سورہ : سورۃ نوحی، سورۃ النّٰشراح، سورۃ تین، سورۃ علق، سورۃ قدر، سورۃ بیّنہ۔
حدیث	آداب و دعائیں : سفر کی سنتیں۔
عقائد و مسائل	عقائد : آخرت، علامتِ قیامت۔
سیرت	: حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا زہد و تقویٰ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بہادری، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اخلاص، حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ۔
زبان	عربی : ضمیر منصوب متصل کا استعمال۔ اردو : عذاب کے آثار اور قوم کی گریہ و زاری۔

چوتھے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورۃ جن، وقف بالابدال۔ حفظ سورہ : سورۃ زلزال، سورۃ حدیث، سورۃ قارع، سورۃ تکوین، سورۃ عصر، سورۃ ہمزہ، سورۃ فیل، سورۃ قریش، سورۃ ماعون۔
حدیث	آداب و دعائیں : سید الاستغفار، جمعہ کی سنتیں۔
عقائد و مسائل	عقائد : علاماتِ صغریٰ، علاماتِ کبریٰ۔
سیرت	: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات، حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔
زبان	عربی : اسم تفصیل۔ اردو : حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں۔

پانچویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورہ مزمل، وقف بالابدال۔ حفظ سورہ : سورہ کوثر، سورہ کافرون، سورہ نصر، سورہ لہب، سورہ اخلاص، سورہ فلق، سورہ ناس، آیۃ الکرسی۔
حدیث	آداب و دعائیں : جب کوئی مصیبت پہنچے تو یہ دعا پڑھے، شیطان سے حفاظت کی دعا، جب کسی قوم سے خوف ہو تو یہ دعا پڑھے۔
عقائد و مسائل	عقائد : خروج دجال، نزول عیسیٰ علیہ السلام۔
اسلامی تربیت	سیرت : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا علم و فضل، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی زندگی، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا علم و فضل، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے کتنے سال کی عمر میں اسلام قبول کیا؟
زبان	عربی : فعلی امر مذکر حاضر کے تین صیغوں کا استعمال۔ اردو : حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں۔

چھٹے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورہ مزمل، اذعام مثلیں۔
درس قرآن	گزشتہ سالوں کا دور۔
حدیث	درس حدیث : گزشتہ سالوں کا دور۔
عقائد و مسائل	مسائل : معذور کے احکام، قربانی کے احکام، قربانی کا وقت، قربانی کس پر واجب ہے؟ نماز : تہجد کی نماز۔
اسلامی تربیت	آسان دین : ہمارا خالق کون؟ نماز کی اہمیت، گانے بجانے سے بچنا، کسی کا مذاق نہ اڑاؤ، قرآن و حدیث کی تعلیم۔
زبان	عربی : فعلی امر مؤنث حاضر کے تین صیغوں کا استعمال۔ اردو : جب زندگی کے سارے روزن بند ہو گئے۔

ساتویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورہ مدثر، ادغام متجانسین۔ درس قرآن : سورہ غلہ، ایت کا لفظی و محاورہ ترجمہ، سورہ غلہ، ایت کی قیمتی نصیحت۔
حدیث	درس حدیث : اسلام کی خوبی، ایمان کی حلاوت۔
عقائد و مسائل	مسائل : قربانی کے جانور، عیب دار جانور کی قربانی، قربانی کا طریقہ، قربانی کا گوشت، قربانی کی کھال، عقیقہ کے احکام۔ نماز : تہجد کی نماز۔
اسلامی تربیت	آسان دین : بدشگونئی نہ لینا، دین اسلام، خوش کلامی، بہنوں کے ساتھ حسن سلوک، جھوٹی قسمیں نہ کھانا۔
زبان	عربی : فعل نہی مذکر حاضر کے تین صیغوں کا استعمال۔ اردو : جب زندگی کے سارے روزن بند ہو گئے۔

آٹھویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورہ قیامہ، ادغام متقاربین۔ درس قرآن : سورہ زلزال کی فضیلت، سورہ زلزال کا لفظی و محاورہ ترجمہ، سورہ زلزال کی قیمتی نصیحت۔
حدیث	درس حدیث : جنت میں داخلے کے پانچ اعمال۔
عقائد و مسائل	مسائل : بچے کی خند، بچے کے کان میں اذان و اقامت، بچے کی تحنیک، حج کے فرض ہونے کی شرطیں، مقامات حج، حج کی اصطلاحات۔ نماز : نماز استسحارہ۔
اسلامی تربیت	آسان دین : پڑوسیوں کے حقوق، جھوٹ کا وبال، اچھے اخلاق، والدین کا ادب و احترام، پڑوسیوں کو نہ ستانا، بدزبانی سے بچنا۔
زبان	عربی : فعل نہی مؤنث حاضر کے تین صیغوں کا استعمال۔ اردو : موت کے بچے سے زندگی کی آغوش میں۔

نویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورۃ دھر، اذعام نام
حدیث	درس قرآن : سورۃ بینہ کا لفظی و محاورہ ترجمہ۔ درس حدیث : دو خوش نصیب۔
عقائد و مسائل	مسائل : حج کی قسمیں، احرام باندھنے کا مسنون طریقہ، عورتوں کا احرام، طواف کا طریقہ، حج کے فرائض، حج کے واجبات، حج کی سنتیں۔ نماز : استخارے کی دعا۔
اسلامی تربیت	آسان دین : والدین کی خدمت کا دنیا میں فائدہ، اتباع سنت، بھائیوں کے درمیان حسن سلوک، فضول خرچی، اچھے دوست کی نشانی، توبہ و استغفار، ازار لٹکانے والوں کی سزا۔
زبان	عربی : ماضی، مضارع اور امر کی مشق۔ اردو : نصیحت و عبرت۔

دسویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید : سورۃ مرسلات، اذعام ناقص۔
حدیث	درس قرآن : سورۃ بینہ کی قیمتی نصیحت۔ درس حدیث : حج مقبول کا ثواب۔
عقائد و مسائل	مسائل : ممنوعات احرام، حج تمتع کا طریقہ، عمرہ کے احکام، مدینہ منورہ کی حاضری۔ نماز : استخارہ کن امور میں مستحب ہے۔
اسلامی تربیت	آسان دین : جانوروں کے ساتھ حسن سلوک، شرم و حیا کرنا، نگاہ کی حفاظت کرنا، جماعت کی پابندی، اولاد اللہ سے مانگیں، جسم اللہ کی امانت ہے، اللہ ہی رزق دینے والے ہیں۔
زبان	عربی : قرآن، حدیث اور کہاوتوں سے ایک سبق۔ اردو : نصیحت و عبرت۔

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۴	ادغام کا بیان		ابتدائیہ
۳۶	حفظ سورۃ تعریف، ترتیبی بات	۱۷	حمد، نعت تعریف، ترتیبی بات
۲۷	حفظ سورۃ - ہدایت برائے استاذ	۱۷	حمد، نعت - ہدایت برائے استاذ
۲۸	گزشتہ سالوں کا دور	۱۸	زمین و آسمان تو نے بنایا
۴۱	درس قرآن تعریف، ترتیبی بات	۱۹	ہمارا نبی ﷺ
۴۲	درس قرآن - ہدایت برائے استاذ		۱- قرآن
۴۳	گزشتہ سالوں کا دور	۲۰	تذویر مع علم تجوید تعریف، ترتیبی بات
۵۲	سورۃ عادیات	۲۱	تذویر مع علم تجوید - ہدایت برائے استاذ
۵۳	سورۃ زلزال	۲۲	سورۃ معارج
۶۰	سورۃ بینہ	۲۲	سورۃ نوح
	۲ - حدیث	۲۲	سورۃ جن
۶۷	آداب و دعائیں تعریف، ترتیبی بات	۲۲	سورۃ مزمل
۶۸	آداب و دعائیں - ہدایت برائے استاذ	۲۲	سورۃ مدثر
۶۹	گزشتہ سالوں کا دور	۲۲	سورۃ قیامہ
۸۲	سفر کی دعا	۲۲	سورۃ دھر
۸۳	سفر میں کسی منزل پر اترے.....	۲۲	سورۃ مرسلات
۸۳	سفر کی سنتیں	۲۳	وقف کا بیان

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۱	پل صراط	۸۴	سید الاستغفار
۱۱۲	جنت	۸۵	جمہ کی سنتیں
۱۱۳	جہنم	۸۵	جب کوئی مصیبت پہنچے تو.....
۱۱۵	آخرت	۸۶	شیطان سے حفاظت کی دعا
۱۱۶	علامات قیامت	۸۶	جب کسی قوم سے خوف ہو تو.....
۱۱۷	علامات صغریٰ	۸۷	درس حدیث تعریف، ترغیبی بات
۱۱۹	علامات کبریٰ	۸۸	درس حدیث - ہدایت برائے استاذ
۱۲۱	خروج دجال	۸۹	گذشتہ سالوں کو دور
۱۲۳	نزول عیسیٰ علیہ السلام	۹۶	اسلام کی خوبی
۱۲۶	مسائل تعریف، ترغیبی بات	۹۷	ایمان کی حلاوت
۱۲۷	مسائل - ہدایت برائے استاذ	۹۹	جنت میں داخلے کے پانچ اعمال
۱۲۸	معدور کے احکام	۱۰۲	دو خوش نصیب
۱۲۹	قربانی کے احکام	۱۰۵	حج مقبول کا ثواب
۱۳۲	قربانی کے جانور	۳ - عقائد و مسائل	
۱۳۳	قربانی کا طریقہ	۱۰۸	عقائد تعریف، ترغیبی بات
۱۳۵	عقیقہ کے احکام	۱۰۹	عقائد - ہدایت برائے استاذ
۱۳۶	بچہ کی ختنہ	۱۰۷	اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۱	سیرت - تعریف و ترغیبی بات	۱۳۷	بچے کی تحذیک
۱۶۲	سیرت - ہدایت برائے استاذ	۱۳۷	حج کے احکام
۱۶۳	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۱۳۹	مقامات حج
۱۶۶	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	۱۴۰	حج کی اصطلاحات
۱۶۸	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۴۲	حج کی قسمیں
۱۷۰	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱۴۵	حج کے فرائض
۱۷۲	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ	۱۴۵	حج کے واجبات
۱۷۲	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۴۶	حج کی سنتیں
۱۷۵	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۱۴۷	ممنوعات احرام
۱۷۶	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	۱۴۸	حج تمتع کا طریقہ
۱۷۷	حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ	۱۵۱	عمرے کے احکام
۱۷۹	حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ	۱۵۱	مدینہ منورہ کی حاضری
۱۸۲	حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ	۱۵۴	نماز - تعریف و ترغیبی بات
۱۸۳	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	۱۵۵	نماز - ہدایت برائے استاذ
۱۸۷	حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ	۱۵۶	تہجد کی نماز
۱۸۹	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	۱۵۷	استحارے کی نماز
۱۹۰	حضرت حسن رضی اللہ عنہ	۴ - اسلامی تربیت	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲۲	پڑوسیوں کے حقوق	۱۹۱	حضرت حسین <small>ؑ</small>
۲۲۳	جھوٹ کا وبال	۱۹۵	حضرت بلال <small>ؓ</small>
۲۲۴	اچھے اخلاق	۱۹۶	حضرت عبداللہ بن عباس <small>ؓ</small>
۲۲۶	والدین کا ادب و احترام	۱۹۸	حضرت عبداللہ بن مسعود <small>ؓ</small>
۲۲۸	پڑوسیوں کو نہ ستانا	۲۰۱	حضرت زید بن ثابت <small>ؓ</small>
۲۲۹	بدر بانی سے بچنا	۲۰۳	آسان دین تقریف، ترقیبی بات
۲۳۰	والدین کی خدمت کا دنیا میں فائدہ	۲۰۵	آسان دین - ہدایت برائے استاذ
۲۳۲	اتباع سنت	۲۰۶	ہمارا خالق کون؟
۲۳۳	بھائیوں کے درمیان حسن سلوک	۲۰۷	نماز کی اہمیت
۲۳۵	فضول خرچی	۲۰۹	گانے بجانے سے بچنا
۲۳۶	اچھے دوست کی نشانی	۲۱۱	کسی کا مذاق نہ اڑاؤ
۲۳۷	توبہ و استغفار	۲۱۲	قرآن و حدیث کی تعلیم
۲۳۹	ازار لٹکانے والوں کی سزا	۲۱۴	بدشگونی نہ لینا
۲۴۰	جانوروں کے ساتھ حسن سلوک	۲۱۵	دین اسلام
۲۴۱	شرم و حیا کرنا	۲۱۸	خوش کلامی
۲۴۳	نگاہ کی حفاظت کرنا	۲۱۹	بہنوں کے ساتھ حسن سلوک
۲۴۴	جماعت کی پابندی	۲۲۱	جھوٹی قسمیں نہ کھانا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۳	اردو - ہدایت برائے استاذ	۲۴۶	اولاد اللہ سے مانگیں
۲۹۴	حضرت یونس علیہ السلام	۲۴۸	جسم اللہ کی امانت ہے
۲۹۵	عذاب کے آثار اور قوم کی گریہ و زاری	۲۵۰	اللہ ہی رزق دینے والے ہیں
۲۹۶	حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں	۵ - زبان	
۲۹۷	جب زندگی کے سارے روزن بند ہو گئے		
۲۹۸	موت کے پنجے سے زندگی کے آغوش میں	۲۵۲	عربی تعریف برقیی بات
۲۹۸	نصیحت و عبرت	۲۵۳	عربی - ہدایت برائے استاذ
۳۰۰	پہلے اور دوسرے مہینے کے سوالات	۲۵۵	الدَّرْسُ الْأَوَّلُ
۳۰۲	تیسرے اور چوتھے مہینے کے سوالات	۲۵۹	الدَّرْسُ الثَّانِي
۳۰۳	پانچویں اور چھٹے مہینے کے سوالات	۲۶۲	الدَّرْسُ الثَّالِثُ
۳۰۵	ساتویں اور آٹھویں مہینے کے سوالات	۲۶۵	الدَّرْسُ الرَّابِعُ
۳۰۸	نویں اور دسویں مہینے کے سوالات	۲۶۹	الدَّرْسُ الْخَامِسُ
۳۱۰	نماز چارٹ کی ترتیب	۲۷۳	الدَّرْسُ السَّادِسُ
۳۱۵	ماہانہ حاضری وغیرہ حاضری چارٹ	۲۷۶	الدَّرْسُ السَّابِعُ
		۲۸۱	الدَّرْسُ الثَّامِنُ
		۲۸۶	الدَّرْسُ التَّاسِعُ
		۲۸۸	الدَّرْسُ الْعَاشِرُ
		۲۹۲	اردو تعریف برقیی بات

تعریف

نظم کے انداز میں اللہ کی تعریف کرنے کو ”حمد“ کہتے ہیں۔

حمد

ترغیبی بات

جن اشعار میں حضور ﷺ کی تعریف ہو ان کو ”نعت“ کہتے ہیں۔

نعت

جن اشعار میں اللہ تعالیٰ کی تعریف، ہمارے نبی ﷺ کی صفات اور پیاری باتیں ہوں تو وہ اشعار پسندیدہ ہیں۔

ہدایت برائے استاذ

اس عنوان کے تحت ایک حمد اور ایک نعت دی گئی ہے، جو طلبہ کو آنے کے وقت اجتماعی طور پر پڑھا دی جائیں۔ ایک دن حمد پڑھائیں اور دوسرے دن نعت۔

ابتدا میں طلبہ کو خود پڑھائیں، پھر یاد ہو جانے کے بعد کسی بھی طالب علم سے پڑھوائیں، اسے باقاعدہ یاد کرانے کی ضرورت نہیں، بس روزانہ پابندی سے پڑھاتے رہیں گے، تو ان شاء اللہ خود بخود طلبہ کے ذہن نشیں ہو جائیں گی۔

زمین و آسمان تو نے بنایا

زمین و آسمان تو نے بنایا اے خدا تو نے
ہزاروں طرح دنیا کو سجایا اے خدا تو نے

ندی نالے پہاڑ اور دشت و صحرا تیرے دم سے ہیں
پرندوں کو گلستاں میں بسایا اے خدا تو نے

یہ دنیا دیکھنے کے واسطے دو آنکھ بخشی ہے
کرشمہ اپنی قدرت کا دکھایا اے خدا تو نے

چمکتے چاند سورج میں نظر آیا ترا جلوہ
ستاروں سے فلک کو جگایا اے خدا تو نے

پھلوں میں ذائقہ رکھا، گلوں میں ڈال دی خوشبو
ہمارے ہی لیے یہ سب بنایا اے خدا تو نے

ہمارے بولنے کے واسطے منہ میں زباں رکھ دی
تکلم کا سلیقہ پھر سکھایا اے خدا تو نے

تو جس مٹی سے چاہے آدمی تخلیق کرتا ہے
ہمیں جس خاک سے چاہا بنایا اے خدا تو نے

تعالیٰ شانہ

ہمارا نبی ﷺ

آمنہ کا پیارا ہمارا نبی

سب کی آنکھوں کا تارا ہمارا نبی

وہ یتیموں ضعیفوں کا فریاد رس

بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

نقش پا سے درخشاں ہوا راستہ

نور حق کا منارہ ہمارا نبی

ان کے در پے سلاطین عالم جھکے

جلوہ آشکارا ہمارا نبی

ایک معبود کے در پے آجائیے

صدق دل سے پکارا ہمارا نبی

ہے سراپائے شفقت یقیناً ولی

رحمتوں کا ہے دھارا ہمارا نبی

آمنہ کا پیارا ہمارا نبی

سب کی آنکھوں کا تارا ہمارا نبی

ﷺ

تعریف

مدویر تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کرتے ہوئے درمیانی رفتار سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کو ”مدویر“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

قرآن وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا ﴿۳۰﴾ [سورہ مزمل: ۳۰]

ترجمہ : قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا ہے، ہمارے نبی ﷺ کی زندگی کا ایک خاص مقصد اللہ کے بندوں کو قرآن پڑھ کر سنانا بھی تھا، تلاوت کلام پاک سب سے افضل ذکر ہے، لہذا ہمیں تلاوت کلام پاک کا خوب اہتمام کرنا چاہیے، اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں، اسی لیے آپ ﷺ نے قرآن پڑھنے کے آداب و طریقے بتائے ہیں اور اس کو عمدہ اور خوب صورت لہجے میں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی قرأت کے بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ ایک ایک حرف الگ الگ کر کے پڑھتے تھے۔ (جس کی وجہ سے تمام حروف الگ الگ سمجھ میں آ جاتے تھے)۔ [ترمذی: ۳۹۳۳]

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز صاحب قرآن (قرآن کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے والے) کو لایا جائے گا، تو قرآن کہے گا: اے میرے رب! اس شخص کو زیورات اور خوب صورت پوشاک عطا فرما، تو اس کو کرامت و عزت کا تاج پہنایا جائے گا، پھر قرآن کہے گا کہ یا رب! اسے مزید عطا فرما اور تو اس سے راضی ہو جا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رضا مندی کا پروانہ عطا فرمائیں گے اور اس کو حکم ہوگا کہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا جا اور (جنت کے) درجات طے کرتا جا اور اسے ہر آیت کے بدلے ایک

نیکی عطا کی جائے گی۔

[ترمذی: ۲۹۱۵، ابن ماجہ: ۱۰۸۱، ترمذی: ۲۹۱۵]

قرآن کریم کو اچھی آواز اور اچھے لب و لہجے میں پڑھنا چاہیے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے مزین کرو (اچھی آواز میں قرآن پڑھا کرو)۔

[ابوداؤد: ۱۳۶۸، ابن ماجہ: ۱۰۸۱، ترمذی: ۲۹۱۵]

ایک دوسری حدیث میں فرمایا: تم قرآن کو اچھی آواز سے پڑھو، اس لیے کہ اچھی آواز قرآن میں خوب صورتی کو بڑھاتی ہے۔

[مسندک: ۲۱۲۵، ابن ماجہ: ۱۰۸۱، ترمذی: ۲۹۱۵]

لہذا اچھی آواز سے عربی لب و لہجے میں قواعد تجوید کی رعایت کرتے ہوئے قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے۔ البتہ گانے اور موسیقی کے طرز پر قرآن پڑھنے سے بچنا چاہیے، کیوں کہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: قرآن کو عرب کے لہجوں اور آوازوں میں پڑھو، فاسقوں اور یہود و نصاریٰ کے طرز سے بچو۔

[شعب الایمان: ۲۶۳۹، ابن ماجہ: ۱۰۸۱، ترمذی: ۲۹۱۵]

ہدایت برائے استاذ

اس مضمون کے تحت دو چیزیں دی گئی ہیں: ایک تدویر، دوسری تجوید، تدویر کو مفتے میں چار دن اور علم تجوید کو دو دن پڑھانا ہے۔ تدویر کے عنوان میں قرآن مجید کی وہ سورتیں دی گئی ہیں، جن کا نماز میں پڑھنا مسنون ہے۔ ایک دن صحت ادا کے ساتھ طلبہ کو ان سورتوں کی خوب اچھی طرح مشق کرائیں؛ دوسرے دن ہر طالب علم سے سبق سن لیں، تاکہ طالب علم بلا تکلف پورا قرآن صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھ سکے۔

علم تجوید کے عنوان کے تحت وقف اور ادغام کے قواعد کے اسباق دیے جا رہے ہیں، ایک دن سبق پڑھائیں اور دوسرے دن سبق سن لیں۔ یہ تمام اسباق طلبہ کو سمجھا کر یاد کرا دیں اور اہم بات یہ ہے کہ تلاوت کے دوران گذشتہ سالوں میں پڑھے ہوئے قواعد کا خاص لحاظ کرنے کی طلبہ کو تاکید کرتے رہیں۔

سبق ۱

سورۃ معارج، سورۃ نوح

۱	۲	میں میں	۲۸	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
---	---	---------	----	------------	-------	------------	--------------

سبق ۲

سورۃ جن

۳	۳	میں میں	۲۸	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
---	---	---------	----	------------	-------	------------	--------------

سبق ۳

سورۃ مزمل

۵	۶	میں میں	۲۸	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
---	---	---------	----	------------	-------	------------	--------------

سبق ۴

سورۃ مدثر، سورۃ قیامہ

۷	۸	میں میں	۲۸	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
---	---	---------	----	------------	-------	------------	--------------

سبق ۵

سورۃ دھر، سورۃ مرسلات

۹	۱۰	میں میں	۲۸	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
---	----	---------	----	------------	-------	------------	--------------

سبق ۱ وقف کا بیان

وقف کے لغوی معنی رکنا، ٹھہرنا اور اصطلاح میں کلمے کے آخر میں سانس توڑ کر اتنی دیر ٹھہرنا کہ جس میں عادت کے مطابق سانس لی جاسکے۔

فائدہ: ① زیر کو فتح کہتے ہیں اور جس حرف پر زبر ہو اس کو ”حَرْفِ مُفْتُوْح“ کہتے ہیں۔

② زیر کو کسرہ بھی کہتے ہیں اور جس حرف پر کسرہ ہو اس کو ”حَرْفِ مَكْسُور“ کہتے ہیں۔

③ پیش کو ضمہ بھی کہتے ہیں اور جس حرف پر ضمہ ہو اس کو ”حَرْفِ مُضْمُوم“ کہتے ہیں۔

④ کلمے کا آخری حرف جس پر وقف ہوتا ہے، اس کو ”مَوْقُوفٌ عَلَیْہِ“ کہتے ہیں۔

درخط والدین

درخط معلم

تاریخ

پہلے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں

سبق ۲

وقف کی ادائیگی کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں:

① وقف بالاسکان ② وقف بالاشام ③ وقف بالروم ④ وقف بالابدال۔

① وقف بالاسکان: حرف موقوف علیہ متحرک کو ساکن کر کے وقف کرنا جیسے: اَلْوَحِیْمُ۔

② وقف بالاشام: حرف موقوف علیہ مضموم کو ساکن کرتے ہوئے ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا جیسے: نَسْتَعِیْنُ۔ یہ صرف ضمہ میں ہوتا ہے۔

③ وقف بالروم: حرف موقوف علیہ کی حرکت کو اتنا ہلکا اور ضعیف پڑھنا کہ قریب کا آدمی غور کرے، تو ہی سن سکے جیسے: اَلْوَحِیْمُ۔ یہ صرف ضمہ اور کسرہ میں ہوتا ہے۔

درخط والدین

درخط معلم

تاریخ

پہلے مہینے میں ۱۲ دن پڑھائیں

سبق ۳

④ وقف بالابدال: حرف موقوف علیہ پر زبر کی تنوین ہو، تو اس کو الف سے بدل کر اور گول (ا) ہو، تو اس کو ہائے ساکنہ (ة) سے بدل کر وقف کرنا جیسے: اَبْکَدَا سے اَبْکَدَا، مَغْفِرَةً سے مَغْفِرَةً۔

تنبیہ

- ① فتح میں روم و اشام نہیں ہوتا، اس میں صرف وقف بالاسکان ہوتا ہے۔
- ② سکونِ اصلی، حرکتِ عارضی، میم جمع، تائے تانیث اور ہائے ساکنہ پر روم و اشام جائز نہیں۔
- ③ جس کلمے پر تنوین ہو وہاں روم جائز ہے، مگر روم کی حالت میں تنوین ظاہر نہ ہوگی۔
- ④ حرف مشدد پر وقف کی حالت میں روم و اشام دونوں ہی جائز ہیں۔

دستخط والدین

دستخط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۱۲

مہینے میں

۵

۴

ادغام کا بیان

سبق ۴

ادغام کی تقسیم دو اعتبار سے ہوتی ہے: ① محل کے اعتبار سے۔ ② کیفیت کے اعتبار سے۔
محل کے اعتبار سے ادغام کی تین قسمیں ہیں:

① ادغامِ مثلین ② ادغامِ مُتَجَانِسِین ③ ادغامِ مُتَقَارِبِین۔

① ادغامِ مثلین: اگر ایک ہی حرف ایک ساتھ دو مرتبہ آئے اور پہلا حرف ساکن ہو، تو وہاں پہلے حرف کا دوسرے میں ادغام کرنے کو ”ادغامِ مثلین“ کہتے ہیں جیسے: اِذْ ذَہَبْ، قَدْ دَخَلُوا وغیرہ۔ یہ ادغام واجب ہے۔

② ادغام متجانسین: اگر ایسے دو حرف جمع ہوں جن کا مخرج ایک ہو، لیکن صفت میں دونوں مختلف ہوں اور پہلا حرف ساکن ہو، تو اس کو ”ادغام متجانسین“ کہتے ہیں جیسے: قَدْ تَبَيَّنَ وَغَيْرَہ۔ یہ ادغام واجب ہے۔

③ ادغام متقاربین: اگر ایسے دو حرف جمع ہوں جو مخرج یا صفت میں قریب قریب ہوں اور پہلا حرف ساکن ہو، تو اس کو ”ادغام متقاربین“ کہتے ہیں جیسے: قُلْ رَبِّ وَغَيْرَہ۔ یہ ادغام جائز ہے۔ نوٹ: ”لَا تَأْمَنَّا“ جو سورہ یوسف (آیت نمبر ۱۱) میں ہے، اصل میں ”لَا تَأْمَنُنَا“ دونوں کے ساتھ ہے: پہلا مضموم، دوسرا مفتوح؛ اس میں صرف اظہار یا صرف ادغام جائز نہیں، بلکہ اظہار مع الروم یا ادغام مع الاشام کرنا ضروری ہے؛ لیکن ادغام مع الاشام آسان ہے۔

۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	۳۳۱	۳۳۲	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱	۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱	۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱	۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱	۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰	۳۹۱	۳۹۲	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶	۳۹۷	۳۹۸	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱	۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵	۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸	۴۰۹	۴۱۰	۴۱۱	۴۱۲	۴۱۳	۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷	۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰	۴۲۱	۴۲۲	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵	۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹	۴۳۰	۴۳۱	۴۳۲	۴۳۳	۴۳۴	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷	۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱	۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴	۴۴۵	۴۴۶	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹	۴۵۰	۴۵۱	۴۵۲	۴۵۳	۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶	۴۵۷	۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱	۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵	۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹	۴۷۰	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳	۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷	۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱	۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵	۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹	۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲	۴۹۳	۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷	۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱	۵۰۲	۵۰۳	۵۰۴	۵۰۵	۵۰۶	۵۰۷	۵۰۸	۵۰۹	۵۱۰	۵۱۱	۵۱۲	۵۱۳	۵۱۴	۵۱۵	۵۱۶	۵۱۷	۵۱۸	۵۱۹	۵۲۰	۵۲۱	۵۲۲	۵۲۳	۵۲۴	۵۲۵	۵۲۶	۵۲۷	۵۲۸	۵۲۹	۵۳۰	۵۳۱	۵۳۲	۵۳۳	۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷	۵۳۸	۵۳۹	۵۴۰	۵۴۱	۵۴۲	۵۴۳	۵۴۴	۵۴۵	۵۴۶	۵۴۷	۵۴۸	۵۴۹	۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲	۵۵۳	۵۵۴	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷	۵۵۸	۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱	۵۶۲	۵۶۳	۵۶۴	۵۶۵	۵۶۶	۵۶۷	۵۶۸	۵۶۹	۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲	۵۷۳	۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶	۵۷۷	۵۷۸	۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱	۵۸۲	۵۸۳	۵۸۴	۵۸۵	۵۸۶	۵۸۷	۵۸۸	۵۸۹	۵۹۰	۵۹۱	۵۹۲	۵۹۳	۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷	۵۹۸	۵۹۹	۶۰۰	۶۰۱	۶۰۲	۶۰۳	۶۰۴	۶۰۵	۶۰۶	۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹	۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲	۶۱۳	۶۱۴	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷	۶۱۸	۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱	۶۲۲	۶۲۳	۶۲۴	۶۲۵	۶۲۶	۶۲۷	۶۲۸	۶۲۹	۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲	۶۳۳	۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶	۶۳۷	۶۳۸	۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱	۶۴۲	۶۴۳	۶۴۴	۶۴۵	۶۴۶	۶۴۷	۶۴۸	۶۴۹	۶۵۰	۶۵۱	۶۵۲	۶۵۳	۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷	۶۵۸	۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱	۶۶۲	۶۶۳	۶۶۴	۶۶۵	۶۶۶	۶۶۷	۶۶۸	۶۶۹	۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲	۶۷۳	۶۷۴	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷	۶۷۸	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱	۶۸۲	۶۸۳	۶۸۴	۶۸۵	۶۸۶	۶۸۷	۶۸۸	۶۸۹	۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲	۶۹۳	۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶	۶۹۷	۶۹۸	۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱	۷۰۲	۷۰۳	۷۰۴	۷۰۵	۷۰۶	۷۰۷	۷۰۸	۷۰۹	۷۱۰	۷۱۱	۷۱۲	۷۱۳	۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷	۷۱۸	۷۱۹	۷۲۰	۷۲۱	۷۲۲	۷۲۳	۷۲۴	۷۲۵	۷۲۶	۷۲۷	۷۲۸	۷۲۹	۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲	۷۳۳	۷۳۴	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷	۷۳۸	۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱	۷۴۲	۷۴۳	۷۴۴	۷۴۵	۷۴۶	۷۴۷	۷۴۸	۷۴۹	۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲	۷۵۳	۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶	۷۵۷	۷۵۸	۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱	۷۶۲	۷۶۳	۷۶۴	۷۶۵	۷۶۶	۷۶۷	۷۶۸	۷۶۹	۷۷۰	۷۷۱	۷۷۲	۷۷۳	۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷	۷۷۸	۷۷۹	۷۸۰	۷۸۱	۷۸۲	۷۸۳	۷۸۴	۷۸۵	۷۸۶	۷۸۷	۷۸۸	۷۸۹	۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲	۷۹۳	۷۹۴	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷	۷۹۸	۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱	۸۰۲	۸۰۳	۸۰۴	۸۰۵	۸۰۶	۸۰۷	۸۰۸	۸۰۹	۸۱۰	۸۱۱	۸۱۲	۸۱۳	۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶	۸۱۷	۸۱۸	۸۱۹	۸۲۰	۸۲۱	۸۲۲	۸۲۳	۸۲۴	۸۲۵	۸۲۶	۸۲۷	۸۲۸	۸۲۹	۸۳۰	۸۳۱	۸۳۲	۸۳۳	۸۳۴	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷	۸۳۸	۸۳۹	۸۴۰	۸۴۱	۸۴۲	۸۴۳	۸۴۴	۸۴۵	۸۴۶	۸۴۷	۸۴۸	۸۴۹	۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲	۸۵۳	۸۵۴	۸۵۵	۸۵۶	۸۵۷	۸۵۸	۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱	۸۶۲	۸۶۳	۸۶۴	۸۶۵	۸۶۶	۸۶۷	۸۶۸	۸۶۹	۸۷۰	۸۷۱	۸۷۲	۸۷۳	۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶	۸۷۷	۸۷۸	۸۷۹	۸۸۰	۸۸۱	۸۸۲	۸۸۳	۸۸۴	۸۸۵	۸۸۶	۸۸۷	۸۸۸	۸۸۹	۸۹۰	۸۹۱	۸۹۲	۸۹۳	۸۹۴	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷	۸۹۸	۸۹۹	۹۰۰	۹۰۱	۹۰۲	۹۰۳	۹۰۴	۹۰۵	۹۰۶	۹۰۷	۹۰۸	۹۰۹	۹۱۰	۹۱۱	۹۱۲	۹۱۳	۹۱۴	۹۱۵	۹۱۶	۹۱۷	۹۱۸	۹۱۹	۹۲۰	۹۲۱	۹۲۲	۹۲۳	۹۲۴	۹۲۵	۹۲۶	۹۲۷	۹۲۸	۹۲۹	۹۳۰	۹۳۱	۹۳۲	۹۳۳	۹۳۴	۹۳۵	۹۳۶	۹۳۷	۹۳۸	۹۳۹	۹۴۰	۹۴۱	۹۴۲	۹۴۳	۹۴۴	۹۴۵	۹۴۶	۹۴۷	۹۴۸	۹۴۹	۹۵۰	۹۵۱	۹۵۲	۹۵۳	۹۵۴	۹۵۵	۹۵۶	۹۵۷	۹۵۸	۹۵۹	۹۶۰	۹۶۱	۹۶۲	۹۶۳	۹۶۴	۹۶۵	۹۶۶	۹۶۷	۹۶۸	۹۶۹	۹۷۰	۹۷۱	۹۷۲	۹۷۳	۹۷۴	۹۷۵	۹۷۶	۹۷۷	۹۷۸	۹۷۹	۹۸۰	۹۸۱	۹۸۲	۹۸۳	۹۸۴	۹۸۵	۹۸۶	۹۸۷	۹۸۸	۹۸۹	۹۹۰	۹۹۱	۹۹۲	۹۹۳	۹۹۴	۹۹۵	۹۹۶	۹۹۷	۹۹۸	۹۹۹	۱۰۰۰
---	---	---	---	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	------

سبق ۵

② کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں: ① ادغام تام ② ادغام ناقص۔

① ادغام تام: وہ ادغام ہے جس میں پہلا حرف دوسرے حرف میں مکمل چھپ جائے، یعنی پہلے حرف کی کوئی صفت باقی نہ رہے جیسے: ”وَدَدْتُ كَأَيْفَةٍ“ میں تا کا ادغام طامیں۔

② ادغام ناقص: وہ ادغام ہے جس میں پہلا حرف دوسرے حرف میں مکمل نہ چھپے، بلکہ پہلے حرف کی کوئی صفت باقی رہے جیسے: ”مَنْ يَقُولُ“ میں نون کا ادغام یا میں، کہ اس میں نون کی صفت غنہ باقی رہ گئی ہے۔

۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	
---	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----	-----	-----	-----	-----	--

تعریف

حفظِ سورۃ قرآن کریم کی کسی سورۃ کے یاد کرنے کو ”حفظِ سورۃ“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قرآن کا وہ حافظ جس کو یاد بھی اچھا ہو اور پڑھتا بھی اچھا

ہو، اس کا حشر قیامت کے دن معزز، فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ [مسلم: ۱۸۹۸، ابن ماجہ: ۱۷۱۱]

حافظِ قرآن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بڑے اعزاز و اکرام سے نوازے گا، وہ خود تو جنت میں جائے گا، اپنے ساتھ مزید دس گنا کارلوگوں کو بھی جنت میں لے جائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا پھر اس کو زبان یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا، حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ [ترمذی: ۲۹۰۵، ابن ماجہ: ۱۷۱۱]

حافظِ قرآن کو خلافِ شریعت کاموں سے بچنا چاہیے اور اپنے آپ کو تمام برائیوں سے دور رکھنا چاہیے، اس لیے کہ اس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید محفوظ ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا، اس نے علومِ نبوت کو اپنی

پسیلوں کے درمیان (دل میں) لے لیا، اگرچہ اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی، لہذا حافظ قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ غصہ کرنے والوں کے ساتھ غصے سے پیش آئے یا جابلوں کے ساتھ جہالت کرے جب کہ وہ اپنے اندر اللہ کا کلام لیے ہوئے ہے۔

[مشترک حاکم: ۴۰۳۸، عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں قرآن کا کوئی

حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

[ترمذی: ۲۹۱۳، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

جس طرح گھر کی آبادی اور رونق گھر میں رہنے والوں سے ہے، ایسے ہی انسان کے دل کی رونق و آبادی قرآن کو یاد رکھنے سے ہے، لہذا قرآن حفظ کرنا چاہیے۔ اگر پورا قرآن حفظ نہ کر سکیں، تو کم از کم قرآن کا کچھ حصہ تو ضرور حفظ کرنا چاہیے اور آخری درجے میں اتنا تو ہر ایک کو یاد ہونا ہی چاہیے جس سے نماز صحیح ہو جائے۔

ہدایت برائے استاذ

اس سال سورہ بروج سے سورہ ناس تک تمام سورتوں کا دور دیا گیا ہے، تاکہ تمام سورتیں اچھی طرح ترتیب وار یاد ہو جائیں اور اگر ان میں کچھ کمی ہو تو وہ دور ہو جائیں اس لیے اچھی طرح طلبہ کو سورتیں یاد بھی کرائیں اور ان کو اسی ترتیب پر پڑھنے کی ترغیب بھی دیں۔

سبق ١

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ
الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

سُورَةُ الْبُرُوجِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ۝ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ۝
قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ۝ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ۝
وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۝ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن
يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝ وَاللَّهُ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ
يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝ ذَلِكَ الْفَوْزُ
الْكَبِيرُ ۝ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِي وَيُعِيدُ ۝ وَهُوَ
الْغَفُورُ الْودُودُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝ فَعَالٌ لَمَّا يُرِيدُ ۝ هَلْ
أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝ فِرْعَوْنُ وَثَمُودُ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي

تَكْذِيبٍ ۝ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ ۝

فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ ۝

سُورَةُ الطَّارِقِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝

إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ فليَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝

خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۝ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۝ إِنَّهُ

عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ۝ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ ۝

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ إِنَّهُ لَقَوْلٌ

فَصْلٌ ۝ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝ وَآكِيدٌ

كَيْدًا ۝ فَمَهْلِكُ الْكَافِرِينَ أَمْهَلُهُمْ رُوَيْدًا ۝

سُورَةُ الْأَعْلَى بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى ۝ وَالَّذِي قَدَّرَ

فَهَدَى ۝ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَى ۝ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى ۝ سَنُقَرِّبُكَ

فَلَا تَنْسَى ۝ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى ۝ وَنُيَسِّرُكَ

لِلْيُسْرَى ۝ فَذَكِّرْ ۝ إِنَّ لَفَعَتِ الذِّكْرَى ۝ سَيِّدَ كَرٍ مَنْ يَخْشَى ۝

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبَى ۝ ثُمَّ لَا يَبُوءُ

فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۖ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۝
 بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۖ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۖ إِنَّ هَذَا لَفِي
 الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۖ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۖ

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۖ وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۖ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۖ
 تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۖ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ۖ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ
 صَرِيحٍ ۖ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ۖ وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۖ
 لِّسَعْيِبِهِ رَاضِيَةٌ ۖ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۖ لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ۖ فِيهَا
 عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۖ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۖ وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ ۖ وَنَبَارِقُ
 مَصْفُوفَةٌ ۖ وَزُرَابُ مَبْنُوتَةٍ ۖ أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ
 خُلِقَتْ ۖ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۖ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۖ
 وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۖ فَذَكِّرْ ۗ إِنَّهَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۖ لَسْتَ
 عَلَيْهِمْ بِمُضَيِّطٍ ۖ إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۖ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ
 الْأَكْبَرَ ۖ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۖ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۖ

سُورَةُ الْفَجْرِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْفَجْرِ ۝ وَبِالْأَسْحَرِ ۝ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝ وَالْأَيْلِ إِذَا يَسِرَ ۝ هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرِ ۝ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ إِرَامَ دَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثمودَ الَّذِينَ جَاءُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝ الَّذِينَ طَعَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفُسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَا تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا تَحْضُونَ عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۝ وَتَأْكُلُونَ الثَّرَاكَ أَكْلًا لَّئِيًّا ۝ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْبَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِئْنَا بِيَوْمِنَا بِهِ جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى ۝ يَقُولُ يَلِيَّتَنِي قَدْ مَتَّ لِحَيَاتِي ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ۝ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ۝ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبْدِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّاتِي ۝

سُورَةُ الْبَكْرِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَكْرِ ۝ وَأَنْتَ حَلٌّ بِهَذَا الْبَكْرِ ۝ وَوَالِدٍ وَمَا
وَلَدَ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ۝ أَيْحَسِبُ أَنْ لَنْ يُقَدِرَ
عَلَيْهِ أَحَدٌ ۝ يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَا لَا لُبْدًا ۝ أَيْحَسِبُ أَنْ لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ ۝
أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۝
فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ أَوْ
إِطْعَمُ فِي يَوْمٍ مَسْغَبَةٍ ۝ يَتَّبِعُهَا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ أَوْ مِسْكِينًا ذَا
مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا
بِالْمُرْحَمَةِ ۝ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِالْآيَاتِنَا
هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤَصَّدَةٌ ۝

سُورَةُ الشَّمْسِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ۝
وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ۝ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ۝ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ۝
وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۝ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝ قَدْ أَفْلَحَ
مَنْ زَكَّاهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ۝
إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ۝

فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوْهُهَاۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فَسَوَّاهَاۙ

وَلَا يَخَافُ عِقْبَهَاۙ

سُورَةُ الْيُنُسِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْيُنُسِۙ اِذَا يَغْشَىٰ ۙ وَالتَّهَارِۙ اِذَا تَجَلَّىٰ ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۙ

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ ۙ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۙ

فَسَنِّيْسِرُهُۥ لِيُسْرٰی ۙ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۙ وَكَذَّبَ

بِالْحُسْنٰی ۙ فَسَنِّيْسِرُهُۥ لِّلْعُسْرٰی ۙ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهُۥ اِذَا

تَرَدَّدٰی ۙ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰی ۙ وَاِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْاُولٰٓى ۙ

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظٰی ۙ لَا يَصْلٰیهَاۤ اِلَّا الْاَشْقٰی ۙ الَّذِيْ كَذَّبَ

وَتَوَلٰی ۙ وَسَيُجَنَّبُهَاۤ الْاَتْقٰی ۙ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰی ۙ وَمَا

لَا حَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ۙ اِلَّا اِبْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِۥ الْاَعْلٰی ۙ

وَلَسَوْفَ يَرْضٰی ۙ

در تخط و الدین

در تخط و الدین

تاریخ

دن پڑھائیں

۲۰

دوسرے مہینے میں

۲

سبق ۳ سُوْرَةُ الصُّحٰی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالصُّحٰی ۙ وَالْيُنُسِۙ اِذَا سَجٰی ۙ مَا وَدَّعَاكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ۙ وَلَلْآخِرَةُ

خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰٓى ۙ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ۙ اَلَمْ يَجِدْكَ

يَتِيْمًا فَاَوٰی ۙ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰی ۙ وَوَجَدَكَ عَابِلًا فَاَعْنٰی ۙ

فَأَمَّا الْبَيْتِيمَ فَلَا تَتَّقَهٗ ۖ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۖ

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۖ

سُورَةُ النُّشُرِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۖ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۖ

ظَهَرَ كَ ۖ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۖ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۖ إِنَّ مَعَ

الْعُسْرِ يُسْرًا ۖ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۖ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۖ

سُورَةُ التِّينِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ ۖ وَطُورِ سِينِينَ ۖ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۖ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۖ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ

سَفَلِينَ ۖ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۖ

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدَ بِالذِّينِ ۖ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ ۖ

سُورَةُ الْعَلَقِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۖ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۖ اقْرَأْ

وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۖ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۖ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۖ

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لِكَبَّاسٍ ۖ أَنْ رَأَاهُ اسْتَغْنَىٰ ۖ إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ ۖ

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ۖ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ۖ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَىٰ

الْهُدَى ۝ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى ۝ أَرَعَيْتَ إِنْ كَذَبَ وَتَوَلَّى ۝ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى ۝ كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ كَلَّا لَا تَطْعُهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝

سُورَةُ الْقَدْرِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزِيلُ الْمَلَكِ ۝ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَّمَ شَيْءٌ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُطَهَّرَةً ۝ فِيهَا كُتِبَ قِيمَةٌ ۝ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۝ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۝ أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاءُ هُمْ

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتْ عَذَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَلِكَ لِمَنْ حَشِيَ رَبَّهُ ۝

در خط والدین

در خط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۲۰

۳ تیرے مہینے میں

سبق ۴ سُوْرَةُ الزَّلْزَالِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۖ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۖ وَقَالَ
الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۖ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۖ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى
لَهَا ۖ يَوْمَئِذٍ يُصْدِرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ۖ لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۖ فَمَنْ يَعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ
سُوْرَةُ الْعَدِيَّتِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَالْعَدِيَّتِ صَبْحًا ۖ فَالْمُورِيَّتِ قَدْحًا ۖ فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا ۖ
فَأَثَرُنَ بِهِ نَقْعًا ۖ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ۖ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۖ
وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ۖ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۖ أَفَلَا يَعْلَمُ
إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ۖ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۖ إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ
يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۖ

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الْقَارِعَةُ ۖ مَا الْقَارِعَةُ ۖ وَمَا أَزْكَكَ مَا الْقَارِعَةُ ۖ يَوْمَ يَكُونُ
النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۖ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعُفُوشِ ۖ

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۖ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۖ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ

مَوَازِينُهُ ۖ فَأَمَّهُ هَٰوِيَةٌ ۖ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَةٌ ۖ نَارُ حَامِيَةٍ ۖ

سُورَةُ التَّكْوِيْنِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلْهَكُمُ التَّكْوِيْنُ ۖ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۖ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۖ

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۖ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۖ لَتَرَوُنَّ

الْجَحِيْمَ ۖ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۖ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ

عَنِ النَّعِيْمِ ۖ

سُورَةُ الْعَصْرِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْعَصْرِ ۖ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۖ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۖ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۖ

سُورَةُ الْهُمَزَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۖ الَّذِي جَمَعَ مَا لَا وَعَدْدَ لَهُ ۖ يَحْسَبُ أَنَّ مَا لَهُ

أَخْلَدَهُ ۖ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۖ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۖ

نَارُ اللَّهِ الْمُبْقَدَةُ ۖ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْفُتَدَةِ ۖ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۖ

فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۖ

سُورَةُ الْفِيلِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۖ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي

تَضْلِيلٍ ۝ وَارْسَلْ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَزِمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۝

سُورَةُ قُرَيْشٍ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

لَا يَلْفِ قُرَيْشٍ ۝ الْفِهُمُ رِحْلَةَ الْشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوعٍ ۝ وَآمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

سُورَةُ الْبَاعُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝ فَوَيْلٌ لِلْمُصَدِّقِينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْبَاعُونَ ۝

وخطو والدين

وخطو معلم

تاريخ

۳۰ دن پڑھا کریں

سبق ۵ سُورَةُ الْكَوْثَرِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝

سُورَةُ الْكَافِرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ

مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ

مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝

سُورَةُ النَّصْرِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ
أَفْوَاجًا ۖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

سُورَةُ النَّهْلِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَبَّتْ يُدَا أَيْ لَهٍ وَتَبَّ ۚ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۖ
سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهٍ ۚ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ

فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝

سُورَةُ الْاٰخِلَاصِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۖ وَلَمْ يُولَدْ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

سُورَةُ الْفَلَقِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

سُورَةُ النَّاسِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿١﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿٢﴾ إِلَهِ النَّاسِ ﴿٣﴾

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ﴿٤﴾ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ﴿٥﴾

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿٦﴾

آيَةُ الْكُرْسِيِّ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا

بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ

مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۚ وَلَا يَئُودُهُ

حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝

تعریف

درس قرآن قرآن کریم ترجمے اور مطلب کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کو ”درس قرآن“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

قرآن وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ﴿١٤﴾ [سورہ قمر: ۱۴]
ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا ہے، اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

قرآن مجید تمام انسانوں کے نام اللہ کا پیغام ہے، تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے، اس پر عمل کر کے انسان دنیا میں پاکیزہ زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں ہمیشہ کی کامیابی حاصل کرتا ہے، اس کتاب میں ہر زمانہ میں ہر فرد کے لیے زندگی گزارنے کے اصول بتائے گئے ہیں، اللہ و رسول کی پسندیدہ باتوں کو اپنانے کی تعلیم دی گئی ہے اور اللہ و رسول کو ناراض کرنے والی باتوں سے روکا گیا ہے۔

چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور ہماری مادری زبان اردو، ہندی وغیرہ دوسری زبانیں ہیں، اس لیے ہم ترجمہ و تفسیر جانے بغیر قرآنی تعلیمات سے آشنا نہیں ہو سکتے، اس لیے ہمیں ترجمہ و تفسیر کی ضرورت پڑتی ہے، لہذا ہمیں معتبر علما کے ترجمے و تفسیر سے استفادہ کرنا چاہیے تاکہ ہم قرآن سمجھ کر پڑھ سکیں اور قرآنی ہدایات کے سائے میں زندگی گزار سکیں، اللہ تعالیٰ نے سمجھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے قرآن کو بہت آسان بنایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ﴿١٤﴾ [سورہ قمر: ۱۴]
ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا ہے، اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

حضرت محمد ﷺ کے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کریم بہت ہی ادب کے ساتھ پڑھتے اور اس کی ایک ایک آیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے اور نبی ﷺ سے آیتوں کے مطلب اور معنی

پوچھا کرتے، جب تک آیتوں کا مطلب اچھی طرح نہ سمجھ لیتے آگے نہیں بڑھتے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہم (صحابہ) میں جو شخص دس آیتیں سیکھ لیتا تھا تو جب تک ان کے معانی کو خوب سمجھ نہ لیتا اور عمل نہ کر لیتا دوسری آیتیں نہیں سیکھتا تھا۔

[تفسیر طبری: ۸/۱۰۷، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ]

لہذا ہمیں بھی قرآن کو تجوید سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے معنی و مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے اور اس کے مضامین میں غور و فکر کرنا چاہیے، اس کی وجہ سے ہمیں کامیابی ملے گی، چنانچہ حدیث میں ہے کہ قرآن کے مضامین پر غور کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

[شعب الایمان: ۲۰۰۷، عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد یا مدرسہ وغیرہ) میں اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت کے لیے جمع ہوتے ہیں اور (اس کے ترجمے و تفسیر کو تدریس کے طور پر) آپس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں، تو ان لوگوں پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت برستی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں کے درمیان ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

[ابوداؤد: ۱۳۵۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ہدایت برائے استاذ

طلبہ میں قرآن فہمی کا شوق پیدا کرنے کے لیے درس قرآن کے نام سے اس سال کے نصاب میں سورۃ بینہ، سورۃ زلزال، اور سورۃ عادیات کا لفظی و محاورہ ترجمہ اور مختصر پیغام دیا جا رہا ہے۔ ہر لفظ کا لفظی ترجمہ اور پوری آیت کا محاورہ ترجمہ طلبہ کو یاد کرا دیں اور ہر سورۃ کا پیغام اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشین کرا دیں اور سورتوں کے فضائل بتا کر خاص مواقع میں ان سورتوں کو پڑھنے کی ترغیب بھی دیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ گذشتہ سال کی سورتوں کا ترجمہ بھی اس سال بطور دور کے دیا گیا ہے، تاکہ ترجمہ طلبہ کے ذہن نشین رہے اور نمازوں میں ان سورتوں کو معنی کے استحضار کے ساتھ پڑھنے کی تلقین کرتے رہیں۔

گذشتہ سالوں کا دور

تعوذ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانِ مردود سے۔

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورہ فاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ① جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ ② جو مالک ہے بدلے کے دن کا۔ ③

إِیَّاكَ نَعْبُدُ وَإِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ④ ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ ⑤

صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ ان لوگوں کا نہیں جن پر تیرا غصہ ہوا اور نہ ان لوگوں کا جو راستے سے بھٹک گئے ⑥

سورہ کافرون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝

آپ کہہ دیجیے اے کافرو! ۝ نہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں ۝

وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝ وَلَا اَنَا عٰبِدُ مَا عَبَدْتُمْ ۝

اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو ۝ اور نہ میں تمہارے معبود کی عبادت کرنے والا ہوں ۝

وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَّ دِیْنِ ۝

اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو ۝ تم کو تمہارا بدلہ ملے گا، مجھ کو میرا بدلہ ۝

سورہ نصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَآیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝

جب اللہ کی مدد اور فتح آپہونچے ۝ اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق درجوق داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں ۝

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

تو آپ اپنے رب کی تسبیح و حمد کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ۝

سورہ لہب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبَّتْ یَدَاۤ اٰبٰی لَهَبٍ وَتَبَّتْ ۝ مَا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ ۝

ابولہب کے دونوں ہاتھ لوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ ۝ نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ ۝

سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۖ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۖ

وہ عنقریب ایک دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا ۖ اور اس کی بیوی بھی جو کڑیاں لاد کر لاتی ہے ۖ

فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۖ

اس کے گلے میں خوب بٹی ہوئی ایک رسی ہوگی ۖ

سورہ اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝

آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے ۝ اللہ بے نیاز ہے ۝ نہ اس کی کوئی اولاد ہے

وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے ۝ اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے ۝

سورہ فلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

آپ کہیے میں پناہ لیتا ہوں صبح کے مالک کی ۝ مخلوق کی برائی سے ۝

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝

اور اندھیری رات کی برائی سے جب وہ آئے ۝ اور گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کی برائی سے ۝

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے۔

سورہ ناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾

آپ کہیے میں پناہ لیتا ہوں انسانوں کے رب کی ﴿۱﴾ انسانوں کے بادشاہ کی ﴿۲﴾ انسانوں کے معبود کی ﴿۳﴾

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِي يُّوسْوِسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾

وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی سے ﴿۴﴾ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ﴿۵﴾

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

چاہے وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے ﴿۶﴾

سورہ کوثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾

یقیناً ہم نے آپ کو ”کوثر“ عطا کی ﴿۱﴾ لہذا تم اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو ﴿۲﴾

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾

بے شک تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے ﴿۳﴾

سورہ ماعون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَرَاَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْاٰیٰتِ ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِي يُدْعُ الْاٰیٰتِیْمَ ﴿۲﴾

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے ﴿۱﴾ وہ ایسا شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ﴿۲﴾

وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۖ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۚ

اور محتاج کو کھانا دینے کی (دوسروں کو بھی) ترغیب نہیں دیتا ہے ۞ پس ان نمازیوں کے لیے بڑی تباہی ہے ۞

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ۚ

وَيَسْتَعْجِلُونَ الْمَاعُونَ ۚ جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں ۞ جو ریاکاری کرتے ہیں اور ۞ (دوسروں کو) معمولی چیز دینے سے بھی انکار کرتے ہیں ۞

سورہ قریش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

لَا يَلْفُ قُرَيْشٌ ۚ الْفِهْمُ رِحْلَةَ الْشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۚ

چونکہ قریش کے لوگ عادی ہیں یعنی وہ سردی اور گرمی کے موسموں میں سفر کرنے کے عادی ہیں ۞ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ۚ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِّنْ جَوْعٍ ۖ وَآمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۚ

تو انہیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں ۞ جس نے ان کو کھانا کھلایا اور ان کو خوف میں امن دیا ۞

سورہ فیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۚ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۚ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ۞ کیا اس نے ان لوگوں کی ساری چالیں بیکار نہیں کر دی ۞

وَأَرْسَلْ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۖ تَزْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۖ
اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے ۖ جو ان پر پکی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے ۖ

فَجَعَلَهُمْ كَعَصِفٍ مَّا أُوْكِلَ ۖ
پس کر دیا انہیں ایسا جیسے کھایا ہوا جھوسا ۖ

سورہ ہمزہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
وَبِئْسَ لِكُلِّ هُمْزَةٍ لُّمَزَةٌ ۖ

بڑی خرابی ہے اس شخص کی جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا (اور) منہ پر طعنہ دینے کا عادی ہو ۖ

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۖ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۖ
جس نے مال اکٹھا کیا ہوا اور اسے گنتا رہتا ہو ۖ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا ۖ
كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۖ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۖ نَارُ اللَّهِ الَّتِي وَقُودُهَا
ہرگز نہیں اس کو ایسی جگہ میں پھینکا جائے گا جو چورا چورا کرنے والی ہے ۖ اور کیا آپ کو معلوم ہے
وہ چورا چورا کرنے والی چیز کیا ہے؟ ۖ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے! ۖ

الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْافْتَدَةِ ۖ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَدَةٌ ۖ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۖ
جو دلوں پر جا چڑھے گی ۖ بے شک وہ آگ ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دی جائے گی ۖ

سورہ عصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
وَالْعَصْرِ ۖ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِنَفِیْ خُسْرِ ۖ
زمانے کی قسم ۖ انسان درحقیقت بڑے گھائے میں ہے ۖ

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَّاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٦٠﴾
 سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں
 اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں ﴿٦٠﴾

سورہ تکوین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿١﴾

الْهَيْكَلُ التَّكْوِينُ ﴿٢﴾ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٣﴾

ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دنیا کے ساز و سامان پر فخر کرنے نے تم کو غفلت میں ڈال
 رکھا ہے یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہو ﴿٣﴾

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٥﴾

ہرگز ایسا نہیں تمہیں عنقریب سب پتہ چل جائے گا ﴿٤﴾ پھر (سن لو) ہرگز ایسا نہیں
 تمہیں عنقریب سب پتہ چل جائے گا۔ ﴿٥﴾

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ﴿٦﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ﴿٧﴾

ہرگز نہیں! اگر تم یقینی علم کے ساتھ جانتے ہو تے (تو ایسا نہ کرتے) یقین جانو ﴿٦﴾ تم دوزخ کو ضرور دیکھو گے ﴿٧﴾

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ﴿٨﴾ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾

پھر یقین جانو کہ تم اسے بالکل یقین کے ساتھ ضرور دیکھ لو گے ﴿٨﴾
 پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں پوچھائے گا (کہ ان کا کیا حق ادا کیا) ﴿٩﴾

سورہ قارعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿١﴾

الْقَارِعَةُ ﴿٢﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٣﴾ وَمَا أَذْرُكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٤﴾

کھڑکھڑانے والی ﴿٢﴾ کیا ہے کھڑکھڑانے والی چیز ﴿٣﴾ اور تمہیں کیا معلوم کیا ہے کھڑکھڑانے والی چیز ﴿٤﴾

يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ﴿٦٠﴾

جس دن سارے لوگ پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے ﴿٦٠﴾

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ﴿٦١﴾

اور پہاڑ ہٹکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے ﴿٦١﴾

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦٢﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ﴿٦٣﴾

پس اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہوں گے ﴿٦٢﴾ تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا ﴿٦٣﴾

وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦٤﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٦٥﴾

اور وہ جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے ﴿٦٤﴾ تو اس کا ٹھکانا ایک گہرا گڑھا ہوگا ﴿٦٥﴾

وَمَا أَذْرَاكَ مَا هِيَةٌ ﴿٦٦﴾ نَارُ حَامِيَةٍ ﴿٦٧﴾

اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ گہرا گڑھا کیا چیز ہے؟ ﴿٦٦﴾ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔ ﴿٦٧﴾

وَحِطُّوا لِلَّذِينَ

وَحِطُّوا لِلَّذِينَ

تَارِيخ

۲۰ دن پڑھائیں

۶

چھ مہینے میں

اس سال کے اسباق سبق ۲ ۱ سورۃ علیہ السلام کا لفظی و محاورہ ترجمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْعَدِيتِ	صَبْحًا	فَالْمُورِيتِ	قَدْ حَا	فَالْمُغِيرَاتِ
قسم ہے	دوڑنے والے گھوڑوں کی	پھر چنگاری اڑانے والے گھوڑوں کی	ٹاپ سے	پھر حملہ کرنے والے گھوڑوں کی
صَبْحًا	فَاثْرُنَ	بِهَ نَقْعًا	فَوَسْطَنَ بِهِ	جَمْعًا
صبح کے وقت	پھر غبار اڑاتے ہیں	اس موقع پر غبار	پھر نیچوں بیچ جا گھستے ہیں اس موقع پر	کسی جگہ میں

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپ ہانپ کر دوڑتے ہیں پھر جو اپنی ٹاپوں سے چنگاریاں اڑاتے ہیں پھر صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں پھر اس موقع پر غبار اڑاتے ہیں پھر اسی وقت کسی جھگڑے کے بچوں بیچ جاگھتے ہیں۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ	وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ
بے شک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا	اس پر گواہ

بے شک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ اور بے شک وہ خود اس بات کا گواہ ہے۔

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ	لَحُبِّ الْخَيْرِ
اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مال کی محبت میں بہت پکا	مال کی محبت میں
اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مال کی محبت میں بہت پکا ہے۔	

أَفَلَا يَعْلَمُ	إِذَا بُعْثِرَ
کیا وہ نہیں جانتا	جب اٹھایا جائے گا
بھلا کیا وہ وقت اسے معلوم نہیں جب اٹھایا جائے گا ان کو قبروں میں ہے۔	

وَحُصِّلَ	مَا فِي الصُّدُورِ
اور ظاہر کر دیا جائے گا	جو کچھ دلوں میں ہے
اور سینوں میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کر دیا جائے گا۔	

إِنَّ	رَبَّهُمْ	بِهِمْ	يَوْمَئِذٍ	لَّخَبِيرٌ
یقیناً	ان کا رب	ان سے	اس دن	باخبر
یقیناً ان کا پروردگار اس دن ان (کی جو حالت ہوگی اس) سے پوری طرح باخبر ہے۔				

۷ ساتویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۳ ۲ سورہ عادیات کی قیمتی نصیحت

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝

انسان بڑا ناشکرا ہے

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم کھا کر انسان کے متعلق دو باتیں کہی ہیں؛ ایک یہ کہ وہ ناشکرا ہے، مصیبتوں، تکلیفوں کو یاد رکھتا ہے نعمتوں اور احسانات کو بھول جاتا ہے، دوسرے یہ کہ وہ مال کی محبت میں بہت پکا ہے۔ یہ دونوں خصلتیں بہت ہی ناپسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ان دونوں خصلتوں کا ذکر گھوڑوں کی مختلف حالتوں کی قسم کھا کر فرمایا ہے۔ گھوڑوں اور خصوصاً جنگی گھوڑوں کے حالات پر نظر ڈالے کہ وہ میدان جنگ میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر کیسی کیسی سخت خدمات انسان کے حکم و اشارہ کے تابع انجام دیتے ہیں حالانکہ انسان نے ان گھوڑوں کو پیدا نہیں کیا، ان کو جو گھاس دانہ انسان دیتا ہے وہ بھی اس کا پیدا کیا ہوا نہیں، اس کا کام صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے رزق کو ان تک پہنچانے کا ایک واسطہ بنتا ہے۔ اب گھوڑوں کو دیکھیے کہ وہ انسان کے اتنے سے احسان کو کیسا پہچانتا اور مانتا ہے کہ اس کے ادنیٰ اشارہ پر اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور سخت سے سخت مشقت برداشت کرتا ہے، اس کے بالمقابل انسان کو دیکھو جس کو ایک حقیر قطرہ سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کو مختلف کاموں کی قوت بخشی، عقل و شعور دیا، اس کے کھانے

پینے کی ہر چیز پیدا فرمائی اور اس کی تمام ضروریات کو کس قدر آسان کر کے اس تک پہنچا دیا کہ عقل حیران رہ جاتی ہے مگر وہ ان تمام اکمل و اعلیٰ احسانات کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۝

مال کی محبت ناپسندیدہ چیز ہے

خیر کے معنی بھلائی کے ہیں، عرب کے لوگ مال کو بھی خیر سے تعبیر کرتے ہیں، اس آیت میں انسان کی دوسری مذموم صفت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ انسان مال کی محبت میں گرفتار ہے، اسی میں غرق رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی بخشش و عنایات سے جو کچھ پاتا ہے اس کو اپنی تدبیر و قابلیت کا کرشمہ سمجھ بیٹھتا ہے۔ اور یہ ایک انتہائی بری صفت ہے۔

ضرورت کے بقدر مال کماتا اور اپنی جائز ضروریات میں صرف کرنا مذموم نہیں ہے، بلکہ اس کی محبت میں گرفتار رہنا اور اسی کی فکر و خیال میں مشغول رہنا برا ہے۔ جیسے انسان پیشاب پاخانہ کی ضرورت کو پورا کرتا ہے مگر اس کے دل میں محبت نہیں ہوتی بیماری میں دوا بھی پیتا ہے، آپریشن بھی کرتا ہے، مگر دل میں ان چیزوں کی محبت بالکل نہیں ہوتی، اسی طرح اللہ کے نزدیک ہر مومن کو ایسا ہونا چاہیے کہ وہ بقدر ضرورت مال حاصل کرے مگر دل اس کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ کیوں کہ محبت کی اصلی حق دار وہ ذات ہے جو سب کی خالق و مالک ہے اور جس کے فضل سے انسان کو سب کچھ ملتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں سچے مؤمنین کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ جب ان کے سامنے کوئی مرحلہ ایسا آتا ہے کہ نفس اور ان کے رب کے مطالبات میں ٹکراؤ ہوتا ہے، رب کچھ اور چاہتا ہے اور نفس کی خواہش کچھ اور ہوتی ہے، تو ایسے موقع پر وہ اپنے رب کی محبت میں مضبوط ثابت ہوتے ہیں اور نفس کی ساری خواہش کو ٹھکرا دیتے ہیں، وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ۔ (اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، وہ اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں)۔

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعِثَ رَمَا فِي الْقُبُورِ ۝

اللہ رب العالمین سب کے حالات سے باخبر ہیں

اب انسان کی مذکورہ دونوں بری عادتوں پر آخرت کی وعید سنائی جا رہی ہے۔ کیا اس غافل انسان کو اس کی خبر نہیں کہ قیامت کے روز جب کہ مردے قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور دلوں میں چھپی ہوئی باتیں بھی سب کھل کر سامنے آ جائیں گی اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ رب العالمین ان سب کے سب حالات سے باخبر ہیں تو اس کے مطابق جزا سزا دیں گے اس لیے عقل مند کا کام یہ ہے کہ ناشکری سے باز آئے اور مال کی محبت میں ایسا مغلوب نہ ہو کہ اچھے برے کی تمیز نہ رہے۔

سوالات

- ① سورۃ عادیات ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔
- ② گھوڑوں کی قسم کھا کر انسان کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟
- ③ مال کی محبت سے کب روکا گیا ہے؟
- ④ انسان کی بری عادتوں پر کیا وعید سنائی گئی ہے۔

دعوت والدین

استاذ معلّم

تاریخ

دن پڑھائیں

ساتویں صفحے میں ۱۰

① سورۃ زلزال کی فضیلت

سبق ۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ نِصْفُ قُرْآنِ کے برابر ہے اور سورۃ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے اور سورۃ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

[ترمذی: ۳۸۹۳]

۲۔ سورہ زلزال کا لفظی و محاورہ ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا زُلْزِلَتْ	اَلْاَرْضُ	زِلْزَالَهَا	وَ اَخْرَجَتْ	اَلْاَرْضُ	اَنْثَقَالَهَا
جب جھنجھوڑی جائے گی	زمین	اپنے اپنے سے بھونچال	اور	باہر نکال دے گی	زمین اپنے بوجھ
جب زمین اپنے بھونچال سے جھنجھوڑ دی جائے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال دے گی۔					

وَ	قَالَ	اَلْاِنْسَانُ	مَا لَهَا
اور	کہے گا	انسان	اس کو کیا ہو گیا
اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے؟			

یَوْمَئِذٍ	تُحَدِّثُ	اَخْبَارَهَا
اس دن	بیان کرے گی	اپنی ساری خبریں
اس دن زمین اپنی ساری خبریں بیان کر دے گی۔		

بَانَ	رَبَّكَ	اَوْحٰی	لَهَا
کیونکہ	تیرے پروردگار نے	یہی حکم دیا ہوگا	اس کو
کیونکہ تمہارے پروردگار نے اسے یہی حکم دیا ہوگا۔			

يَوْمَئِذٍ	يَصْدُرُ	النَّاسُ	أَشْتَاتًا
اس روز	واپس ہوں گے	لوگ	مختلف ٹولیوں میں
اس روز لوگ مختلف ٹولیوں میں واپس ہوں گے۔			

لِيُرَوْا	أَعْمَالَهُمْ
تاکہ دکھا دیے جائیں انھیں	ان کے اعمال
تاکہ ان کے اعمال انھیں دکھا دیے جائیں۔	

فَمَنْ	يَعْمَلْ	مِثْقَالَ ذَرَّةٍ	خَيْرًا	يَرَهُ
چنانچہ جس نے	کی ہوگی	ذرہ برابر	کوئی نیکی	وہ اسے دیکھے گا
چنانچہ جس نے ذرہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا۔				

وَمَنْ	يَعْمَلْ	مِثْقَالَ ذَرَّةٍ	شَرًّا	يَرَهُ
اور جس نے	کی ہوگی	ذرہ برابر	کوئی برائی	وہ اسے دیکھے گا
اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا۔				

۳ سورہ زلزال کی قیمتی نصیحت

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝

قیامت کا بھونچال

قیامت کی علامات میں سے سخت زلزلوں کا آنا بھی ہے، اس آیت میں جس زلزلے کا ذکر ہے، وہ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد پیش آئے گا، یہ زلزلہ عام زلزلوں جیسا نہیں ہوگا، بلکہ یہ زلزلہ بہت سخت ہوگا، پوری زمین کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گا، سارے لوگ گھبرا کر اٹھیں گے اور بدحواس ہو جائیں گے، اس کی ایک جھلک سورہ حج میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے لوگو! اپنے پروردگار کے غضب سے ڈرو، یقیناً جانو کہ قیامت کا بھونچال بڑی زبردست چیز ہے، جس دن وہ تمہیں نظر آئے گا، اُس دن ہر دودھ پلانے والی اُس بچے (تک) کو بھول بیٹھے گی جس کو اس نے دودھ پلایا، اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا بیٹھے گی، اور لوگ تمہیں یوں نظر آئیں گے کہ وہ نشے میں بدحواس ہیں، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔ [سورہ حج: ۲۰۱]

وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝

زمین کے دینے

سارے مردے جو زمین میں دفن ہیں وہ بھی باہر آجائیں گے اور زمین میں جو خزانے دفن ہیں زمین ان کو بھی اُگل دے گی، اس حالت کو دیکھ کر کافر آدمی حیران ہو کر کہے گا کہ اس کو کیا ہوا کہ یہ اس طرح بل رہی ہے اور سب دینے باہر آ رہے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جس کسی نے مال کی خاطر کسی کو قتل کیا ہوگا یا جس نے مال و دولت کی خاطر رشتہ داروں کا حق پامال کیا ہوگا یا اس کی خاطر چوری کی ہوگی وہ اس مال کو دیکھ کر یہ کہے گا کہ یہ ہے وہ

مال جس کی وجہ سے میں نے یہ گناہ کیے تھے۔ پھر کوئی بھی اس سونے چاندی کی طرف توجہ نہیں دے گا۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۚ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۚ

زمین اپنی خبریں بیان کرے گی

میدان حشر میں لوگ جمع ہوں گے، اعمال نامے پیش ہوں گے، گواہیاں دی جائیں گی، گواہی دینے والوں میں زمین بھی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ یہ آیت تلاوت فرمائی پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب کر کے فرمایا تم جانتے ہو اس کا خبر دینا کیا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فرمایا: اس کا خبر دینا یہ ہے کہ ہر بندہ اور بندی کے بارے میں ان اعمال کی گواہی دے گی جو اعمال اس کی پشت پر کیے تھے وہ کہے گی کہ فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا، یہ ہے اس کا خبر دینا۔

[ترمذی: ۲۳۲۹، سنن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

انسان یہ حالت دیکھ کر حیران رہ جائے گا کہ ہائے ہائے! اس زمین کو کیا ہوا، یہ تو بے جان چیز تھی، نہ بولتی تھی نہ کسی سے بات کرتی تھی۔ آج تو باتیں کر رہی ہے! زمین کا یہ بات کرنا اس لیے ہے کہ اس کے رب نے اسے حکم دیا ہے اور بولنے کی قوت اور طاقت دے دی ہے جیسے انسان کے اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے ایسے ہی زمین گواہی دے گی۔

يَوْمَئِذٍ يَصُدُّ النَّاسُ أَلْفَتَاتُهُمْ ۚ لِيُورَا أَعْمَالَهُمْ ۚ

قیامت کا فیصلہ

اس آیت میں بتلایا جا رہا ہے کہ قیامت کے دن حساب کتاب سے فارغ ہو کر لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس ہوں گے، متفرق جماعتوں میں بٹ کر چلیں گے، ان میں سے جنت والے داہنے ہاتھ کو روانہ ہو جائیں گے اور اپنی نیکیوں کا انعام دیکھ لیں گے اور دوزخ والے بائیں طرف کے راستہ پر چل پڑیں گے اور اپنی برائیوں کے انجام کو دیکھ لیں گے۔

ذرا غور کرو کہ وہ دن کیسا ہیبت ناک ہوگا جب ایمان و کفر کی بنیاد پر بٹاؤ رہے ہوگا، دنیا میں جو مومن و کافر اور متقی و فاجر ملے جلے رہتے تھے مگر آج سب کو الگ کر دیا جائے گا اور ارشاد ہوگا: **وَأَمَّا أَزْوَاجُ الْمُنْجِرِ مُؤْمِنٌ** ﴿۵۹﴾ (اور اے مجرمو! آج جدا ہو جاؤ)۔ [سورہ یس: ۵۹]

**فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿۶۰﴾
وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿۶۱﴾**

ذره بھر خیر و شر کا بدلہ

ان دونوں آیتوں میں خیر اور شر کے بارے میں دو ٹوک فیصلہ فرمایا ہے ایمان ہو یا کفر، اچھے اعمال ہوں یا برے اعمال، سب کچھ سامنے آ جائے گا، لہذا کوئی کسی بھی نیکی کو نہ چھوڑے خواہ کتنی بھی معمولی نظر آئے اور کسی بھی برائی کا ارتکاب نہ کرے خواہ کتنی ہی معمولی ہو۔ آخرت کی فکر رکھنے والے بندوں کا بھی ہمیشہ یہی طرز عمل رہا ہے، جس قدر بھی ممکن ہو جانی اور مالی عبادت میں لگے رہیں، اللہ کے ذکر میں کوتاہی نہ کریں، اگر ایک مرتبہ بھی سبحان اللہ کہنے کا موقع مل جائے تو کہہ لیں، ایک چھوٹی سی آیت تلاوت کرنے کا موقع ہو تو اس کی بھی تلاوت کرنے سے دریغ نہ کریں۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے دو، سوا گروہ بھی نہ پاؤ تو بھلی بات ہی کہہ دو۔

[بخاری: ۶۰۲۳، عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ]

سوالات

- ① سورہ زلزال کی فضیلت بتائیے؟
- ② سورہ زلزال ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔
- ③ قیامت کے زلزلہ کی کیا کیفیت ہوگی؟
- ④ قیامت میں زمین کیا بیان کرے گی؟
- ⑤ خیر اور شر کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

سبق ۶ ① سورہ بینہ کا لفظی و محاورہ ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَمْ یَكُنْ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ	وَالْمُشْرِكِينَ	مُنْفَكِّينَ
نہ تھے	جنہوں نے	کفر کیا	اہل کتاب میں سے	اور شرک کرنے والوں میں سے	باز آنے والے

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے وہ اس وقت تک باز آنے والے نہیں تھے۔

حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ	الْبَيِّنَةُ	رَسُولٌ	مِّنَ اللّٰهِ	يَتْلُوَا	صُحُفًا	مُّطَهَّرَةً
یہاں آئے ان تک کہ	کھلی دلیل	ایک رسول	اللہ کی طرف سے	پڑھ کر سنائے	صحیفے	پاک

یہاں تک کہ ان کے پاس کھلی دلیل آئے (یعنی) ایک اللہ کا رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے۔

فِيهَا	كُتِبَ	قِيَمَةٌ
ان میں	تحریریں	سیدھی سچی
جن میں سیدھی سچی تحریریں لکھی ہوں۔		

وَمَا	تَفَرَّقَ	الَّذِينَ	أُوتُوا	الْكِتَابَ	إِلَّا
اور نہیں	جدا ہوئے	وہ لوگ جن کو	دی گئی	کتاب	مگر

مِنْ بَعْدِ	مَا	جَاءَتْهُمْ	الْبَيِّنَةُ
اس کے بعد	جب کہ	آگئی ان کے پاس	کھلی دلیل
اور وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی، جدا نہیں ہوئے، مگر اس کے بعد ہی جب کہ ان کے پاس کھلی دلیل آگئی۔			

وَمَا	أُمْرُوا	إِلَّا	لِيَعْبُدُوا
اور نہیں	حکم دیا گیا ان کو	مگر	یہ کہ عبادت کریں

اللَّهُ	مُخْلِصِينَ	لَهُ	الدِّينَ	حُنَفَاءَ
اللہ کی	خالص کر کے	اس کے لیے	بندگی	یکسو ہو کر
اور ان کو نہیں حکم دیا گیا تھا مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لیے بندگی خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر۔				

وَيُقِيمُوا	الصَّلَاةَ
اور قائم کریں	نماز

وَيُؤْتُوا	الزَّكَاةَ	وَذَلِكَ	دِينَ	الْقِيَمَةَ
اور ادا کریں	زکاۃ	اور یہی ہے	دین	سیدھی سچی امت کا
اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں اور یہی سیدھی سچی امت کا دین ہے۔				

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے اور مشرکین میں دوزخ کی آگ میں
یقین جانو کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ جہنم کی آگ میں جائیں گے۔	

خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ	ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ سب لوگ ساری مخلوق میں سب سے برے
جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے؛ یہ لوگ ساری مخلوق میں سب سے برے ہیں۔	

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ	بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ سب لوگ ساری مخلوق میں سب سے بہتر
بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہیں وہ بے شک ساری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔	

جَزَاءُ هُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ	ان کا انعام ان کے پروردگار کے پاس ان کے نیچے نہریں
ان کے پروردگار کے پاس ان کا انعام وہ سدا بہار جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔	

حُلْدِیْنَ	فِیْہَا	اَبَدًا
ہمیشہ رہیں گے	اس میں	ہمیشہ ہمیشہ
اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔		

رَضِیَ	اللّٰہُ	عَنْہُمْ	وَرَضُوا	عَنْہُ
خوش ہوگا	اللہ	ان سے	اور وہ خوش رہیں گے	اللہ سے
اللہ ان سے خوش ہوگا اور وہ اس سے خوش ہوں گے۔				

ذٰلِکَ	لِیْسَ	خَشِیَ	رَبُّہُ
یہ	اس کے لیے ہے جو	ڈرتا ہے	اپنے پروردگار سے
یہ سب کچھ اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔			

۹	نویں مہینے میں ۳۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
---	-------------------	------------	-------	------------	--------------

سبق ۷ ۲ سورہ بینہ کی قیمتی نصیحت

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰی
تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۝

کفار و مشرکین اور اہل کتاب کی ہٹ دھرمی۔

اس زمانے کے مشرکین اور اہل کتاب کی گمراہی اس درجہ میں پہنچی ہوئی تھی کہ ان کو اپنے عقائد باطلہ سے ہٹنا ممکن نہ تھا، جب تک کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانی نہ

آجائے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے اپنے رسول ﷺ کو روشن دلیل بنا کر بھیجا، آپ ﷺ کا کام یہ تھا کہ وہ ان کو پاک صحیفے پڑھ کر سناتے تھے۔ یعنی وحی خداوندی کے وہ احکام سناتے تھے جو بعد میں صحیفوں کے ذریعہ محفوظ کیے گئے اور یہ پاک صحیفے ایسے ہیں جن میں ایسے احکام الہیہ ہیں جو عدل و اعتدال کے ساتھ دیے گئے ہیں اور ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ ۚ

توریت و انجیل میں آپ ﷺ کا ذکر

آسمانی کتب تورات و انجیل میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت کا اور آپ کی خاص خاص صفات اور آپ پر قرآن نازل ہونے کا واضح ذکر موجود تھا، اس لیے کسی یہودی نصرانی کو اس میں اختلاف نہیں تھا کہ آخر زمانے میں محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے، آپ پر قرآن نازل ہوگا، آپ ہی کا اتباع سب پر لازم ہوگا۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ آپ کے آنے اور دیکھنے سے پہلے تو ان لوگوں کو آپ سے کوئی اختلاف نہیں تھا، سب آپ کی نبوت کے اعتقاد پر جمع تھے، مگر جب یہ اللہ کا بیٹہ واضح یعنی رسول آخر الزماں ﷺ تشریف لے آئے تو ان میں افتراق پیدا ہو گیا کچھ لوگ تو آپ پر ایمان لائے اور بہت سے انکار کرنے لگے۔

وَمَا أَمْرُو إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَا حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۚ

اہل کتاب اور مشرکین کو تعلیم

اہل کتاب اور مشرکین کو صرف یہی تعلیم دی گئی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں اور اسی کے لیے توحید میں بھی مخلص رہیں اور دین اسلام کے علاوہ تمام ادیان سے بچ کر اور ہٹ کر رہیں اور نمازوں کو قائم کریں اور زکاۃ ادا کیا کریں اور یہ سارے احکام دین قیمہ

ہیں یعنی ایسی شریعت کے احکام ہیں جو بالکل سیدھی ہے اس میں کوئی کمی نہیں، یہی دین سارے انبیاء کرام علیہم السلام کا دین ہے، سب نے اسی کی تعلیم دی۔ یہود و نصاریٰ خود بھی اس بات کو جانتے تھے اور جانتے ہیں، لیکن ضد اور عناد کی وجہ سے حق کو حق جانتے ہوئے قبول نہ کیا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا
أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝

سب سے بدترین مخلوق

اللہ تعالیٰ کفر و شرک کی مذمت اور توحید کا حکم بیان فرمانے کے بعد آخر کی تین آیتوں میں ہر دو فریق کا انجام بیان فرما رہے ہیں۔ چنانچہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے بارے میں فرمایا کہ وہ دوزخ میں داخل ہوں گے، آگ میں جلیں گے، ساتھ ہی ان کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق پیدا فرمائی ہے یہ ان میں سب سے بدترین مخلوق ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝

مخلوق میں سب سے بہتر لوگ

اس آیت میں اہل ایمان کا ذکر کر کے بتایا جا رہا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ مخلوق میں سب سے بہتر لوگ ہیں۔ ان لوگوں کا انعام اور بدلہ ان کے رب کے پاس ایسے سدا بہار باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی اور اس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت

اس آیت میں اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی

ہے، اب ناراضی کا کوئی خطرہ نہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے خطاب کرتے ہوئے فرمائیں گے: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ: اے جنت والو! تو اہل جنت جواب دیں گے: تَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ یعنی اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں اور اطاعت حکم کے لیے تیار ہیں اور ہر بھلائی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے هَلْ رَضِيتُمْ، یعنی کیا تم لوگ راضی اور خوش ہو؟ وہ جواب دیں گے: اے ہمارے پروردگار! اب بھی راضی نہ ہونے کا کیا احتمال ہے جب کہ آپ نے ہمیں وہ سب کچھ عطا فرمادیا جو کسی مخلوق کو نہیں ملا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا میں تم کو اس سے بھی افضل اور بہتر نعمت عطا کروں؟ وہ کہیں گے: اس سے افضل کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کہ فرمائیں گے کہ میں نے اپنی رضا تمہارے اوپر نازل کر دی، اب کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

[بخاری: ۷۵۸۸، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ]

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝

اللہ تعالیٰ کی خشیت

آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام کمالات دینی اور اخروی نعمتوں کا جس پر مدار ہے وہ بتلادیا یعنی اللہ کی خشیت۔ خشیت اس خوف کو کہتے ہیں جو کسی کی انتہائی عظمت و جلال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ ہر کام ہر حال میں اس کی رضا جوئی کے لیے کرتا ہے اور ناراضی کے شبہ سے بھی بچتا ہے، خشیت ہی وہ چیز ہے جو انسان کو کامل اور مقبول بندہ بنانے والی ہے۔

سوالات

- ① سورہ بینہ ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کون لوگ تھے؟
- ③ آسمانی کتب توریت و انجیل میں کیا ذکر تھا؟ ④ مشرکین و کفار کو کیا تعلیم دی گئی تھی؟
- ⑤ مخلوق میں سب سے بدتر کون ہے؟ ⑥ مخلوق میں سب سے بہتر کون ہے؟
- ⑦ اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟

تعریف

آداب و دعائیں زندگی گزارنے کے عمدہ اصول و ضوابط کو ”آداب“ اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کو ”دعا“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ و ہدیہ نہیں دیا۔
[مجموع کبیر: ۱۳۲۳، ابن عمر رضی اللہ عنہما]

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بچوں کو اچھے آداب سکھانے کی ترغیب دی ہے اور اسے بچوں کے لیے بہترین عطیہ و ہدیہ قرار دیا ہے۔ ادب انسانی زندگی کا خوبصورت زیور ہے، اس سے انسان کامل بنتا ہے، اور اس میں اچھی زندگی گزارنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر ادب انسان کی زندگی میں نہ ہو، تو انسان چاہے کتنا ہی بڑا صاحب کمال اور مختلف علوم و فنون کا ماہر بن جائے، وہ ادھورا ہی رہتا ہے، اس میں زندگی گزارنے کا سلیقہ نہیں ہوتا، اسلام نے زندگی گزارنے کے عمدہ سے عمدہ اصول ہمیں عطا فرمائے ہیں۔ ان ہی اصولوں کو زندگی میں لا کر دنیا کی وحشی سے وحشی تو میں بھی با ادب، سلیقہ مند اور مہذب بن گئیں، اسلام نے ہمیں ہر چیز کے آداب سکھائے ہیں، معمولی سے معمولی کاموں حتیٰ کہ استنجے کے بھی آداب بتا کر ہماری رہنمائی فرمائی ہے، ان آداب کی رعایت کرنے سے زندگی خوب سے خوب تر بنتی چلی جاتی ہے اور اچھی زندگی گزارنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے، با ادب اور سلیقہ مند انسان کو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کی قدر کی جاتی ہے، اس لیے ہمیں تمام اعمال میں آداب کی پوری پوری رعایت کرنا چاہیے۔

اسلام نے جس طرح ہر موقع و ہر عمل کے لیے کچھ آداب سکھائے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لیے دعائیں بھی بتائی ہیں، یہ دعائیں نہایت اہم اور بڑی

بابرکت ہیں، انسانی زندگی کا کوئی عمل ایسا نہیں جس کے مناسب حضور ﷺ نے دعا نہ مانگی ہو، ہر اس خیر و بھلائی کو آپ ﷺ نے طلب کیا ہے، جس سے انسان کو سکون و راحت مل سکے اور ہر ان فتنوں اور تکلیف دینے والی چیزوں سے پناہ مانگی ہے، جس سے انسان کو کسی طرح کا نقصان پہنچ سکے، ان دعاؤں کے پڑھنے میں نہ کوئی وقت صرف ہوتا ہے اور نہ محنت لگتی ہے، حضور ﷺ نے ان دعاؤں کا اہتمام کرنے کی خوب ترغیب دی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے یہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں۔

[ترمذی: ۳۳۷۰، ابن ابی برزہ رضی اللہ عنہ]

ان دعاؤں کا اہتمام کرنے سے اللہ تعالیٰ کا دھیان نصیب ہوتا ہے، ہر طرح کی مصیبتوں اور آفتوں سے حفاظت ہوتی ہے اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، اس لیے ہمیں حضور ﷺ کی بتائی ہوئی دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

ہدایت برائے استاذ

روزمرہ کے اعمال کی بہت سی دعائیں اور سنتیں طلبہ ابتدائی نصاب میں یاد کر چکے ہیں، گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی ان میں سے بعض دعاؤں کے فضائل ذکر کیے گئے ہیں، تاکہ ان دعاؤں کو پڑھتے وقت ان کی فضیلت کا استحضار رہے۔ سبق پڑھانے کے بعد طلبہ سے سوال کریں کہ اس دعا کو پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا مثلاً اس طرح سوال کریں کہ سفر میں کسی منزل پر اترنے کی دعا پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ نیز اس سال مزید چند دعائیں اور آداب ذکر کیے جا رہے ہیں۔

دعاؤں کے ترجمے یاد کرانے کی کوشش کریں اور ان کی فضیلت بھی طلبہ کو ذہن نشین کرادیں۔ ہر عمل کے وقت اس عمل کی دعا پڑھنے اور آداب کے مطابق اس عمل کو کرنے کی ترغیب بھی دیتے رہیں اور اس کی نگرانی بھی کرتے رہیں۔

جن اعمال کی دعائیں اور سنتیں پچھلے سالوں میں آچکی ہیں، ان کا دور اس سال دیا گیا ہے۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، بابرکت ہو، اے ہمارے رب! ہم اس کھانے کو ناکافی سمجھ کر اور بالکل رخصت کر کے اور اس سے بے نیازی اختیار کرتے ہوئے نہیں اٹھا رہے ہیں۔

وضو کے آداب

- ① اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔ [شامی: ۱/۳۳۳، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]
- ② پاک جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔ [شامی: ۱/۳۳۸، سنن الوضوء]
- ③ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا۔ [شامی: ۱/۳۴۷، سنن الوضوء]
- ④ ہر عضو کو دھوتے یا مسح کرتے وقت ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھنا۔ [شامی: ۱/۳۳۳، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]
- ⑤ وضو کے دوران دنیوی باتیں نہ کرنا۔ [شامی: ۱/۳۳۴، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]
- ⑥ دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ [شامی: ۱/۳۰۶، سنن الوضوء]
- ⑦ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ [شامی: ۱/۳۰۶، سنن الوضوء]
- ⑧ اعضائے وضو کو دھوتے وقت ہاتھ سے ملنا۔ [شامی: ۱/۳۳۷، سنن الوضوء]
- ⑨ منہ پر پانی زور سے نہ مارنا۔ [شامی: ۱/۳۵۷، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]

غسل یا سونے کے لیے کپڑے اتارے تو یہ دعا پڑھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنات کی نگاہوں اور انسان کے ستر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ مسلمان جب کپڑے اتارے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ [عمل الیوم واللیلۃ ابن السنی: ۱۷۳]

ترجمہ: اللہ کے نام سے (میں کپڑے اتارتا ہوں) جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھے تو یہ دعا پڑھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِرِغْمَتِهِ تَنْتَمِ الصّٰلِحَاتُ۔ [ابن ماجہ: ۳۸۰۳]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کے فضل سے سب اچھے کام پورے ہوتے ہیں۔

جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو یہ دعا پڑھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

[ابن ماجہ: ۳۸۰۳]

ترجمہ: ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے۔

افطار کرنے کی دعا

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔

[ابوداؤد: ۲۳۵۸]

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

افطار کے بعد کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب افطار کر لیتے تو یہ دعا پڑھتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَدَتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

[ابوداؤد: ۲۳۵۷]

ترجمہ: پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہوگا۔

مسجد کے آداب

① مسجد اللہ کا گھر ہے، دل سے اس کا احترام کرنا۔ [شعب الایمان: ۲۹۴۳، ابن جریر، ابن ماجہ، ابن کثیر]

② مسجد میں سلام کر کے داخل ہونا۔ [تفسیر قرطبی: ۱۳/۲۷۷]

③ مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا۔ [بخاری: ۲۴۳۳، ابن ماجہ، ابن کثیر، ابن حبان]

④ مسجد میں بدبودار چیزیں پیاز، لہسن، (سگریٹ، گٹکھا وغیرہ) کھا کر، بغیر منہ کو صاف کیے ہوئے نہ جانا، اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ [مسلم: ۱۲۸۰، ابن ماجہ، ابن حبان]

⑤ مسجد میں انگلیاں نہ چٹھانا۔ [بخاری: ۱۸/۵، ترمذی، ابن ماجہ]

⑥ مسجد میں آواز بلند نہ کرنا، اگر لوگ نماز میں مشغول ہوں، تو تلاوت بھی آہستہ آواز میں کرنا۔ [ابن ماجہ: ۷۵۰، ابن کثیر، ابن حبان]

[مسلم: ۱۱۵۶، ابی داؤد: ۱۱۵۶، ترمذی: ۱۱۵۶]

② کسی نمازی کے سامنے سے نہ گزرنا۔

[فتاویٰ ہند: ۳۲۱/۵، باب آداب مسجد]

③ مسجد میں دنیا کی باتیں نہ کرنا۔

[مسلم: ۱۲۸۸، ابی داؤد: ۱۲۸۸، ترمذی: ۱۲۸۸]

④ گم ہونے والی چیز کا اعلان مسجد میں نہ کرنا۔

⑤ مسجد میں کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو، جیسے لڑائی، جھگڑا، خرید و فروخت،

[ابن ماجہ: ۵۰، ابن ماجہ: ۵۰، ابن ماجہ: ۵۰، ابن ماجہ: ۵۰]

ناکھچہ بچوں کو مسجد لے جانا وغیرہ۔

[بخاری: ۵۵۸، ابی داؤد: ۵۵۸، ترمذی: ۵۵۸]

⑥ مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا۔

صبح و شام کی دعائیں

① حضرت ابان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس دعا کو صبح و شام تین مرتبہ پڑھ لے، تو کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

[ترمذی: ۳۳۸۸]

ترجمہ: (میں نے) اللہ کے نام سے (صبح و شام کی) جس کے (پاک) نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس حدیث کے راوی حضرت ابان رضی اللہ عنہ کو فالج ہو گیا تھا، ایک شخص جس نے آپ ﷺ سے یہ روایت سنی تھی، ان کو حیرت سے دیکھنے لگا، کیونکہ اگر اس دعا کا واقعی وہی اثر ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے تو خود ان کو فالج کیوں کر ہو گیا؟ حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا دیکھ رہے ہو؟ بلاشبہ حدیث تو وہی ہے جو میں نے آپ سے بیان کی، لیکن مجھے فالج اس وجہ سے ہو گیا کہ میں نے اس دن یہ دعا نہیں پڑھی تھی اور اللہ کی طرف سے جو ہونا تھا، ہو گیا۔

② حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد محض سے گزرا، لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا خادم ہے، تو میں اس آدمی کے پاس کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی ایسی حدیث سناؤ، جس کو آپ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی بیان نہ کرتا ہو، اس آدمی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان بندہ صبح و شام (اس دعا کو) تین مرتبہ پڑھے، اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لیے

اپنے ذمے کر لیا ہے کہ قیامت کے دن اس کو ضرور خوش کر دے گا۔

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا۔ [مسند احمد: ۱۸۹۶۷، ج ۱، ص ۱۱۱، باب ۱۱]

ترجمہ: خوش ہوں میں اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین و مذہب مان کر اور محمد ﷺ کو نبی مان کر۔

وضو کی دعا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کا وضو (کامل)

نہیں جس نے وضو کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا (بِسْمِ اللّٰهِ نہیں پڑھی)۔ [ابن ماجہ: ۳۹۷، ج ۱، ص ۱۱۱، باب ۱۱]

وضو کے بعد کی دعا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے خوب اچھی طرح

وضو کیا، پھر وضو سے فارغ ہو کر پڑھا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ

لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ

وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے

ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ [ترمذی: ۵۵]

جب سورج نکلے تو یہ دعا پڑھیں

جب سورج طلوع ہوتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَقَامَنَا يَوْمَ مَنَا هَذَا وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوبِنَا۔ [مسلم: ۱۹۲۸، ج ۱، ص ۱۱۱، باب ۱۱]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے آج ہمیں معاف کر دیا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے

ہمیں ہلاک نہیں کیا۔

مغرب کی اذان کے وقت کی دعا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی

اذان کے وقت یہ دعا سکھائی:

اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا اقْتِبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَائِكَ فَاعْفُ عَنِّي۔

[ابوداؤد: ۵۳۰]

ترجمہ: اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے، دن کے جانے اور تیرے موزنون کی آوازوں (اذانوں) کا وقت ہے، پس تو مجھے معاف فرما۔

چھینکنے کے آداب

① چھینک آنے پر ہاتھ یا کپڑے سے چہرے کو ڈھانک لینا۔

[ترمذی: ۳۵۷، سنن ابی یوسف: ۱۰۷۰]

② چھینک کی آواز دالینا۔

[ترمذی: ۳۵۷، سنن ابی یوسف: ۱۰۷۰]

③ چھینک آنے پر ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہ“ کہنا۔

[بخاری: ۶۲۲۳، سنن ابی یوسف: ۱۰۷۰]

④ سننے والے کا ”یَرْحَمُکَ اللّٰہ“ کہہ کر چھینکنے والے کو دعا دینا۔

[بخاری: ۶۲۲۳، سنن ابی یوسف: ۱۰۷۰]

⑤ چھینکنے والا پھر یہ دعا ”یَهْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحْ بَالِکُمْ“ پڑھے۔

[بخاری: ۶۲۲۳، سنن ابی یوسف: ۱۰۷۰]

نوٹ: اگر کسی کو زکام کی وجہ سے بار بار چھینک آنے تو سننے والے پر جواب میں ہر دفعہ ”یَرْحَمُکَ اللّٰہ“ کہنا ضروری نہیں ہے۔

[مسلم: ۶۸۱، سنن ابی یوسف: ۱۰۷۰]

تھوکنے کے آداب

① قبل کی طرف منہ کر کے نہ تھوکتا۔

[ابوداؤد: ۳۸۲۳، سنن ابی یوسف: ۱۰۷۰]

② ایسی جگہوں پر نہ تھوکتا جہاں لوگوں کو تکلیف ہو۔

[فتاویٰ الزہری: ۳/۳۸۵]

جب بارش ہو تو یہ دعا پڑھیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بارش ہوتی تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

[نسائی: ۱۵۸۸]

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ صَيِّبًا نَافِعًا۔

ترجمہ: اے اللہ! اسے بارکت بارش بنا دیجیے۔

جب بارش نہ برے تو یہ دعا پڑھیں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ عورتیں روتی ہوئی آئیں تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مَّرِيئًا مُّرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ صَارٍ عَاجِلًا غَيْرَ اَجَلٍ۔

[ابوداؤد: ۱۱۶۹۰م]

ترجمہ: اے اللہ! ہم پر ایسی بھرپور بارش نازل فرما جو زمین کے لیے موافق اور سازگار ہو، (اے اللہ) جلد نازل فرما، دیر نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ کا دعا فرمانا تھا کہ) بس ان پر بادل چھا گئے۔

تیل لگانے کے آداب

① بائیں ہاتھ میں تیل لینا۔ [کنز العمال: ۱۸۲۹۹، ابن عثیمہ رحمہ اللہ]

② داہنے ہاتھ کے ذریعے پہلے ابروؤں پر پھر آنکھوں پر اور پھر سر میں تیل ڈالنا۔ [کنز العمال: ۱۸۲۹۹، ابن عثیمہ رحمہ اللہ]

③ سر میں تیل ڈالنے کی ابتدا پیشانی سے کرنا۔ [سبل الہدی والارشاد: ۳۳۷]

سفر سے لوٹنے کی دعا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے لوٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَيُّمُونَ تَايِمُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ۔ [ترمذی: ۳۳۳۰]

ترجمہ: (ہم سفر سے) لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی عبادت اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں۔

منزل پر پہنچنے کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے، پھر جب

آپ ﷺ کسی گاؤں میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا (تین مرتبہ کہے) اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنَا جَنَّاها وَحَبِيْبَنَا

اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِيْبٍ صَالِحٍ اَهْلِهَا اَيْنًا۔ [المجموع الاوسط: ۶۳۲]

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے اس (بستی) میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہم کو اس کے پھل عطا فرما اور ہماری محبت شہر والوں کے دلوں میں اور شہر کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما۔

گھر سے نکلنے وقت کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے وقت (یہ الفاظ) کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ [ابوداؤد: ۵۰۹۵]

تو اس سے کہا جاتا ہے (فرشتے کہتے ہیں) تجھے پوری رہنمائی مل گئی، تیرے کام بنادیے گئے، تیری حفاظت کا فیصلہ ہو گیا۔ اور شیطان مایوس و نامراد ہو کر اس سے دور ہو جاتا ہے تو دوسرا شیطان کہتا ہے، تو اس شخص پر کیسے قابو پا سکتا ہے جسے رہنمائی مل گئی ہو، جس کے کام بنادیے گئے ہوں اور جس کی حفاظت کی گئی ہو۔

مصافحہ کرتے وقت کی دعا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں، اللہ کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں (اور یہ دعا پڑھتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ. يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ [ابوداؤد: ۵۲۱۴]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

جب کسی کو مصیبت میں دیکھے تو یہ دعا پڑھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کو مصیبت میں دیکھے پھر یہ دعا پڑھے تو وہ شخص اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوگا، خواہ کوئی بھی مصیبت ہو۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَاقَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ

مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا۔ [ترمذی: ۳۴۳۲]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے اس بیماری سے عافیت دی، جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت و بزرگی عطا کی۔

نوٹ: یہ دعا اپنے دل میں یا ہلکی آواز سے پڑھے تاکہ مصیبت زدہ شخص کو تکلیف نہ ہو۔

جب کسی مسلمان کو ہنسا دیکھے تو یہ دعا دے

أَصْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ۔ [بخاری: ۳۲۹۴، ابن سعد بن ابی وقاص: ۱/۲۶۵]
ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو ہنسا رکھے۔

استنجاء کے آداب

- ① سر ڈھانک کر اور جوتے یا چپل پہن کر جانا۔ [سنن کبریٰ: ۴/۲۵۵، ابن حبیب بن صالح: ۲/۲۵۵]
- ② پہلے بایاں پاؤں اندر داخل کرنا۔ [بخاری: ۳۲۶۶، ابن عاکشہ: ۱/۲۵۵]
- ③ داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھنا۔ [مجموعہ: ۳/۳۸، ابن انس: ۳/۲۵۵]
- ④ بیٹھ کر پیشاب کرنا۔ [نسائی: ۲۹، ابن عاکشہ: ۱/۲۵۵]
- ⑤ بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر ٹیک لگا کر بیٹھنا۔ [شامی: ۶۵۸/۳]
- ⑥ قبلہ کی طرف نہ منھ کرنا نہ پیچھ کرنا۔ [ابوداؤد: ۸، ابن ابی ہریرہ: ۱/۲۵۵]
- ⑦ استنجاء کے وقت نجاست کی طرف اور اپنے ستر کی طرف نہ دیکھنا۔ [شامی: ۶۵۸/۳]
- ⑧ لوگوں کے ٹھہرنے کی جگہ، راستے اور سایے میں پیشاب پاخانہ نہ کرنا۔ [ابوداؤد: ۲۵، ابن ابی ہریرہ: ۱/۲۵۵]
- ⑨ پیشاب پاخانہ کے لیے ایسی جگہ بیٹھنا جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ [ابوداؤد: ۲۹، ابن جابر بن عبد اللہ: ۱/۲۵۵]
- ⑩ پیشاب پاخانہ کرتے وقت کسی سے بات نہ کرنا۔ [ابن ماجہ: ۳۴۴، ابن ابی سعید: ۱/۲۵۵]
- ⑪ سوراخ یا بیل میں پیشاب نہ کرنا۔ [ابوداؤد: ۲۹، ابن عبد اللہ بن سرحس: ۱/۲۵۵]
- ⑫ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا۔ [دارقطنی: ۱، ابن ابی ہریرہ: ۱/۲۵۵]
- ⑬ پیشاب، پاخانے کے بعد پاکی اور صفائی کا خوب اہتمام کرنا۔ [ابوداؤد: ۲۵، ابن ابی ہریرہ: ۱/۲۵۵]
- ⑭ باہر نکلنے کے بعد دعا پڑھنا۔ [ابن ماجہ: ۳۰۰، ابن عاکشہ: ۱/۲۵۵، ابن انس: ۳/۲۵۵]

نوٹ: پیشاب کے بعد اطمینان حاصل کر لینا ضروری ہے، کہ پیشاب کے قطرات آنے بند ہو گئے ہیں۔

جب بازار میں جائے تو یہ دعا پڑھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بازار میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ السُّوقِ وَخَيْرَ مَا فِيهَا،

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوذُ بِكَ اَنْ اُصِيبَ

فِيْهَا يَبِيْنًا فَاجْرَةً اَوْ صَفَقَةً خَاسِرَةً۔ [مسند رک: ۷۷، ۱۹۷، ابن جریر و بیہقی رحمہما]

ترجمہ: اللہ کا نام لے کر (بازار میں داخل ہوتا ہوں) اے اللہ! میں آپ سے اس بازار کی بھلائی کا اور جو چیزیں اس میں ہیں ان کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور اس کے شر سے اور جو چیزیں اس میں ہیں ان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی جھوٹی قسم یا گھائے کے معاملے میں پڑ جاؤں۔

راستہ چلنے کے آداب

[بخاری ۲۳۶۵۵، ابن ابی سعید رحمہما]

① نگاہیں نیچی رکھ کر چلنا۔

[ابوداؤد: ۴۸۱۵، ابن ابی سعید رحمہما]

② سلام کرنا یا کوئی سلام کرے تو جواب دینا۔

③ راستے میں کوئی تکلیف دینے والی چیز مثلاً اینٹ، پتھر، کانٹا وغیرہ ہو تو اس کو ہٹا دینا۔

[بخاری ۲۳۶۵۵، ابن ابی سعید رحمہما]

[ابوداؤد: ۴۸۱۷، ابن عمر بن خطاب رحمہما]

④ بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا۔

جب کسی کو نیا کپڑا پہنے دیکھے تو یہ دعا دے

ابونضرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رحمہم اللہ کپڑا پہنے تو ان کو یہ دعا دی جاتی۔

[ابوداؤد: ۴۰۲۰، ابن ابی سعید رحمہما]

تُبْنِي وَيُخْلِفُ اللّٰهُ۔

ترجمہ: پرانا ہوا اور اللہ نیا دے۔

کپڑا پہننے کی دعا

حضرت معاذ بن انس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے تو اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ بخش دے جائیں گے۔

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقْنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ۔“

[ابوداؤد: ۴۰۲۳]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری طاقت و قوت کے بغیر مجھ کو یہ عطا فرمایا۔

نیا کپڑا پہننے کی دعا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو یہ دعا پڑھی:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أَوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمِّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي۔“

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسا لباس پہنایا کہ جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور جس سے میں اپنی زندگی میں زینت اختیار کرتا ہوں۔

پھر پرانے کپڑے کو صدقہ کر دیا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو نیا کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے، تو وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور امان میں رہے گا اور اس کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دے گے۔ [ترمذی: ۳۵۶۰]

مجلس سے اٹھنے کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں لالچنی (باتیں) زیادہ ہوں پھر کھڑے ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے تو اس کے وہ تمام گناہ جو اس مجلس میں ہوئے، معاف کر دیے جاتے ہیں۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری تعریف کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود ہے، میں اپنے گناہوں کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

زمزم پینے کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب زمزم پیتے تو یہ پڑھتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔ [رازی: ۱۲۳۸]

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والا علم اور کشادہ روزی اور ہر بیماری سے تندرستی کا سوال کرتا ہوں۔

فجر اور مغرب کی نماز کے بعد کی دعا

حضرت مسلم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور فرمایا: جب تو مغرب کی نماز سے فارغ ہو جائے تو سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کر، اگر تو نے یہ دعا پڑھ لی اور اُسی رات تیرا انتقال ہو گیا تو تیرے لیے آگ سے چھٹکارا لکھا جائے گا اور جب تو فجر کی نماز پڑھ لے تب بھی یہی دعا پڑھ لیا کر، اگر اس دن میں تیرا انتقال ہو گیا تو تیرے لیے جہنم سے چھٹکارا لکھ دیا جائے گا۔

[ابوداؤد: ۵۰۷۹]

اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ۔

اے اللہ! مجھے دوزخ کی آگ سے بچائیے۔

مریض کی عیادت کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت کے وقت یہ پڑھتے تھے:

[بخاری: ۵۶۶۳، ابن ماجہ: ۳۹۷۸]

لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ۔

ترجمہ: کوئی گھبرانے کی بات نہیں ان شاء اللہ یہ بیماری تمہارے گناہوں کو ختم کر دے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ایسے مریض کی عیادت کرے جس کی موت نہ آئی ہو اور اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفا دے دیں گے۔

[ابوداؤد: ۳۱۰۶]

أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ۔

ترجمہ: میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے کہ وہ تجھے شفا دے۔

بجلی اور گرج کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بجلی کی کڑک اور گرج سنتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ۔

[ترمذی: ۳۳۵۰]

ترجمہ: اے اللہ! اپنے غضب سے ہمیں نہ مار اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ فرما اور اس سے پہلے ہمیں عافیت عطا فرما۔

نظر بد سے حفاظت کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ سے ان کلمات کے ذریعے حفاظت اور پناہ مانگا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) اپنے دونوں بیٹے (حضرت اسماعیل و اسحاق علیہما السلام) کے لیے اللہ سے ان کلمات کے ذریعے حفاظت اور پناہ مانگا کرتے تھے۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَةٍ۔
[بخاری: ۳۷۱۰]

ترجمہ: میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان کی برائی سے اور ہر تکلیف دینے والے جانور کی برائی سے اور ہر نظر لگنے والی آنکھ کی برائی سے۔

نماز کے مستحبات

نماز میں فرض، واجب اور سنت کے علاوہ کچھ چیزیں مستحب ہیں، ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

① تکبیر تحریمہ کے وقت آستین اور چادر سے ہاتھ باہر نکالنا۔
[فتاویٰ ہندیہ: ۲/۳۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ، ادابہا و کیفیہا]

② رکوع و سجدے میں تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح کہنا۔
[بدائع الصنائع: ۱/۲۰۸، فصل فی سنن علم الکلمہ]

③ جہاں تک ہو سکے کھانسی کو طاقت بھر روکنا۔
[فتاویٰ ہندیہ: ۲/۳۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ، ادابہا و کیفیہا]

④ جمائی آئے تو اس کو روکنا، اگر نہ رکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لینا۔
[فتاویٰ ہندیہ: ۲/۳۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ، ادابہا و کیفیہا]

⑤ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر، رکوع میں قدموں پر، سجدے میں ناک پر، بیٹھنے کی حالت میں اپنی گود میں، اور سلام کے وقت اپنے کندھوں پر نظر رکھنا۔
[فتاویٰ ہندیہ: ۲/۳۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ، ادابہا و کیفیہا]

سبق ۲ اس سال کے اسباق سفر کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے نکلے اور سواری پر بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ ”اللّٰهُ أَكْبَرُ“ کہتے پھر یہ دعا پڑھتے تھے:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ۔

[مسلم: ۳۳۳۹]

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا، ورنہ ہم میں یہ طاقت نہیں تھی کہ اس کو قابو میں لا سکتے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کا جس سے آپ خوش ہوتے ہیں۔ اے اللہ! ہمارا یہ سفر ہم پر آسان فرما دے اور اس کی دوری لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی ہے اور تو ہی گھر بار کی خبر گیری کرنے والا ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں سے اور برے منظر اور اہل و عیال اور مال کو بری حالت میں دیکھنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

سبق ۳ سفر میں کسی منزل پر اترے تو یہ دعا پڑھے

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی منزل پر اترے پھر یہ دعا پڑھے، تو اس منزل سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ [مسلم: ۷۰۵۳]

ترجمہ: میں اللہ کی مکمل کلمات کے ذریعے، اس کی مخلوق کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

۲۔ دوسرے مہینے میں ۵ دن پڑھائیں	تاریخ	خطوط معلم	درخط والدین
---------------------------------	-------	-----------	-------------

سبق ۴ سفر کی سنتیں

- ① جمعہ کے دن زوال کے بعد نماز جمعہ پڑھے بغیر سفر میں نہ نکلنا۔ [مصنف ابن ابی شیبہ: ۵۱۱۶، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]
- ② سفر شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھنا۔ [مصنف ابن ابی شیبہ: ۴۸۷۹، عن عطاء بن یساف عن انس بن مالک عن رسول اللہ ﷺ]
- ③ سفر میں کم از کم تین آدمیوں کا ہونا۔ [ابوداؤد: ۲۶۰۷، عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]
- ④ سفر میں ایک ساتھی کو امیر بنانا۔ [ابوداؤد: ۲۶۰۸، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ]
- ⑤ سفر میں جانے والے سے دعا کی درخواست کرنا۔ [ابوداؤد: ۱۳۹۸، عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ]
- ⑥ سواری پر دایاں پاؤں پہلے رکھنا۔ [بخاری: ۴۲۶۶، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]
- ⑦ سواری پر سوار ہو تو ”بِسْمِ اللَّهِ“ کہنا۔ [ابوداؤد: ۲۶۰۲، عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ]
- ⑧ سواری پر اچھی طرح بیٹھ جائے تو تین مرتبہ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہنا۔ [مسلم: ۳۳۳۹، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]
- ⑨ سواری کی دعا پڑھنا۔ [مسلم: ۳۳۳۹، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]
- ⑩ جب بلندی پر چڑھے تو ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہنا۔ [بخاری: ۲۹۹۳، عن جابر رضی اللہ عنہ]
- ⑪ جب بلندی سے نیچے اترے تو ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہنا۔ [بخاری: ۲۹۹۳، عن جابر رضی اللہ عنہ]
- ⑫ سفر کی ضرورت پوری ہوتے ہی گھر لوٹنا۔ [بخاری: ۱۸۰۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

(۱۳) سفر سے لوٹنے کی گھر والوں کو اطلاع دینا۔ [سنن کبریٰ مشکوٰۃ: ۱۹۰۵، ابن ماجہ: ۱۷۸۱]

(۱۴) جب سفر سے لوٹے تو پہلے مسجد میں دو رکعت پڑھ کر گھر جانا۔ [ابوداؤد: ۸۲۲، ابن ماجہ: ۱۷۸۱]

(۱۵) سفر سے واپسی پر مصافحہ اور معافہ کرنا۔ [مجمع اوسط: ۹۷، ابن ماجہ: ۱۷۸۱]

۳ تیسرے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں | تاریخ | درجہ معلم | درجہ خط والدین

سبق ۵ سید الاستغفار

حضرت شہاد بن اوس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سید الاستغفار یہ ہے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذُنُوبِي فَاعْفُرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ۔

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدہ پر ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے۔ اپنے کیے ہوئے گناہوں کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں مجھ پر تیری جو نعمتیں ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں، پس مجھ کو معاف فرما دیجیے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ان کلمات کو دن میں یقین کے ساتھ پڑھے اور پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے تو وہ جنت والوں میں سے ہوگا اور جو شام کو یقین کے ساتھ پڑھے اور پھر اسی رات صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنت والوں میں سے ہوگا۔ [بخاری: ۶۳۰۶]

۴ چوتھے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

جمعہ کی سنتیں

سبق ۶

- ① ناخن اور مونچھ تراشنا۔ [مجم اوسط: ۸۳۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]
- ② غسل کرنا۔ [ابوداؤد: ۳۴۵، عن ابی ہشام بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ]
- ③ مسواک کرنا۔ [مسلم: ۱۹۹، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ]
- ④ عمدہ لباس پہننا۔ [ابن ماجہ: ۱۰۹، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ]
- ⑤ تیل اور خوشبو لگانا۔ [بخاری: ۸۸۳، عن سلمان رضی اللہ عنہ]
- ⑥ سورہ کہف پڑھنا۔ [سنن کبریٰ: ۵۷۹۳، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ]
- ⑦ مسجد جلد پہنچنا۔ [ابوداؤد: ۳۴۵، عن ابی ہشام بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ]
- ⑧ مسجد پیدل جانا۔ [ابوداؤد: ۳۴۵، عن ابی ہشام بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ]
- ⑨ امام کے قریب بیٹھنا۔ [ابوداؤد: ۳۴۵، عن ابی ہشام بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ]
- ⑩ خطبہ غور سے سننا۔ [ابوداؤد: ۳۴۵، عن ابی ہشام بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ]
- ⑪ کوئی افحورکت نہ کرنا۔ [ابوداؤد: ۳۴۵، عن ابی ہشام بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ]
- ⑫ کثرت سے درود شریف پڑھنا۔ [ابوداؤد: ۱۵۳۱، عن ابی ہشام بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ]

درخط والدین

درخط معلم

تاریخ

چوتھے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۷ جب کوئی مصیبت پہنچے تو یہ دعا پڑھے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت میں اجر عطا کرتا ہے اور اس کو بہتر بدلہ دیتا ہے:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ
وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا۔

ترجمہ: ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس سے بہتر بدلہ عطا فرما۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (میرے شوہر) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، تو میں نے اسی طرح دعا کی جس طرح آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر بدلہ دیا یعنی رسول اللہ ﷺ۔ [مسلم: ۱۲۱۶۶]

۵۔ پانچویں مہینے میں ۷ دن پڑھائیں

سبق ۸ شیطان سے حفاظت کی دعا

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّخْضُرُوْنَ ﴿۹۸﴾

[سورۃ مؤمنون: ۹۷، ۹۸]

ترجمہ: اے میرے رب! میں شیطان کے وسوسوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، اے میرے رب! میں اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان میرے پاس آئیں۔

۵۔ پانچویں مہینے میں ۷ دن پڑھائیں

سبق ۹ جب کسی قوم سے خوف ہو تو یہ دعا پڑھئے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم سے خوف محسوس کرتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

[ابوداؤد: ۱۵۳۷]

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ کو ان دشمنوں کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

تعریف

درس حدیث حدیث شریف ترجمے اور مطلب کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کو ”درس حدیث“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث بہترین کلام کتاب اللہ ہے، اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ بدترین کام نئی باتیں (بدعتیں) ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ [مسلم: ۲۰۴۲، ابن جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ]

اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآن نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہی قرآن پڑھ کر سناتے اور اس کی تشریح و تفسیر بیان کرتے، جو بات بھی بولتے بالکل حق اور سچ فرماتے کیوں کہ سب اللہ کی طرف سے ہوتی۔ اپنی خواہش اور جی سے کچھ نہ فرماتے۔ جو بات ارشاد فرماتے اس پر عمل بھی کر کے بتاتے۔ آپ ﷺ کی ان ہی باتوں اور کاموں کو حدیث کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار صحابہ آپ کی باتیں بہت ادب اور دھیان سے سنتے، اس کو یاد رکھتے اس پر عمل کرتے اور دوسروں تک وہ باتیں پہنچاتے۔ اسی طرح صحابہ کے شاگردوں نے بھی کیا، صحابہ کے شاگردوں کے شاگردوں نے بھی ایسا ہی کیا اس طرح ہوتے ہوتے یہ علم کا خزانہ بالکل ہو بہو ہم تک پہنچا۔ اس لیے ہمیں یہ یقین کرنا چاہیے کہ ہم جو باتیں حدیث کے نام سے پڑھتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو بالکل اسی ادب اور احترام سے پڑھنا اور سننا چاہیے جیسے صحابہ پڑھتے اور سنتے تھے۔ اور اس میں بتائی ہوئی باتوں اور ہدایات پر عمل کرنا چاہیے تاکہ ہم حضور ﷺ کے اخلاق و اوصاف کے

ساتھ آراستہ ہو جائیں اور آپ کی ناپسندیدہ چیزوں سے بچ جائیں۔ نیز حدیث پڑھ کر ہمیں دوسروں تک پہنچانا چاہیے، تاکہ ہم آپ کی دعا کے حق دار بن جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حدیث سننے اور اس کو یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے والے کو وعادی ہے؛ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ پاک اس شخص کو تازہ اور شاداب رکھے جس نے ہماری کوئی حدیث سنی، پھر ہو بہو دوسروں تک پہنچادی، کیوں کہ بہت سے لوگ جن تک حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔

[ترمذی: ۲۶۵۷، ابن ماجہ: ۱۰۱، تہذیب: ۱۰۱]

رسول اللہ ﷺ کی اسی دعا کی وجہ سے حدیث پڑھنے پڑھانے والے لوگوں کے چہرے دنیا ہی میں پر رونق ہو جاتے ہیں۔ ہمیں بھی حدیث پاک کا علم بہت ہی ادب کے ساتھ حاصل کرنا چاہیے، تاکہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ ان برکتوں اور رحمتوں سے نوازے جو اس کے پیارے رسول کی حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کو ملتی ہیں۔

ہدایت برائے استاذ

طلبہ میں حدیث فہمی کا ذوق پیدا کرنے کے لیے درس قرآن کے طرز پر رسول اللہ ﷺ کی چند احادیث مع ترجمہ و تشریح دی جا رہی ہیں۔ ان احادیث کے الفاظ صحیح اعراب و تلفظ کے ساتھ پڑھائیں؛ پھر ان کا لفظی و محاورہ ترجمہ یاد کرائیں، اس کے بعد حدیث کے تحت دی گئی تشریح و ہدایات اچھی طرح ذہن نشیں کرادیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہر سبق کے تحت دیے گئے سوالات کے جوابات از بر کرا دیں نیز اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ طلبہ حدیث کے تحت دیے گئے پیغام کے مطابق اپنی زندگی بنائیں اور سنواریں کہ ان تمام کوششوں کا مقصد ہی قرآن و حدیث کے مطابق زندگی بنانا ہے۔

① وضو کا فائدہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ

وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ

کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت قیامت کے دن (جب) ہلائی جائے گی تو ان کے چہرے اور اعضا (ہاتھ پاؤں) وضو کے اثر سے (دھلنے کی وجہ سے) روشن اور چمک دار ہوں گے۔

أَثَارِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّلَ عُزَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ۔ [بخاری: ۱۳۶]

لہذا جو شخص تم میں سے اپنی روشنی کو بڑھانا چاہے، تو وہ ضرور ایسا کرے۔

② پیشاب میں بے احتیاطی عذاب قبر کا سبب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: اسْتَنْزِهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔ [دارقطنی: ۱/۱۲۸]

تم پیشاب سے بچو، اس لیے کہ عام طور پر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔

③ نماز چھوڑنے کا وبال

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ لَيْلِي اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ۔ [معجم کبیر: ۱۱۷۸۲]

جس شخص نے کوئی نماز چھوڑ دی تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔

(۴) بحکم خداوندی بیماری سے شفا

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:

حَضَرَتْ جَابِرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے وہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَّ أَبَا ذُنَّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ [مسلم: ۵۸۷۱]

ہر بیماری کے لیے دوا ہے، پھر جب دوا بیماری کو پالیتی ہے تو بزرگ و بڑے اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جاتی ہے۔

(۵) صدقے کا فائدہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

حَضَرَتْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئَ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ۔ [ترمذی: ۶۶۳۴م]

بے شک صدقہ اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور بُری موت کو دور کرتا ہے۔

(۶) اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ

حَضَرَتْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے کہ میں نے سنا

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یقیناً اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

وَأَنَّ لِلْكَلِّ أَمْرًا مَّا تَوَيَّ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهَاجَرَتْهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اور آدمی کے لیے وہ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ چنانچہ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔

وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ أَمْرًا يَتَخَرَّ وَجْهًا فَهَاجَرَتْهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔

[بخاری: ۱۰]

اور جس شخص کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا عورت سے شادی کرنے کے لیے، تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

④ نیکو کاروں کا انعام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ اللَّهُ: أَعَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔

[بخاری: ۴۹۸۷]

اللہ نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی چیزیں) تیار کر رکھی ہیں، جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا اور کسی انسان کے دل پر ان کا خیال نہیں گذرا۔

⑤ جنتی کی صفات

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسَ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

[ترمذی: ۲۵۳۰]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے پاک (رزق) کھایا اور سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتیوں سے محفوظ رہے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

⑨ قسم کھانا تجارت میں بے برکتی کا سبب ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْخَلْفُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُجْحَقَةٌ لِلْبُرْكَاتِ۔ [بخاری: ۲۰۸۷]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسم (شروع میں تو) سامان کو بڑھاتی ہے، (پھر) برکت کو ختم کر دیتی ہے۔

⑩ گناہوں کو مٹانے والے اور درجات کو بلند کرنے والے اعمال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

قَالَ: أَلَا أَدْلُكُمْ عَلَى مَا يَسْحُوهُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟
فرمایا: کیا میں ایسی چیز پر تمہاری رہنمائی نہ کروں کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجے بلند کرتا ہے۔

قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ!

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول!

قَالَ: اسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ
الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَا لَكُمْ الرِّبَاطُ۔ [مسلم: ۲۰۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناگواری کے باوجود کامل وضو کرنا اور مسجدوں تک قدموں کا زیادہ ہونا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی حقیقی رباط ہے۔

⑪ سچا امانت دار تاجر

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ۔

[ترمذی: ۱۲۰۹]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچا، امانت دار تاجر انبیاء، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

⑫ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ۔

[بخاری: ۶۱۲۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ شہوتوں سے ڈھانک دی گئی ہے۔ اور جنت مشقتوں سے ڈھانک دی گئی ہے۔

⑬ تکبیر اولی کی فضیلت

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ۔

[ترمذی: ۲۳۱۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چالیس دن باجماعت نماز اس طرح پڑھی کہ وہ تکبیر اولیٰ میں شریک رہا تو اس کے لیے دو پروانے لکھ دیے جاتے ہیں۔ ایک جہنم سے آزادی کا، دوسرا نفاق سے براءت کا۔

(۱۴) موت کو ہمیشہ یاد رکھو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
أَكْثَرُ مَا ذُكِرَ هَٰذَا ذِكْرُ الْمَوْتِ۔

[متدرک: ۷۹۰۹]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

(۱۵) پہلی صف کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا۔

[مسلم: ۱۰۱۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں سب سے بہترین صف ان کی پہلی صف ہے۔

(۱۶) دعا کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الدُّعَاءِ۔

[ترمذی: ۲۳۷۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بڑھ کر عظمت و شرف والی نہیں ہے۔

(۱۷) مسواک کی اہمیت و فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **الْبِسْوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاءٌ لِلرَّبِّ**۔
[نہائی: ۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک منہ کو بہت زیادہ صاف کرنے والی اور اللہ کو بہت زیادہ خوش کرنے والی ہے۔

(۱۸) علم دین کی اہمیت و فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ**۔
[مسلم: ۷۰۲۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص علم کی تلاش میں کوئی راہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیں گے۔

(۱۹) نجات کا راستہ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! **مَا النَّجَاةُ؟** قَالَ **أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسْعَكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ**۔
[ترمذی: ۲۳۰۶]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کرو اور تمہارے گھر میں تمہارے لیے گنجائش ہو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

اس سال کے اسباق

اسلام کی خوبی

سبق ۲

① عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حُسِّنَ إِسْلَامُ الْمَرْءِ أَتَرَكَهُ مَا

لَا يَعْغِيهِ۔ [ترمذی: ۲۳۱۷]

قَالَ	عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
انہوں نے فرمایا	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا	
لَا يَعْغِيهِ	مَنْ حُسِّنَ إِسْلَامُ الْمَرْءِ
ما	تَرَكَهُ
غیر مفید ہو۔	آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے ہے
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے جو بے فائدہ ہو۔	

تشریح: انسان اشرف المخلوقات ہے، اسے مخلوقات میں سب سے زیادہ خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ انسان اس کی دی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کو صحیح جگہ لگا کر اپنی زندگی کو قیمتی بنائے اور وقت جیسی عظیم نعمت کا صحیح استعمال کرے، اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہوگا۔

جو لوگ بے فائدہ باتوں اور بے کار کاموں میں وقت صرف کرتے ہیں، اور دین و دنیا سے لاپرواہ ہو کر لایعنی باتوں میں اپنا پورا وقت گزار دیتے ہیں۔ وہ درحقیقت اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو یوں ہی ضائع کر دیتے ہیں، اور وقت جیسی عظیم نعمت سے فائدہ نہ اٹھا کر اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو رہے ہیں۔ اس لیے جو خوش نصیب یہ چاہے کہ وہ اچھا مسلمان بنے، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ گناہوں اور برے اخلاق کے علاوہ تمام فضول اور غیر مفید کاموں اور باتوں سے بھی اپنے آپ کو بچائے رکھے اور اپنے وقت اور صلاحیت کو اچھے کاموں میں لگائے، جس میں خیر و بھلائی ہو اور جو دنیا و آخرت کے اعتبار سے مفید ہو۔

سوالات

① حدیث ترجمے کے ساتھ سنائیے۔ ② حدیث میں آدمی کے اسلام کی کیا خوبی بیان کی گئی ہے؟

③ آدمی کو اپنا وقت اور صلاحیت کہاں لگانا چاہیے؟

۷۔ ساتویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

ایمان کی حلاوت

سبق ۳

② عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ

سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ذَاقَ طُعْمَ

الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ

رَسُولًا۔

[رواہ مسلم: ۱۰۷۰]

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے سنا

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	يَقُولُ	ذَاقْ
رسول اللہ ﷺ کو	فرما رہے تھے	چکھا
طُعْمَ الْإِيمَانِ	مَنْ	رَضِيَ
ایمان کا مزہ	جو	راضی ہو گیا
وَبِالْإِسْلَامِ	دِينًا	وَبِمُحَمَّدٍ
اور اسلام کو	دین مان کر	اور محمد ﷺ کو
رَسُولًا		
رسول مان کر		

ترجمہ: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایمان کا مزہ اس نے چکھ لیا جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول ماننے پر راضی ہو گیا۔

تشریح: جس طرح غذا کے اندر لذت اور ذائقہ ہوتا ہے اور اس لذت اور ذائقے کو ہر وہ شخص محسوس کرتا ہے جس کی زبان اور قوت ذائقہ صحیح ہو اور کسی بیماری کی وجہ سے خراب نہ ہوئی ہو، اگر کسی بیماری کی وجہ سے اس کی زبان خراب ہو جائے اور اس کی قوت ذائقہ مآؤف ہو جائے تو اچھی غذا کے اندر بھی اس کو کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی ہے۔

بالکل اسی طرح ایمان کے اندر بھی لذت و حلاوت اور شیرینی و چاشنی ہوتی ہے، مگر اس کی اس حلاوت اور لذت کو ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا ہے، بلکہ اس کو وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جس کے اندر کچھ خاص صفات ہوں، اس حدیث میں اس کی حلاوت و لذت کو حاصل کرنے کے لیے تین صفات کا ذکر کیا گیا ہے:

① جس آدمی نے پوری خوش دلی اور رضا و رغبت سے اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک و پروردگار اور معبود و کارساز تسلیم کر لیا ہو، کفر و شرک کی گندگیوں سے کوسوں دور رہتا ہو بلکہ اس سے نفرت کرتا ہو اور کفر و شرک اختیار کرنے میں ایسی ہی اذیت اور تکلیف ہوتی ہو جیسی تکلیف

آگ میں جلنے پر ہوتی ہے۔

(۲) اسلام کو اپنا دین اور دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے اپنی زندگی کا دستور بنالیا ہو اسی دین کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہو، اس کے علاوہ کسی اور مذہب اور رسم و رواج سے بچ کر زندگی گزارتا ہو۔

(۳) حضرت محمد ﷺ کو اپنا ہادی و رہنما اور اللہ کا آخری نبی و رسول مانتا ہو اور ہر چیز سے زیادہ ان سے محبت ہو، ان کی اطاعت و فرماں برداری کو فرض جانتا ہو۔ یہ سب چیزیں محض رسمی طور پر نہ ہو بلکہ واقعی دل سے ان باتوں کو تسلیم کرتا ہو اور اس پر وہ دل سے راضی اور خوش ہو، تو ایسا شخص یقیناً ایمان کی حلاوت و لذت اور شیرینی و چاشنی کو محسوس کر لے گا، اور جس آدمی کے اندر یہ کیفیت نہ ہو تو گویا اس کا ایمانی ذائقہ کمزور ہے اور ایسا شخص ایمان کی حلاوت و لذت کو محسوس نہیں کر سکتا ہے۔

سوالات

① حدیث ترجمے کے ساتھ سنائیے۔

② ایمان کی حلاوت و لذت حاصل کرنے کے لیے کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟

ساتویں مہینہ ۱۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
-----------------	------------	-------	------------	--------------

سبق ۴ جنت میں داخلے کے پانچ اعمال

(۳) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ:

اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا

زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا إِذَا أُمِرْكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

[ترمذی: ۶۱۶]

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ		قَالَ		سَمِعْتُ	
حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔		آپ نے فرمایا		میں نے سنا	
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ		يَخْطُبُ			
اللہ کے رسول ﷺ کو		خطبہ دیتے ہوئے			
فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ		فَقَالَ		اتَّقُوا اللَّهَ	
حجۃ الوداع کے موقع پر		تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا		ڈرو اللہ سے	
رَبِّكُمْ وَ صَلُّوا		وَ خَسَّكُمْ		وَ صُومُوا	
تمہارا رب اور نماز پڑھو		اور تمہاری بیخ وقتہ		روزہ رکھو تمہارے مہینہ کا	
وَ أَدُّوا		زَكَاةَ		أَمْوَالِكُمْ وَ	
اور ادا کرو		زکاۃ		اور تمہارے مال	
ذَآ أَمْرِكُمْ		تَدْخُلُوا		جَنَّةَ	
اپنے ذمہ دار کی		داخل ہو جاؤ گے		جنت میں	
رَبِّكُمْ۔		تمہارے پروردگار کی			
ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے پروردگار اللہ سے ڈرو، اور اپنی بیخ وقتہ نماز پڑھو، اور اپنے مہینہ (رمضان) کا روزہ رکھو، اور مالوں کی زکاۃ ادا کرو اور اپنے ذمہ دار کی بات مانو، اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔					

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے اکرام کے لیے جنت بنائی ہے۔ جو مومن بندہ نیک عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کو طرح طرح کے انعامات سے نوازیں گے۔ اس لیے انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال اور جنت میں لے جانے والے اعمال کی توفیق مانگنا چاہیے۔

اس حدیث میں جنت میں لے جانے والے پانچ اعمال بتائے گئے ہیں جن کی بدولت اللہ تبارک و تعالیٰ انسان کو جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے۔ وہ پانچ اعمال یہ ہیں:

① تقویٰ: اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہوئے اللہ کی ناراضگی اور اس کی پکڑ اور آخرت کے عذاب سے ڈرے اور فکر و احتیاط کے ساتھ زندگی گزارے، اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت کی جس طرح کوئی انتہاء نہیں ہے، اسی طرح اس کے قہر و جلال کی بھی کوئی حد نہیں ہے، اس لیے ایسے مالک سے بندے کو جیسا ڈرنا چاہیے، ایمان والے اس سے ویسا ہی ڈریں اور زندگی کی آخری سانس تک اس کی فرمانبرداری کرتے رہیں۔

② بیچ وقتہ نماز کی پابندی: وقت کے اہتمام کے ساتھ پانچ نمازوں کا ادا کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے، چاہے تندرستی کی حالت ہو یا بیماری کی، سفر میں ہو یا حضر میں۔ نماز چھوڑنے سے زندگی کا حقیقی چین و سکون ختم ہو جاتا ہے، دنیا بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت بھی۔ اور جو شخص پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرتا ہے اسے دنیا میں بھی راحت ملتی ہے اور آخرت میں بھی۔

③ رمضان کا روزہ: رمضان کے روزے رکھنا امت کے ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ اسلام میں روزے کی بڑی اہمیت ہے، روزہ رکھنے سے تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفت پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

④ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا: نماز و روزے کی طرح زکوٰۃ کی بھی اسلام میں بہت اہمیت ہے، ہر صاحب نصاب مرد و عورت پر مال کے ایک مخصوص حصے میں زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک و صاف ہو جاتا ہے اور دل سے دنیا کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔

⑤ اپنے امیر اور ذمہ دار کی اطاعت: امیر اور حاکم کی ان باتوں میں اطاعت کرنا ضروری ہے جو شریعت کے موافق ہوں، اگر امیر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا حکم دے یا غیر شرعی باتوں کا امر کرے، تو پھر اس کی ان باتوں میں اطاعت کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جو شخص ان پانچ اعمال کا اہتمام کرے گا اور ان سے زندگی میں کبھی غفلت نہیں برتے گا، تو ایسا خوش نصیب آدمی اپنے مہربان پروردگار کی جنت میں داخل ہو جائے گا۔

سوالات

① حدیث ترجمے کے ساتھ سنائیے۔

② تقویٰ کا مطلب بتائیے۔

③ کیا اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت کی گنجائش ہے؟

۸ آٹھویں مئی میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
--------------------------------	-------	------------	--------------

سبق ۵ دو خوش نصیب

④ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ؛ رَجُلٌ أَتَاهُ

اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ أَنْاءَ اللَّيْلِ وَأَنْاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ

أَتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ أَنْاءَ اللَّيْلِ وَأَنْاءَ النَّهَارِ۔ [مسلم: ۹۳۰]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا	قَالَ
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ	آپ نے فرمایا

لَا حَسَدَ		قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	
حسد نہیں ہے		اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا	
إِلَّا	عَلَى اثْنَيْنِ	رَجُلٌ	آتَاهُ اللَّهُ
مگر	دو شخصوں پر	ایک وہ آدمی	جس کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہو
فَهُوَ	يَقُومُ بِهِ	إِنَاءُ اللَّيْلِ	وَأِنَاءُ النَّهَارِ
اور وہ	اس کے ساتھ مشغول رہتا ہو	رات کے وقت	اور دن کے وقت
وَرَجُلٌ	آتَاهُ اللَّهُ	مَالًا	فَهُوَ
اور وہ آدمی	جس کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہو	مال	اور وہ
يُنْفِقُهُ	إِنَاءُ اللَّيْلِ	وَأِنَاءُ النَّهَارِ	
اس کو خرچ کرتا ہو	رات کے وقت	اور دن کے وقت	

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسد کرنا دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں؛ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی دولت عطا فرمائی ہو۔ اور وہ اس کے ساتھ دن و رات مشغول رہتا ہو۔ اور وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو۔ اور وہ دن و رات اس کو خرچ کرتا ہو۔

تشریح: اس حدیث پاک میں دو آدمیوں کی فضیلت بتائی گئی ہے:

① وہ آدمی جس کو قرآن کریم کی دولت حاصل ہو اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہو۔ قرآن کریم میں مشغول رہنے کا مطلب ہے کہ اس کے سیکھنے سکھانے میں لگا رہے، یا نماز

میں اور نماز سے باہر اس کی تلاوت کرتا رہے یا فکر و اہتمام کے ساتھ اس کے احکام و ہدایات پر عمل کرتا رہے۔ یہ ساری شکلیں قرآن میں مشغول رہنے میں داخل ہیں۔

② وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا ہو اور وہ اس کو اللہ کی رضا کے کاموں میں دن رات خرچ کرتا ہو۔

ایسے دو شخصوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان دونوں پر حسد کرنا جائز ہے۔ یہاں حسد، رشک کے معنی میں ہے جس کو عربی میں غبطہ بھی کہتے ہیں۔ اور رشک کا مفہوم یہ ہے کہ ہم ان کی اس دولت کو دیکھ کر یہ تمنا و آرزو کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرمائے تو ان کی طرح قرآن کریم کے ساتھ ہماری بھی ویسی ہی مشغولیت رہے اور ان ہی کی طرح ہم بھی دن رات خیر کے کاموں میں مال خرچ کرتے رہیں۔

قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، قرآن میں دن رات مشغول رہنا بڑی عمدہ صفت ہے۔ جس آدمی کو بھی یہ صفت حاصل ہو جائے وہ بڑا سعادت مند ہے، ہمیں بھی اس صفت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے اور اس کی تلاوت کرتے رہنا چاہیے اور دل چسپی کے ساتھ قرآن کریم سیکھنے سکھانے اور اس کے احکام کی پیروی میں لگے رہنا چاہیے، اسی طرح مال و دولت حلال طریقے سے حاصل کرنا اور دین کی سر بلندی و سرفرازی اور دیگر خیر کے کاموں میں خرچ کرنا بھی نیک بندوں کی نشانی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں مال و دولت سے نوازے تو اس کو دین کی نشر و اشاعت اور غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کی مدد میں محض اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے خرچ کرنا چاہیے، اور اس میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

سوالات

- ① حدیث ترجمے کے ساتھ سنا ہے۔
- ② قرآن کریم میں مشغول رہنے کا مطلب کیا ہے؟
- ③ یہاں حسد کس معنی میں ہے؟

حج مقبول کا ثواب

سبق ۶

⑤ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِبَرُ خَبَثَ

الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ

ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔

[ترمذی: ۸۱۰]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ	قَالَ			
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ	آپ نے فرمایا			
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	تَابِعُوا بَيْنَ			
اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا	ساتھ ساتھ کیا کرو			
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ	فَإِنَّهُمَا	يَنْفِيَانِ	الْفَقْرَ	وَالذُّنُوبَ
حج اور عمرہ کو	کیونکہ وہ دونوں	دور کر دیتے ہیں	محتاجی کو	اور گناہوں کو

کَمَا	يَنْفِي	الْكِبْرُ	خَبَثُ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
جیسا کہ	دور کر دیتی ہے	بھٹی	لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل
وَلَيْسَ	لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ	ثَوَابٌ	إِلَّا الْجَنَّةُ
اور نہیں ہے	حج مقبول	صلہ	مگر جنت

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ کو ساتھ ساتھ کیا کرو۔ (کیوں کہ وہ دونوں دور کر دیتے ہیں محتاجی اور گناہوں کو جیسا کہ) لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب نہیں ہے مگر جنت (حج مبرور کا صلہ جنت ہی ہے)۔

تشریح: حج اور عمرہ کی احادیث میں بہت ساری فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، حج ذی الحجہ کے مہینے میں ادا کیا جاتا ہے اور عمرہ پورے سال میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ لیکن حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ادا کرنے کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔ اس حدیث میں بھی دونوں کو ایک ساتھ ادا کرنے کی فضیلت کا ذکر ہے۔ جو شخص حج اور عمرے کو ایک ساتھ ادا کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں غوطہ لگاتا اور غسل کرتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ گناہوں کے گندے اثرات سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں بھی اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہوتا ہے کہ فقر و محتاجی اور پریشان حالی سے اس کو نجات مل جاتی ہے اور خوش حالی اور

اطمینان قلب کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ اس کو ایک مثال کے ذریعے بتایا گیا تاکہ ہمارے یقین میں پختگی پیدا ہو۔ وہ مثال یہ ہے کہ جس طرح لوہار کی بھٹی میں سونا چاندی اور لوہے کو تپایا جاتا ہے تو اس سے اس کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اسی طرح حاجی سے گناہ اور فقر دور ہو جاتے ہیں۔

حج کیا ہے؟ ایک معین اور مقرر وقت پر اللہ کے دیوانوں کی طرح اس کے دربار میں حاضر ہونا اور اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں اور طور طریقوں کی نقل کر کے ان کے سلسلے اور مسلک سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا ثبوت دینا اور اپنی استعداد کے بقدر ابراہیمی جذبات اور کیفیات سے حصہ لینا اور اپنے کو ان کے رنگ میں رنگنا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی فرمانبرداری جس جذبے اور محبت سے کی تھی وہ جذبہ اور محبت پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔ جو بندہ ان کیفیات کے ساتھ حج ادا کرتا ہے تو اس کا حج اللہ کے نزدیک مقبول ہوتا ہے اور ایسے حج کا بدلہ جنت ہی ہے۔

سوالات

- ① حدیث ترجمے کے ساتھ سنائیے۔
- ② حج و عمرہ کو ایک ساتھ ادا کرنے کا کیا فائدہ ہے؟
- ③ حج مقبول کا ثواب کیا ہے؟

تعریف

عقائد آدمی جن دینی باتوں پر دل سے یقین رکھتا ہے، ان کو ”عقائد“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں کو، اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن کو حق جانو، حق مانو اور ہر اچھی بری نقدیر کو بھی حق جانو، حق مانو۔ [مسلم: ۱۰۲، عن عمر رضی اللہ عنہ]

اسلام میں عقائد کی بہت زیادہ اہمیت ہے، بلکہ دین کی بنیاد ہی عقائد پر رکھی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی قوم کے عقائد میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوا تو ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول کو مبعوث فرمایا، سارے پیغمبروں نے اپنی قوم کو عقائد درست کرنے اور صحیح عقیدے پر مضبوطی کے ساتھ جے رہنے کی دعوت دی، قرآن و حدیث میں عقائد کے متعلق باتیں انتہائی وضاحت کے ساتھ اور بڑے مؤثر انداز میں بیان کی گئی ہیں، جیسے اللہ کی وحدانیت اور اس کی ذات و صفات پر ایمان لانا، آسمانی کتابوں اور رسولوں کے برحق ہونے کا یقین رکھنا، آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے اور قرآن کے آخری آسمانی کتاب ہونے کا عقیدہ رکھنا اور فرشتوں اور آخرت کے دن پر ایمان لانا وغیرہ۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو، اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس نے پہلے اتاری تھی۔ اور جو شخص

اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے، تو وہ بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑا ہے۔ [سورۃ نساء: ۱۳۶]

عقیدہ ایک ایسی بنیادی چیز ہے، جس میں ذرہ برابر بھی کمی و زیادتی کی گنجائش نہیں ہوتی اور تھوڑا سا تنزل بھی بڑے خسارے اور نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ عقائد سے اعمال کا بھی بہت گہرا تعلق ہوتا ہے، بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ کے یہاں عقائد کی درستگی کے بغیر قبول نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی آدمی اللہ کو نہ مانے، اس کے ساتھ کفر و شرک کرے، یا حضور ﷺ کو آخری نبی اور رسول تسلیم نہ کرے اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی طرح سے نبی آنے کا عقیدہ رکھے، تو پھر وہ شخص چاہے جتنا اچھا کام کرے، اللہ تعالیٰ کے یہاں بدلے کا مستحق نہیں ہوگا اور اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

اس لیے ہمیں عقائد پر پوری مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے اور ان کو اپنے دل میں بٹھالینے کی ضرورت ہے، تاکہ ہمارا ایمان درست رہے، اللہ کے نزدیک ہمارا عمل قبول ہو اور پھر ہمیں اس کا بہترین بدلہ نصیب ہو۔

ہدایت برائے استاذ

اسلامی عقائد میں سے چند عقائد مضمون کی شکل میں دیے گئے ہیں، یہ تمام مضامین طلبہ کو خوب اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشین کرا دیں اور اس بات کی تاکید بھی کر دیں کہ ایک ایمان والے کو ان تمام باتوں پر دل سے پختہ یقین رکھنا ضروری ہے۔

سبق پڑھانے کے بعد نیچے دیے گئے سوالات طلبہ سے زبانی پوچھ لیں۔

سبق ۱ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے

اللہ تعالیٰ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے پورا کرتا ہے، وہ ہر کام اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے، کوئی اسے روک نہیں سکتا، ساری کائنات پہلے موجود نہیں تھی، اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اختیار سے وجود میں آئی، پوری دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے ہی چاہنے اور ارادہ کرنے سے ہوتا ہے، چاہے زندگی ہو یا موت، صحت ہو یا بیماری، دن ہو یا رات، سردی ہو یا گرمی، سورج طلوع ہو یا غروب، اس کے ارادے کے بغیر درخت کا ایک پتہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا۔ وہ جس چیز کو پیدا کرنا چاہے تو محض اس کے ارادہ کرنے سے ہی وہ چیز پیدا ہو جاتی ہے، کسی کام میں اسے مددگار کی ضرورت نہیں پڑتی اور نہ وہ کسی سامان و اسباب کا محتاج ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ قرآن میں ہے: وہ (اللہ) جو کچھ ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے۔ [سورہ بروج: ۱۶]

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے، جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکی عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکا اور لڑکی دونوں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ رکھتا ہے۔ غرض سارا نفع و نقصان اس کے ارادے اور اختیار پر موقوف ہے، کوئی اس کو کسی کام پر مجبور نہیں کر سکتا، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور ہم نے جب بھی کوئی رسول بھیجا، خود اس کی قوم کی زبان میں بھیجا، تاکہ وہ ان کے سامنے حق کو اچھی طرح واضح کر سکے۔ پھر اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور وہی زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ [سورہ ابراہیم: ۳۰]

نیز قرآن میں ہے: سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے یا پھر

ان کو ملا جلا کر لڑ کے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی مالک ہے۔
[سورہ شوری: ۴۹، ۵۰]

سارا عالم اس کے ارادہ کرنے سے وجود میں آیا، وہ جب چاہے گا سارے عالم کو فنا اور ختم کر دے گا، اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرنا بندوں کے ارادہ کرنے کی طرح نہیں ہے، وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے، بندوں کی طرح عاجز نہیں ہے، وہ بڑی شان اور عظمت والا ہے، قرآن میں ہے: کوئی چیز اس کے مانند نہیں۔
[سورہ شوری: ۱۱]

ہم اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اختیار کو اس کی شان کے مطابق مانتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔

سوالات

- ① ساری کائنات کیسے وجود میں آئی؟
- ② پوری دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ کس کے چاہنے سے ہوتا ہے؟
- ③ کیا اللہ تعالیٰ جب چاہے گا سارے عالم کو فنا کر دے گا؟
- ④ عزت و ذلت کون دیتا ہے؟

۱ پہلے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

پہلے صراط

سبق ۲

جنت میں جانے کے لیے جہنم کے اوپر ایک پل قائم کیا جائے گا جسے ”پہلے صراط“ کہتے ہیں، جو بال سے زیادہ باریک اور تلواریں سے زیادہ تیز ہوگا۔

{شرح العقیدۃ الطحاوی، صالح بن عبدالمعز: ۵۴}

اعمال کے وزن کیے جانے کے بعد لوگوں کو پہلے صراط پر چلنے کا حکم ہوگا، ہر شخص پہلے صراط پر سے گزرے گا۔ سب سے پہلے حضور ﷺ اپنی امت کو لے کر گزریں گے، ایمان والوں کی پہلے صراط پر گزرنے کی حالت و کیفیت ایمان اور نیکیوں کے اعتبار سے الگ الگ ہوگی۔ کوئی تو پلک جھپکنے کی سی مدت میں گزر جائے گا، کوئی بجلی کی طرح تیزی سے گزرے گا،

کوئی سوار کی طرح، کوئی تیز گھوڑے کی طرح اور کوئی اونٹ کی طرح؛ کفار، مشرکین اور منافقین اس پر سے پھسل پھسل کر دوزخ میں گریں گے، بعض گنہگار مومنین بھی اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے دوزخ میں جا گریں گے پھر کچھ مدت کے بعد دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ پل صراط پر اندھیرا ہوگا، صرف ایمان والوں کو ان کے اعمال کے بقدر نور عطا کیا جائے گا جس کی روشنی میں وہ پل صراط کو پار کریں گے۔ [بخاری: ۸۰۶، ابن ہریرہ رحمہ اللہ: ۳۰۴، ابن ابی سعید الخدری رحمہ اللہ: ۳۷۲، ترمذی: ۳۱۵۹، ابن عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ: ۳۰۴، شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ۱۰۲، ابن عبد العزیز: ۵۴۰]

پل صراط حق ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے، جو بھی پل صراط کا انکار کرے یا اس کے بارے میں شک کرے، تو وہ مومن نہیں ہے۔ [شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ۱۰۲، ابن عبد العزیز: ۵۴۰]

سوالات

- ① پل صراط کسے کہتے ہیں؟
- ② ایمان والے پل صراط پر کس رفتار سے گزریں گے؟
- ③ کون پل صراط سے پھسل کر دوزخ میں گرے گا؟
- ④ کیا پل صراط پر ایمان لانا ضروری ہے؟

1	پبل مینیٹ میں 10	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
---	------------------	------------	-------	------------	--------------

جنت

سبق ۳

جنت نہایت ہی آرام کی جگہ ہے، وہ ایمان والوں کے لیے تیار کی گئی ہے، اس میں ہر طرح کی نعمتیں ہوں گی جو کبھی ختم نہ ہوں گی، سونے چاندی کی اینٹوں کے محلات ہوں گے، دودھ، شہد، صاف و شفاف پانی اور بہترین قسم کی شراب کی نہریں ہوں گی، ہر قسم کے پھل پھول ہوں گے، بازار ہوں گے جن میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے، ان کے دلوں میں بغض، کینہ اور حسد جیسی بُری عادتیں نہیں رہیں گی، وہ بھائی بھائی بن کر رہیں گے، وہ اس میں کھائیں گے، پئیں گے، انھیں پیشاب و پاخانے کی حاجت نہ ہوگی، ایک خوشگوار ڈکار

اور مُشک جیسا خوشبودار پسینہ آئے گا جس سے معدہ خالی اور ہلکا ہو جائے گا، جو لوگ ایک بار جنت میں جائیں گے پھر وہاں سے کبھی نہ نکالے جائیں گے، وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، قرآن میں ہے: اللہ نے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے وعدہ کیا ہے ایسے باغات کا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ایسے پاکیزہ مکانات کا جو سدا بہار باغات میں ہوں گے۔ اور اللہ کی طرف سے خوشنودی تو سب سے بڑی چیز ہے (جو جنت والوں کو نصیب ہوگی) یہی تو زبردست کامیابی ہے۔ [سورہ توبہ: ۷۲]

جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا، ان نعمتوں کے علاوہ خدا کے فضل و کرم سے جنتیوں کو دو ایسی نعمتیں ملیں گی جو دنیا میں کسی انسان کو حاصل نہیں ہو سکتیں، ایک نعمت تو یہ ہے کہ وہاں جنتی کی ہر خواہش اور تمنا پوری ہوگی اور دوسری جو سب سے بڑی نعمت ہے وہ یہ کہ جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ [بخاری: ۳۴۴۳، ابن ابی مرہ، رحمہ اللہ: سورہ زخرف: ۱۷، سورہ یونس: ۲۶]

جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہو محض اپنے عمل سے کوئی جنت میں نہیں جائے گا، البتہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما کر ان کے اعمال کے اعتبار سے جنت میں درجات عطا فرمائیں گے، جن میں سب سے اعلیٰ درجہ جنت الفردوس ہے۔

[شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن العز: ۴۲۶، بخاری: ۲۷۹۰، ابن جریر، رحمہ اللہ]

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جنت ابھی موجود ہے اور ہمیشہ کے لیے رہے گی، اس کے متعلق قرآن وحدیث میں بتائی ہوئی تمام باتیں سچی ہیں۔

سوالات

- ① جنت کے کچھ اوصاف بیان کرو۔
- ② جنتیوں کو کون سی دو ایسی نعمتیں ملیں گی جو دنیا میں کسی انسان کو حاصل نہیں ہو سکتیں؟
- ③ کیا کوئی مسلمان اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں جائے گا؟
- ④ جنت کے بارے میں مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟

جہنم نہایت ہی تکلیف کی جگہ ہے، وہ کافروں اور مشرکوں کے لیے تیار کی گئی ہے، اس میں ہر طرح کے عذاب ہوں گے، آگ کے مکان اور بستر ہوں گے، آگ کی ہتھکڑیاں اور زنجیریں ہوں گی، بڑے بڑے سانپ اور بچھو ہوں گے، جو جہنمیوں کو ڈستے رہیں گے، کھانے کے لیے زُفُوم کا کانٹے دار درخت ہوگا، پینے کے لیے پیپ اور کھولتا ہوا پانی ہوگا، جو آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ہوگی، جو ان کو جلاتی رہے گی، آگ سے اتنے بڑے بڑے شعلے اٹھیں گے، جو بڑے بڑے محل کے برابر ہوں گے، جب بھی جہنمیوں کے بدن کی کھال جل کر راکھ ہو جائے گی، تو اس کی جگہ دوسری کھال بدل دی جائے گی، ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کے لیے سخت ہوتا جائے گا، عذاب کا ایک لمحہ عمر بھر کے عیش و راحت کو بھلا دے گا، نہ ان کا عذاب ہلکا ہوگا اور نہ ان کو کوئی مہلت دی جائے گی، وہ موت مانگیں گے تو ان کو موت نہ آئے گی، ہمیشہ ہمیش کے لیے وہ دوزخ میں رہیں گے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور جن لوگوں نے کفر کی روش اپنائی ہے، ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے، نہ تو ان کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان سے دوزخ کا حساب ہلکا کیا جائے گا۔ ہر ناشکرے کافر کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ [سورۃ فاطر: ۳۶]

جہنم میں سب سے کم درجے کا عذاب یہ ہوگا کہ جہنمی کو آگ کی جوتیاں یا آگ کے دو تسمے پہنائے جائیں گے، جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح اُبلے گا، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اسی کو ہو رہا ہے، جس جہنمی کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ اپنے گناہ کے بقدر عذاب چکھ کر یا حضور ﷺ کی شفاعت سے جہنم سے چھٹکارا پالے گا۔

[بخاری: ۶۵۶۲، ابن حنبل بن ابی شیبہ رحمہما اللہ؛ بخاری: ۷۵۱۰، ابن مسعود بن ابی ہریرہ رحمہما اللہ]

جہنم میں بھی الگ الگ درجے ہیں، ان میں مختلف قسم کا عذاب ہوگا، مجرم لوگ اپنے اپنے گناہوں کے موافق ان میں داخل کیے جائیں گے، جو بھی جہنم میں داخل ہوگا وہ محض

اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف سے داخل ہوگا کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا۔

[عمدة القاری: ۱۳۵/۲؛ شرح العقيدة الطحاویة لابن ابی العز: ۳۲۰/۱]

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جہنم ابھی موجود ہے اور ہمیشہ کے لیے رہے گی، اس کے متعلق قرآن وحدیث میں بتائی ہوئی تمام باتیں سچی ہیں۔

سوالات

① جہنم کے کچھ حالات بیان کرو۔

② سب سے کم درجے کا عذاب کیا ہوگا؟

③ جہنم کے بارے میں ہم مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟

۲۔ دوسرے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
----------------------------------	-------	------------	--------------

سبق ۵ آخرت

”یوم آخرت“ کے معنی بعد میں آنے والے دن کے ہیں، دنیا کی زندگی کے بعد آخرت کی زندگی شروع ہوگی، جو کبھی ختم نہ ہوگی؛ اس زندگی کو اسلامی شریعت میں ”آخرت“ کہتے ہیں۔

دنیا امتحان کی جگہ ہے، دنیا میں انسان جو بھی اچھے یا برے اعمال کرتا ہے، ان کا آخرت میں اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، قرآن میں ہے: چنانچہ جس نے ذرہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھے گا۔ [سورہ زلزال: ۷-۸]

آخرت پر ایمان لانا ایمان کا ایک اہم جزو ہے، آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان باتوں پر یقین رکھیں کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے، وہاں انسان کو اس دنیا میں کیے ہوئے برے اعمال کی سزا اور بھلے اعمال کی جزا ملے گی، نلک المئوت کا روح قبض کرنا اور مرنے کے بعد مردے سے منکر تکلیف کا سوال و جواب برحق ہے۔ قیامت کی علامتوں کا ایک ایک کر کے پایا جانا، اس کے بعد قیامت کا آنا اور اس میں پیش آنے

والے تمام واقعات یقینی ہے۔ تمام مردوں کا دوبارہ زندہ ہو کر میدانِ حشر میں جمع ہونا، حساب و کتاب ہونا، میزان کا قائم ہونا اور اعمال ناموں کا وزن کیا جانا سچ ہے۔ پل صراط پر سے گزرنا، اس کا بال سے زیادہ باریک اور تلواری سے زیادہ تیز ہونا، ایمان والوں کا اس پر تیزی سے گزر جانا اور کافروں کا جہنم میں گر جانا حقیقت ہے۔ جنت اور اس میں طرح طرح کی نعمتیں اور دوزخ اور اس میں ہونے والی تکلیفیں برحق ہیں۔

[شرح العقیدۃ الطحاویۃ لصالح بن عبدالعزیز: ۳۲۹؛ التوحید للناہض والبتدین عبدالعزیز بن محمد: ۶۸]

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آخرت کے بارے میں قرآن و حدیث میں جن جن باتوں کو ذکر کیا گیا ہے ان تمام پر ایمان لانا اور ان کے متعلق بتائی ہوئی باتوں کو سچا جاننا ضروری ہے۔

سوالات

- ① آخرت کسے کہتے ہیں؟
- ② آخرت پر ایمان لانے کا مطلب بتائیے۔
- ③ آخرت کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

[۳] تیسرے مہینے میں [۱۰] دن پڑھائیں

علاماتِ قیامت

سبق ۶

قیامت کب قائم ہوگی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو وحی کے ذریعے قیامت کی بہت سی علامتیں بتلائی ہے، جو قیامت قائم ہونے سے پہلے دنیا میں پائی جائیں گی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے پیشین گوئی کے طور پر قیامت سے پہلے پیش آنے والے بہت سے واقعات اور فتنوں کی خبر دی ہے اور امت کو قیامت کی علامتوں سے خوب آگاہ کیا ہے۔

[اثر الساعۃ لعبد اللہ بن سلیمان: ۴۳/۱-۴۵]

قیامت کی علامتیں دو طرح کی ہیں:

① علاماتِ صُغریٰ (چھوٹی علامتیں) ② علاماتِ کُبریٰ (بڑی علامتیں)

[شرح العقیدۃ الطحاوی: ص ۱۷۱؛ اشراف السائد لعبد اللہ بن سلیمان: ۶۹/۱؛ اشراف السائد لعبد اللہ بن سلیمان: ۶۸/۱]

علاماتِ صُغریٰ: حضور ﷺ کی پیدائش سے لے کر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے تک جو بھی علامتیں اور نشانیاں ظاہر ہوں گی، ان کو ”علاماتِ صُغریٰ“ کہتے ہیں۔

[اشراف السائد لعبد اللہ بن سلیمان: ۶۹/۱؛ الایمان حقیقہ، خوارمہ، نواقض عند اهل السنة والجماعة: ۸۳/۱]

علاماتِ کُبریٰ: حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے کے بعد سے صور پھونکے جانے تک جو بھی علامتیں ظاہر ہوں گی، ان کو ”علاماتِ کُبریٰ“ کہتے ہیں، یہ علامتیں قیامت کے بالکل قریب ظاہر ہوں گی۔

[اشراف السائد لعبد اللہ بن سلیمان: ۶۹/۱؛ الایمان حقیقہ، خوارمہ، نواقض عند اهل السنة والجماعة: ۸۳/۱]

سوالات

① قیامت کب قائم ہوگی؟

② قیامت کی علامتیں کتنی طرح کی ہیں؟

③ علاماتِ صغریٰ کسے کہتے ہیں؟

④ علاماتِ کبریٰ کسے کہتے ہیں اور وہ کب ظاہر ہوں گی؟

دستخط والدین

دستخط معلم

تاریخ

۱۰ دن پڑھائیں

۳ تیسرے مہینے میں

سبق ۷ علاماتِ صغریٰ

قیامت کی علاماتِ صُغریٰ بہت سی ہیں، جن کا ذکر احادیثِ صحیحہ میں کیا گیا ہے، ان میں سے چند علامتیں یہ ہیں:

① ہمارے پیغمبر ﷺ کی بعثت اور وفات۔

[بخاری: ۶۵۰۵؛ ابن ابی حریزہ رضی اللہ عنہ؛ بخاری: ۳۱۷۶؛ ابن کثیر رضی اللہ عنہ]

[بخاری: ۳۱۷۶؛ ابن کثیر رضی اللہ عنہ]

② بیت المقدس کا فتح ہونا۔

- (۳) مال کا زیادہ ہونا۔ [بخاری: ۱۴۱۱، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]
- (۴) زلزلوں کی کثرت اور قتل و غارت گیری کا عام ہونا۔ [بخاری: ۱۴۱۱، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]
- (۵) لوگوں کا لمبی لمبی عمارتیں بنانا۔ [بخاری: ۱۴۱۱، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]
- (۶) عمل میں کوتاہی اور دل میں لالچ کا بڑھ جانا۔ [بخاری: ۶۰۳۷، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]
- (۷) علم کا اٹھ جانا اور جہالت کا بڑھ جانا۔ [بخاری: ۵۲۳۱، عن انس رضی اللہ عنہ]
- (۸) زنا کاری اور شراب خوری کا عام ہو جانا۔ [بخاری: ۵۲۳۱، عن انس رضی اللہ عنہ]
- (۹) عورتوں کا زیادہ ہونا اور مردوں کا کم ہونا۔ [بخاری: ۵۲۳۱، عن انس رضی اللہ عنہ]
- (۱۰) سچے آدمی کو جھوٹا اور جھوٹے آدمی کو سچا سمجھا جانا اور امانت دار کو خیانت کرنے والا اور خیانت کرنے والے کو امانت دار سمجھا جانا۔ [ابن ماجہ: ۴۰۳۶، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]
- (۱۱) گانے بجانے کے سامان اور گانے والی عورتوں کا عام ہو جانا۔ [ترمذی: ۲۲۱۰، عن علی رضی اللہ عنہ]
- (۱۲) ماں کی نافرمانی کرنا اور بیوی کی اطاعت کرنا۔ [ترمذی: ۲۲۱۰، عن علی رضی اللہ عنہ]
- (۱۳) دوستوں کو قریب کرنا اور باپ کو دور کرنا۔ [ترمذی: ۲۲۱۰، عن علی رضی اللہ عنہ]
- (۱۴) شرم و حیا کا اٹھ جانا۔ [شعب الایمان: ۵۲۷۶، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]
- (۱۵) دین کا علم دنیا حاصل کرنے کی نیت سے سیکھنا۔ [ترمذی: ۲۲۱۱، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]
- (۱۶) بد اخلاق، حریص اور نا اہل لوگوں کا سردار بننا اور خوف کی وجہ سے ایسے لوگوں کی تعظیم کیا جانا۔ [ترمذی: ۲۲۱۰، عن علی رضی اللہ عنہ]
- (۱۷) امت کے پچھلے لوگوں کا اگلوں پر لعن طعن کرنا۔ [ترمذی: ۲۲۱۰، عن علی رضی اللہ عنہ]
- (۱۸) دلوں سے امانت و دیانت کا اٹھ جانا۔ [شعب الایمان: ۵۲۷۶، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]
- (۱۹) کافروں کا چاروں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کرنا۔ [ابوداؤد: ۴۲۹۷، عن ثوبان رضی اللہ عنہ]
- (۲۰) ظلم اور رشوت کا بڑھ جانا۔ [اسنن دارقطنی: ۴۲۸، عن علی رضی اللہ عنہ]

(۲۱) زکوٰۃ کوتاوان (بوجھ) سمجھنا۔ [ترمذی: ۲۲۱۰، ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ]

(۲۲) مسجدوں میں (دنیا کی باتوں کا) شور ہونا۔ [ترمذی: ۲۲۱۰، ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ]

(۲۳) درندوں کا آدمیوں سے بات کرنا۔ [مسند احمد: ۱۷۹۲، ابن ابی سعید الخدری رحمہ اللہ]

(۲۴) وقت میں برکت نہ ہونا، یہاں تک کہ سال کا مہینے کی طرح اور مہینے کا ہفتے کی طرح اور

ہفتے کا دن کی طرح اور دن کا گھنٹے کی طرح گزر جانا۔ [ترمذی: ۲۳۳۲، ابن ابی مائل رحمہ اللہ]

(۲۵) نہر فُرات (ملک عراق کی ایک ندی) کا اپنے خزانے کھول دینا۔

[بخاری: ۱۱۹۷، ابن ابی ہریرہ رحمہ اللہ]

(۲۶) کانے دجال کے علاوہ تیس دجالوں (جھوٹوں) کا نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا۔

[بخاری: ۱۲۱۱، ابن ابی ہریرہ رحمہ اللہ]

ان مذکورہ علامتوں کے علاوہ اور علامتیں بھی ہیں جو اس طرح پے در پے ظاہر ہوں گی جیسے تسبیح کا ڈورا ٹوٹ کر اس کے دانے یکے بعد دیگرے گرنے لگتے ہیں، ان علامتوں میں سے اکثر و بیشتر تو ظاہر ہو چکی ہیں اور وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ ان ساری علامتوں کا ظاہر ہونا حق اور یقینی ہے۔

سوالات

(۱) چند علاماتِ صغریٰ بتلائیے۔

[۳] چوتھے مہینے میں [۱۰] دن پڑھائیں

علاماتِ گبری

سبق ۸

حضرت مہدی رحمہ اللہ

قیامت کی علاماتِ گبری میں سے سب سے پہلی علامت حضرت مہدی رحمہ اللہ کا ظہور ہے۔ جب پوری دنیا میں مسلمان طرح طرح کے حالات و مشکلات کا شکار ہوں گے اس

وقت حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوں گے۔ [اشراط الساعۃ، عبداللہ بن سلیمان: ۹۱-۹۲؛ مسند احمد: ۱۱۳۲۶، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ؛ مصنف عبدالرزاق: ۷۰/۲۰، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ]

حضرت ”مہدی“ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ آپ کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا، آپ قدرے دراز قد (لمبے) ہوں گے، رنگ سفید سرخی مائل، چہرہ کشادہ، ناک باریک و بلند اور زبان میں قدرے لکنت ہوگی، جب بات کرنے میں دقت محسوس کریں گے، تو زنانوں پر ہاتھ ماریں گے، اخلاق و سیرت میں حضور ﷺ کے مشابہ ہوں گے، آپ کا علم لدنی (براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا ہوا) ہوگا، مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوں گے، مکہ مکرمہ میں چالیس برس کی عمر میں آپ کا ظہور ہوگا، بڑے بڑے اولیا و ابدال آپ کو تلاش کریں گے، جب آپ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آئیں گے اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے تو لوگ آپ کو پہچان کر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان آپ سے بیعت کر لیں گے۔

[اشراط الساعۃ، عبداللہ بن سلیمان: ۹۲-۹۱؛ الفتن للعلیم بن حماد: ۶۹/۱؛ ابوداؤد: ۴۲۹۰، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ؛ ابن ماجہ: ۴۰۸۵، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ؛ ابوداؤد: ۴۲۸۶، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ]

مسلمانوں کی ایک جماعت حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو جائے گی، آپ ان کو لے کر ملک شام میں دمشق تک پہنچیں گے، وہاں تین دن تک عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ کریں گے، پھر چوتھے دن اللہ تعالیٰ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو تھوڑی سی جماعت کے ساتھ عیسائیوں پر فتح عطا فرمائے گا۔ پھر قُسْطَنْطِیْنِیَہ (استنبول) پہنچ کر آپ اسے فتح فرمائیں گے۔

[مسلم: ۴۶۶۰، عن ابی ہریرہ؛ مسلم: ۴۶۶۳، عن مولانا بن مسعود رضی اللہ عنہ]

آپ شروع شروع میں عرب کے، پھر تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوں گے، پوری دنیا میں امن و امان قائم فرمائیں گے اور خوب عدل و انصاف فرمائیں گے، آپ کے زمانے میں دجال نکلے گا اور آپ ہی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی

منارے پر نزول فرمائیں گے اور آپ کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت سات، آٹھ یا نو سال ہوگی۔ پھر آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کر دیں گے۔ [اشراط الساعۃ لعبد اللہ بن سلیمان: ۹۹-۱۰۶؛ مسند احمد: ۱۲۱۲؛ ابن ابی شیبہ الخدری رضی اللہ عنہ: ۵۶۰؛ ابن کثیر: ۵۶۰؛ ابن کثیر: ۵۶۰]

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اخیر زمانے میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور حق ہے اور ہر مسلمان پر ان کی مدد کرنا واجب ہے۔

سوالات

- ① علاماتِ کبریٰ میں سے سب سے پہلی علامت کیا ہے؟
- ② حضرت مہدی اور ان کے والد کا نام کیا ہوگا؟
- ③ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیجیے۔
- ④ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو دمشق لے جا کر کیا کریں گے؟

دستخط والدین

دستخط معلم

تاریخ

چوتھے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۹ خروج دجال

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے دوسری علامت خروج دجال ہے۔ حضور ﷺ نے اخیر زمانے میں دجال کے نکلنے کی خبر دی ہے، ”دجال“ جھوٹے اور مکار کو کہتے ہیں، قیامت کے قریب بہت سے دجال آئیں گے لیکن جس دجال کا ذکر احادیث شریفہ میں کیا گیا ہے اس سے ایک خاص شخص مراد ہے، جو قوم یہود سے ہوگا، مسیح اس کا لقب ہوگا، داہنی آنکھ اندھی ہوگی جو انگور کے دانے کی طرح باہر کو ابھری ہوئی ہوگی اور بائیں آنکھ سے کانا ہوگا، اس کے بال حبشیوں کے بالوں کے مانند بہت پیچیدہ ہوں گے، اس کے ماتھے پر بیچ میں کافراں طرح ”ک ف ر“ لکھا ہوگا، وہ گدھے پر سواری کرے گا، اس کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی، پہلے ملکِ شام اور عراق کے درمیان ظاہر ہوگا، پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے

گا، یہاں اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے، پہلے اپنی نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا پھر خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا۔

[ابن ماجہ: ۴۷۳۰، ابن ابی اسحاق رحمہ اللہ، اشراط الساعۃ، لعبد اللہ بن سلیمان: ۱۱۷، ۵۵۱، ابن حبان رحمہ اللہ؛ مستدرک: ۸۶۱۲، ابن ابی العیاض رحمہ اللہ، مسلم: ۵۶۰، ابن کثیر رحمہ اللہ]

دجال کے ساتھ آگ ہوگی جس کو وہ دوزخ کہے گا اور ایک باغ ہوگا، جس کا نام بہشت رکھے گا، اپنی مخالفت کرنے والوں کو آگ میں اور موافقت کرنے والوں کو بہشت میں ڈالے گا، جس کو وہ بہشت کہے گا اس میں درحقیقت دوزخ کا اثر ہوگا اور جس کو دوزخ کہے گا اس میں جنت کی تاثیر ہوگی، دجال زمین میں چالیس دن تک رہے گا، اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر اور بقیہ ایام عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ [ابن ماجہ: ۴۷۳۰، ابن ابی اسحاق رحمہ اللہ، مسلم: ۵۶۰، ابن کثیر رحمہ اللہ]

دجال کے نکلنے سے پہلے سخت قحط ہوگا، قحط کے زمانے میں دجال ظاہر ہوگا، اللہ تعالیٰ بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے قسم قسم کے کرشمے اور عادت کے خلاف چیزیں ظاہر فرمائیں گے، اس کے پاس کھانے پینے کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا، جو لوگ اس کے خدا ہونے کو مان لیں گے، تو اس کے حکم سے ان کے لیے آسمان سے بارش ہوگی، زمین سے اناج پیدا ہوگا، درخت پھل دار اور مویشی موٹے تازے ہو جائیں گے اور جو لوگ اس کے خدا ہونے کو نہیں مانیں گے، تو ان سے کھانے پینے کی چیزیں بند کر دے گا اور قسم قسم کی تکلیفیں پہنچائے گا، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان مسلمانوں کو تسبیح و تہلیل (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وغیرہ پڑھنا) کھانے پینے کا کام دے گی، زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ [ابن ماجہ: ۴۷۳۰، ابن ابی اسحاق رحمہ اللہ، مسلم: ۵۶۰، ابن کثیر رحمہ اللہ]

دجال آدمیوں سے کہے گا کہ میں تمہارے مردہ ماں باپ کو زندہ کرتا ہوں تاکہ تم یہ قدرت دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو، چنانچہ اس کے حکم سے شیاطین ان کے ماں باپ

کے ہم شکل ہو کر زمین سے نکلیں گے، ایسے عجیب و غریب کرشمے دکھا کر پوری دنیا گھوم لے گا، کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جہاں وہ نہ پہنچے، بد دین لوگ کثرت سے اس کے ساتھ ہو جائیں گے لیکن وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں فرشتوں کے حفاظت کرنے کی وجہ سے داخل نہ ہو سکے گا تو وہ دمشق کی طرف جہاں حضرت مہدی عجل اللہ عنہ ہوں گے روانہ ہوگا، حضرت مہدی عجل اللہ عنہ جنگ کے سامان تقسیم کر کے پوری تیاری میں ہوں گے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کر کے باب لہ (ملکِ شام میں کسی پہاڑ یا گاؤں کا نام ہے) کے پاس اس کو نیزے سے قتل کریں گے۔

[ابن ماجہ: ۳۰۷۷، سنن ابی داؤد: ۱۱۷۱۱، شرط الساعۃ لعبد اللہ بن سلیمان: ۱۱۷-۱۱۸، البدایہ لزمن فتن النہایہ: ۱۸۸، ۱۸۹؛ فتح الباری: ۱۳۲/۲۰]

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے قریب دجال کا نکلنا حق ہے۔

سوالات

- ① قیامت کی دوسری علامت کبریٰ کیا ہے
- ② دجال کس کو کہتے ہیں؟
- ③ دجال کیسا ہوگا؟
- ④ دجال زمین میں کتنے دن رہے گا؟
- ⑤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو کس جگہ قتل کریں گے؟

۵) پانچویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

نزول عیسیٰ علیہ السلام

سبق ۱۰

قیامت کی علامت کبریٰ میں سے تیسری علامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور دجال کو قتل کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے شر سے بچانے کے

لیے آسمان پر زندہ سلامت اٹھالیا تھا، وہ اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہیں، دجال جب اپنے لشکریوں کے ساتھ زمین میں فساد مچاتا ہوا دمشق کی جانب روانہ ہوگا اور حضرت مہدی علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد میں فجر کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے اور نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی، اس وقت دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارے پر ہلکے زرد (پیلے) رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کاندھوں پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، آپ علیہ السلام کا قد درمیانہ، رنگ سرخ و سفید ہوگا، بال چمکدار ہوں گے جیسے غسل کے بعد ہوتے ہیں، سر جھکائیں گے تو اس سے موتیوں کے مانند قطرے ٹپکتے ہوئے معلوم ہوں گے، حضرت مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لیے آگے بڑھائیں گے مگر وہ انکار کریں گے، چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام ہی نماز پڑھائیں گے، نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے مقابلے کے لیے تیار ہوں گے، مسلمان دجال کے لشکر سے جنگ کریں گے، دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس طرح کھٹکنے لگے گا جیسے پانی میں نمک کھلتا ہے، دجال یہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے، اس وقت آپ علیہ السلام کے پاس ایک نیزہ ہوگا جس سے وہ دجال کو بابِ لُد پر قتل کر دیں گے اور اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے، یہودیوں کو شکست ہو جائے گی، وہ اصرار دھر بھاگتے اور چھپتے پھریں گے لیکن ان کو کوئی چیز پناہ نہ دے گی حتیٰ کہ درخت اور پتھر بھی بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کرو۔ باقی ماندہ تمام اہل کتاب آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے، اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک کی سیر کریں گے اور جن لوگوں کو دجال کی طرف سے مصیبت پہنچی تھی ان کو تسلی دیں گے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑا اجر ملنے کی خوشخبری سنائیں گے، حضرت

عیسیٰ علیہ السلام حکم دیں گے کہ خنزیر قتل کیے جائیں اور صلیب جس کو نصاریٰ پوجتے ہیں توڑ دی جائے اور کسی کافر سے جزیہ نہ لیا جائے بلکہ وہ اسلام لائے۔ چنانچہ اس وقت تمام روئے زمین پر دین اسلام پھیل جائے گا، کفر مٹ جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوں گے لیکن اپنی شریعت پر عمل نہ کریں گے بلکہ شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے، قرآن وحدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کروائیں گے، پوری دنیا میں امن وسکون ہوگا، ہر قسم کی دینی ودنیوی برکتیں نازل ہوں گی، ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک بڑی جماعت اسے کھائے گی اور اس کے پھلکے کے نیچے لوگ سایہ حاصل کریں گے، آسمان سے اترنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک قیام فرمائیں گے، آپ علیہ السلام کا نکاح ہوگا، اولاد ہوگی، پھر جب آپ علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی، تو مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر آپ علیہ السلام کو روضہ اطہر میں حضور ﷺ کے پاس دفن کریں گے۔

[مسلم: ۷۵۲۰، ابن کثیر: ۷۵۳۳، ابن ابی برزہ رضی اللہ عنہ؛ اشراف الساعۃ: عبداللہ بن سلیمان: ۱۲۴-۱۵۵]

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا، پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے اترنا اور دجال کو قتل کرنا حق ہے۔

سوالات

- ① قیامت کی تیسری علامت کبریٰ کیا ہے؟
- ② حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان کیجیے۔
- ③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتنے سال زمین پر قیام فرمائیں گے؟
- ④ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں دفن ہوں گے؟
- ⑤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہے؟

تعریف

مسائل دین کی وہ باتیں جن میں عمل کا طریقہ یا اس کا صحیح اور غلط ہونا بتایا جائے، ان کو ”مسائل“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، علم دین حاصل کرو اور لوگوں کو سکھاؤ، فرائض کا علم حاصل کرو اور لوگوں کو فرائض سکھاؤ۔ مجھے اٹھایا جائے گا اور علم بھی اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ دو آدمی ایک فرض کے بارے میں اختلاف کریں گے، اور اس کے بارے میں صحیح خبر دینے والا کوئی آدمی نہیں ملے گا۔

[شعب الایمان: ۱۲۶۸، عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ]

ہم مسلمان ہیں، ہمارے اوپر فرض ہے کہ ہم اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گذاریں اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے بچیں، اس راستے پر چلیں جو سیدھا ہے اور جنت تک لے جانے والا ہے اور ان راستوں پر نہ چلیں جو گمراہی اور جہنم تک لے جانے والے ہیں۔ جنت و جہنم کے راستے کی پہچان ہمیں دینی علوم سیکھنے سے ہوگی، صحیح اور غلط میں فرق دینی مسائل کے پڑھنے سے پتہ چلے گا۔

لہذا دینی مسائل کا سیکھنا ہماری سب سے بڑی ضرورت اور افضل ترین عبادت ہے۔

پاک ناپاکی، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تجارت اور خرید و فروخت وغیرہ ایسے مسائل ہیں جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا رہتا ہے، اس لیے ان کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے اور ان سے غفلت برتنا بڑی محرومی کی بات ہے۔ جو شخص دینی علوم سے واقف نہیں ہوتا، شیطان اسے بہت جلد گمراہ کر لیتا ہے، اور جو شخص دینی علوم سے واقف ہوتا ہے، حلال و حرام اور جائز و ناجائز باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے شیطان ایسے شخص کو گمراہ نہیں کر پاتا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ایک فقیہ (مسائل کا جاننے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ [ترمذی: ۲۶۸۱، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

اس لیے ہمیں دینی مسائل کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا چاہیے، تاکہ ہم شیطانی فریب سے بچ سکیں اور سیدھے راستے پر قائم رہ سکیں۔

ہدایت برائے استاذ

مسائل کے اسباق طلبہ کو پڑھانے سے پہلے خوب مطالعہ کر کے اچھی طرح سمجھ لیں اور ان مسائل کی مزید تفصیل کے لیے فقہ کی معتبر کتابوں کا بھی مطالعہ کر لیں تو بڑا فائدہ ہوگا اور طلبہ کو مسائل سمجھانے اور مطمئن کرنے میں آسانی ہوگی۔

تمام مسائل طلبہ کو اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشین کرادیں اور ان ہی مسائل کو مختلف انداز سے الٹ پلٹ کر سوالات کرتے رہیں۔

سبق ۱ معذور کے احکام

معذور: وہ شخص جسے ایسا عذر (بیماری) لاحق ہو جس کی وجہ سے بار بار وضو ٹوٹ جائے، اتنی دیر بھی وضو برقرار نہ رہے جس میں وہ مکمل وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے، مثلاً کسی شخص کے زخم سے ہر وقت خون پیپ جاری رہتا ہو، یا ہوا خارج ہوتی رہتی ہو یا پیشاب کے قطرات آتے رہتے ہوں وغیرہ۔ اگر ایک نماز کے پورے وقت میں یہی حالت رہی تو اسے معذور قرار دیں گے۔

معذور ہونے کے بعد ہر نماز کے پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ جب تک وہ عذر پایا جاتا رہے گا، وہ معذور برقرار رہے گا، اگر کسی نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی عذر پیش نہ آیا تو وہ شخص معذور کے حکم سے نکل جائے گا۔

مثلاً: کسی شخص کے بدن سے عصر سے مغرب تک خون نکلتا رہا تو وہ شخص معذور بن گیا، اب اس کے لیے خون کے جاری ہوتے ہوئے نماز پڑھنا، تلاوت کرنا وغیرہ درست ہے اور یہ اس وقت تک معذور سمجھا جائے گا جب تک اگلی نمازوں میں مغرب، عشاء، فجر وغیرہ میں سے ہر ایک کے وقت میں ایک آدھ مرتبہ خون نکلے۔ اگر ایک بار بھی خون نہ نکلے تو یہ شخص معذور باقی نہیں رہے گا۔ [شامی: ۴۳۶/۲، باب الخیض]

① معذور شخص پر ہر نماز کے وقت میں مستقل وضو کرنا لازم ہے، اور اس کے لیے اس وضو سے وقت کے اندر اندر فرض، واجب، سنت، نفل اور قضا نمازیں پڑھنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا درست ہے۔ [شامی: ۴۳۶/۲، باب الخیض]

② عذر کے علاوہ دوسرے ناقض وضو کے پائے جانے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، مثلاً: مسلسل ہوا خارج ہونے والے مریض کا وضو ہوا خارج ہونے سے نہیں ٹوٹے گا، لیکن خون کے نکلنے سے ٹوٹ جائے گا۔ [شامی: ۴۳۶/۲، باب الخیض]

③ فرض نماز کا وقت ختم ہونے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، مثلاً: کسی معذور نے فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب کے نکلنے ہی اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، خواہ کوئی ناقض وضو پیش نہ آیا ہو۔ [شامی: ۴۳۶/۲، باب الخیض]

④ جس شخص کے کپڑے پیشاب یا خون کے قطرات سے مسلسل ناپاک ہوتے رہتے ہوں، اتنی دیر بھی قطرات بند نہ رہتے ہوں جتنی دیر میں وہ وضو کر کے نماز پڑھ سکے، تو ایسے معذور شخص کے لیے ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ [شامی: ۴۳۶/۲، باب الخیض]

⑤ اگر بیمار کے پہنے ہوئے کپڑے یا نیچے پٹھی ہوئی چادر ناپاک ہو اور بیماری اور مشقت کی بنا پر کپڑوں کا اتارنا یا چادر کا بدلنا مشکل ہو تو، ایسے مریض کے لیے اسی حال میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ [شامی: ۴۳۶/۲، باب الخیض]

تنبیہ: بعض لوگوں کو پیشاب کرنے کے بعد کچھ دیر تک قطرات آتے ہیں، پھر بند ہو جاتے ہیں، ایسے لوگ شرعی معذور نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ ہمیشہ جماعت کے وقت سے آدھا پونہ گھنٹہ پہلے پیشاب کرنے کا اہتمام کرے اور پیشاب کے بعد ٹیٹھوپیر یا کوئی کپڑا جائگے (انڈرویر) میں رکھ لے اور نماز سے پہلے اس ٹیٹھوپیر یا کپڑے کو نکال دے، پھر وضو کر کے نماز ادا کرے۔

سوالات

① معذور کسے کہتے ہیں اور وہ معذور کے حکم سے کب نکل جائے گا؟

② معذور کا وضو کس چیز سے ٹوٹتا ہے؟

③ کس معذور پر ناپاک کپڑوں کا بدلنا ضروری نہیں ہے؟

④ کیسے مریض کے لیے ناپاک چادر پر نماز پڑھنا جائز ہے؟

⑥ چھپے مینے میں ⑩ دن پڑھائیں

قربانی کے احکام

سبق ۲

عید الاضحیٰ کی قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کی یادگار ہے جو انھوں نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کر کے قائم کی ہے۔

عید الاضحیٰ کے دن قربانی کی بڑی فضیلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عید الاضحیٰ کے دن آدم کے بیٹے کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا

جانور قیامت کے دن اپنی سینگوں، بالوں اور گھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے، لہذا اے اللہ کے بندو! دل کی پوری خوشی سے قربانی کیا کرو۔
[ابن ماجہ: ۳۱۳۶، سنن عاکفہ علیہ السلام]

اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے تو ایسا شخص گنہگار ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص قربانی کی استطاعت رکھتا ہو اس کے باوجود قربانی نہ کرے، ایسا شخص ہماری عید گاہ کے قریب ہرگز نہ آئے۔
[ابن ماجہ: ۳۱۳۳، سنن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ ان تین دنوں میں سے جس دن چاہے قربانی کرے، مگر دسویں تاریخ کا دن سب سے بہتر ہے، رات میں بھی قربانی کرنا جائز ہے مگر بہتر نہیں ہے۔
[شامی: ۲۶۰/۲۶۲-۲۳۶، کتاب الاضحية]

مسئلہ: جہاں عید کی نماز ہوتی ہے، وہاں عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے؛ البتہ ایسا دیہات جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، وہاں صبح صادق کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔
[شامی: ۲۶۰/۲۶۲، کتاب الاضحية]

مسئلہ: اگر کوئی شہری اپنی قربانی کسی ایسے دیہات میں کرائے جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، تو وہاں صبح صادق کے بعد اس کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے۔
[شامی: ۲۶۰/۲۶۲، کتاب الاضحية]

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر ایسے مقیم مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے جو قربانی کے دنوں میں نصاب زکاة کا مالک ہو یا اس کے پاس نصاب کی قیمت کے بقدر استعمال سے زائد کپڑے، برتن، فرنیچر، زیب و زینت اور آرائش کے سامان یا ضرورت سے زیادہ مکان یا زمین ہو۔
[شامی: ۲۶۰/۲۶۲، کتاب الاضحية]

مسئلہ: مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر بارہ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے مسافر گھر لوٹ آیا، یا کسی جگہ پندرہ دن قیام کا ارادہ کر لیا، تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔ [شامی: ۲۶۰/۲۱۰، کتاب الاضحیٰ]

مسئلہ: قربانی کے واجب ہونے کے لیے مال پر سال کا گزرنا شرط نہیں ہے، لہذا اگر کوئی شخص قربانی کے تین دنوں میں سے کسی دن بھی نصاب کے بقدر مال کا مالک ہو جائے، تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔ [شامی: ۲۶۰/۲۱۱، کتاب الاضحیٰ]

مسئلہ: اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ کی طرف سے یا کسی اور کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے اور اس میں دو ہر اثواب ہے۔ [شامی: ۲۶۰/۲۵۷، کتاب الاضحیٰ]

مسئلہ: ایک گھر میں جتنے افراد صاحب نصاب ہوں، ان سب پر علاحدہ علاحدہ قربانی واجب ہوگی، ایک قربانی گھر کے تمام افراد کی طرف سے کافی نہیں ہوگی۔ [شامی: ۲۶۰/۲۱۳، کتاب الاضحیٰ]

مسئلہ: کسی شخص پر قربانی واجب تھی اور اس نے قربانی نہیں کی اور قربانی کے تینوں دن گزر گئے، تو اس پر ایک بکرا یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر جانور خرید لیا تھا اور تین دنوں میں قربانی نہیں کی تھی، تو اسی جانور کو صدقہ کر دے۔ [شامی: ۲۶۰/۲۳۶، کتاب الاضحیٰ]

تنبیہ: بعض لوگ عمر میں صرف ایک دفعہ قربانی کر لینے کو کافی سمجھتے ہیں، یہ بڑی غلطی ہے۔ ہر مالک نصاب پر ہر سال قربانی ضروری ہے۔

سوالات

- ① قربانی کی فضیلت بتائیے۔
- ② قربانی کا وقت بتائیے۔
- ③ کیا عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہے؟
- ④ قربانی کس پر واجب ہے؟
- ⑤ قربانی واجب ہونے کے باوجود قربانی نہ کی تو کیا حکم ہے؟

سبق ۳ قربانی کے جانور

وہ جانور جن کی قربانی جائز ہے دو قسم کے ہیں:

① بڑے جانور: ① اونٹ، اونٹنی کم از کم پانچ سال کا ہونا لازم ہے۔ ② گائے، بیل، بھینس کم از کم دو سال کا ہونا لازم ہے۔ بڑے جانور کی قربانی میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

② چھوٹے جانور: ذنب، بکرا، بکری اور بھیڑ کم از کم ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ البتہ چھ مہینے کا ذنب یا بھیڑ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو، تو ایسی صورت میں اُس کی قربانی درست ہے۔ چھوٹے جانور کی قربانی صرف ایک شخص کی طرف سے ادا ہوگی۔

[شامی: ۲۶/۲۶۱، کتاب الاضحية]

مسئلہ: کبھی بکرے کی عمر ایک سال اور گائے کی عمر دو سال پوری ہو جاتی ہے، مگر دو دانت ظاہر نہیں ہوتے، اگر عمر پوری ہونے کا اطمینان اور یقین ہو، تو اس کی قربانی جائز ہے۔ اس لیے کہ اصل مدار عمر پر ہے، دانت صرف اس کی علامت ہے۔

[شامی: ۲۶/۲۶۱، کتاب الاضحية، حسن الفتاویٰ: ۵۲۰/۷]

مسئلہ: قربانی کا جانور عمدہ، موٹا اور تندرست ہو، اس میں عیب نہ ہو، جتنا اچھا اور جتنا قیمتی ہوگا اتنا زیادہ ثواب ملے گا۔

[شامی: ۲۶/۲۸۱، کتاب الاضحية]

عیب دار جانور کی قربانی

① ایسا جانور جس کا کان یا دُم تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو، اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

[شامی: ۲۶/۲۶۸، کتاب الاضحية]

② اندھے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔

[شامی: ۲۶/۲۶۷، کتاب الاضحية]

③ ایسا لنگڑا جانور جو تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہ ہو یا چوتھا پاؤں رکھتا ہو، مگر اس کے سہارے سے چل نہ سکتا ہو، تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی اور اگر چلتے

وقت چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہو اور چلنے میں اس سے سہارا لیتا ہو، تو اس کی قربانی درست ہے۔
[شامی: ۲۶/۲۳۸، کتاب الاضحية]

④ جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں، اس کی قربانی درست نہیں ہے، لیکن اگر بغیر دانت کے بھی چارہ کھا سکتا ہو، تو اس کی قربانی درست ہے۔
[شامی: ۲۶/۲۵۰، کتاب الاضحية]

⑤ جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہ ہوں، اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے۔ اور اگر کان بالکل چھوٹے ہوں، تو اس کی قربانی درست ہے۔
[شامی: ۲۶/۲۵۰، کتاب الاضحية]

⑥ جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گئے ہوں، یا اوپر کا خول اتر گیا ہو، تو اس کی قربانی درست ہے، البتہ اگر سینگ بالکل جڑ سے اکھڑ گئے ہوں اور دماغ کا گودایا ہڈی ظاہر ہو گئی ہو، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔
[شامی: ۲۶/۲۳۸، کتاب الاضحية]

⑦ ایسا دبلا اور مزیل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ ہو، اس کی قربانی درست نہیں ہے۔
[شامی: ۲۶/۲۳۷، کتاب الاضحية]

مسئلہ: جنسی جانوروں کی قربانی افضل ہے۔
[شامی: ۲۶/۲۳۷، کتاب الاضحية]

سوالات

- ① کن جانوروں کی قربانی درست ہے؟ ② بڑے جانور میں کتنے حصے رکھے جاسکتے ہیں؟
- ③ چھوٹے جانور کی قربانی کتنے آدمی کی طرف سے ہو سکتی ہے؟
- ④ لنگڑے جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟ ⑤ دم کٹے ہوئے جانور کی قربانی کا حکم بتائیے۔
- ⑥ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟

④ ساتویں مہینے میں ⑤ دن پڑھائیں

قربانی کا طریقہ

سبق ۴

قربانی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو بائیں کروٹ پر اس طرح لٹائے کہ اس کا منہ قبلے کی طرف ہو اور پیروں کو باندھ دے، پھر یہ دعا پڑھے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔ [۱، ماچہ: ۳۱۲، من جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما]

یہ دعا پڑھنے کے بعد جس کی طرف سے قربانی کرنی ہے اس کی طرف سے دل میں نیت کر لے پھر ”بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہہ کر تیز چھری سے ذبح کرے۔ اگر کسی کو دعایاد نہ ہو، تو صرف ”بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہہ کر ذبح کر دے۔ [بدائع الصنائع: ۱۵/۶۰، کتاب الذبائح]

بہتر ہے کہ اپنی قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، اگر خود نہ کر سکے تو دوسرے سے ذبح کرائے اور خود سامنے کھڑا رہے۔ [شامی: ۲۶۶/۲۶۶، کتاب الاضحية]

مسئلہ: جانور کی گردن میں چار رگیں ہوتی ہیں: ایک غذا کے لیے، ایک سانس کے لیے اور دو خون کے لیے، ان میں سے تین کا کٹ جانا ضروری ہے، اگر صرف دو کٹیں تو یہ جانور مردار ہوگا۔ [شامی: ۱۵۱/۲۶۶، کتاب الذبائح]

مسئلہ: جانور ذبح کرنے کے بعد جب تک جان پوری طرح نکل نہ جائے اور اضطرابی کیفیت ختم نہ ہو جائے، اس وقت تک چمڑے کا پھیلنا، گردن کا الگ کرنا یا جسم کے کسی حصے کا کاٹنا مکروہ ہے۔ [شامی: ۱۵۶/۲۶۶، کتاب الذبائح]

قربانی کا گوشت

بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ گھر کے لیے رکھے، ایک حصہ غریبوں پر صدقہ کرے اور ایک حصہ رشتہ داروں میں تقسیم کرے۔ [شامی: ۲۶۶/۲۶۶، کتاب الاضحية]

مسئلہ: اگر میت کی طرف سے نفلی قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی یہی حکم ہے، لیکن اگر میت کی وصیت پر اس کے مال سے قربانی کی ہے، تو اس کے تمام گوشت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ [شامی: ۲۶۱/۲۵۷، کتاب الاضحیٰ]

مسئلہ: قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو بھی دینا جائز ہے۔

[فتاویٰ ہندیہ ۳۰۰/۵، کتاب الاضحیٰ، الباب السادس، فتاویٰ محمودیہ جدید: ۳۳۴/۱۷]

قربانی کی کھال

① قربانی کی کھال کا حکم وہی ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے۔ لیکن اگر کھال بیچ دی تو اس کی قیمت غریب کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ مسجد، مدرسہ وغیرہ کے تعمیری کام میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ [المحرر المنق: ۲۰۳/۸، کتاب الاضحیٰ، شامی: ۲۶۱/۲۶۴، کتاب الاضحیٰ]

② قربانی کی کھال اور اس کا گوشت قصائی یا کسی اور کو اجرت میں دینا جائز نہیں ہے۔ [شامی: ۲۶۱/۲۶۸، ۲۶۹، کتاب الاضحیٰ]

سوالات

- ① قربانی کا طریقہ کیا ہے؟ ② قربانی کی دعا سنائیے۔
③ قربانی کا گوشت کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟ ④ قربانی کی کھال کا حکم بتائیے۔

☐ ساتویں مہینے میں ☐ دن پڑھائیں

سبق ۵ عقیقہ کے احکام

بچہ کی پیدائش کی خوشی میں شکر کے طور پر اللہ کی رضا کے لیے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے، اسے ”عقیقہ“ کہتے ہیں۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد ساتویں دن یا چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کرنا مستحب ہے، بغیر کسی مجبوری کے اکیس دن سے زیادہ تاخیر کرنا مناسب نہیں۔ اکیسویں دن کے بعد تاخیر کرنے سے عقیقہ کے وقت کی فضیلت ختم ہو جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: عقیقہ کا جانور ساتویں دن ذبح کیا جائے یا چودھویں دن یا اکیسویں دن۔ [طبرانی اوسط: ۴۸۸۴، عن ربیع بن خثیمہ]

جس کے یہاں بچہ پیدا ہو، اس کے لیے مستحب ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھے، عقیقہ کرے اور اس کے سر کے بال منڈوائے اور بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی یا ان دونوں میں سے کسی کی قیمت صدقہ کرے۔ [شامی: ۲۶/۲۸۹، کتاب الاضحية]

مسئلہ: اگر کوئی اکیسویں دن بھی عقیقہ نہ کر سکے تو جب بھی عقیقہ کرے، ساتویں دن کا لحاظ رکھنا بہتر ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو، اس کے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے، مثلاً اگر جمعہ کو بچہ پیدا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کرے۔ [اعلاء السنن: ۱۶/۸۱۸، باب العقیقہ م]

مسئلہ: لڑکی کی جانب سے ایک بکرا اور لڑکے کی جانب سے دو بکرا ذبح کرنا مستحب ہے، اگر دو بکرے کی استطاعت نہ ہو تو لڑکے کی طرف سے ایک بکرا بھی کافی ہے۔ [اعلاء السنن: ۱۶/۸۱۸، باب العقیقہ م]

مسئلہ: قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کی نیت سے حصہ لینا جائز ہے، اسی طرح ایک بڑے جانور میں عقیقہ کے سات حصے رکھنا بھی درست ہے۔ [شامی: ۲۶/۲۵۸، کتاب الاضحية، کفایۃ المفتی: ۸/۲۳۰]

مسئلہ: عقیقہ کے لیے ایسا جانور لازم ہے جس کی قربانی درست ہو۔ [شامی: ۲۶/۲۸۹، کتاب الاضحية]

مسئلہ: عقیقہ کے گوشت کا وہی حکم ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے۔ [شامی: ۲۶/۲۸۹، کتاب الاضحية]

سوالات

- ① عقیقہ کب کرنا مستحب ہے؟
- ② عقیقہ کے لیے کیا جانور چاہیے؟
- ③ عقیقہ کے گوشت کا حکم بتائیے۔

۷۔ ساتویں مہینے میں ۶ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط والدین
----------------------------------	-------	------------	--------------

بچے کی ختنہ

سبق ۶

لڑکوں کی ختنہ کرنا سنت مؤکدہ اور شعائر اسلام میں سے ہے، بلا عذر ختنہ نہ کرنا درست نہیں ہے، پیدائش سے ساتویں روز ختنہ کرنا مستحب ہے، جتنا جلد ہو سکے ختنہ کروائے،

جوں جوں عمر بڑھتی ہے ختنے میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ کم از کم بالغ ہونے سے پہلے کر ادینا چاہیے۔
[شامی: ۲۹/۳۲۴، مسائل شفی]

مسئلہ: اگر کوئی شخص بڑی عمر میں مسلمان ہوا یا کوئی بچہ بالغ ہو گیا اور کسی وجہ سے اب تک اس کی ختنہ نہیں ہو سکی اور مسلمان ماہر ڈاکٹر کی رائے یہ ہے کہ یہ شخص بوڑھا یا کمزور ہونے کی وجہ سے ختنے کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تو ختنہ نہیں کرانا چاہیے۔
[شامی: ۲۹/۳۲۴، مسائل شفی]

بچے کے کان میں اذان و اقامت

بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہنا سنت ہے۔
[مرقاۃ المفاتیح: ۳/۸۶، باب الاذان]

بچے کی تحنیک

بچے کی پیدائش کے بعد مستحب ہے کہ کسی نیک شخص سے کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبوا کر بچے کے تالو میں چپکا دی جائے اور نیک لوگوں سے بچے کے لیے دعا کرائی جائے۔
[مسلم: ۵۷۳۳، باب استحباب تحنیک]

سوالات

- ① ختنے کا حکم بتائیے؟
- ② بچے کے کان میں اذان و اقامت کہنا کیسا ہے؟
- ③ تحنیک کسے کہتے ہیں۔

۸] آٹھویں مہینے میں ۳] دن پڑھائیں

حج کے احکام

سبق ۷

حج کے دنوں میں مکہ المکرمہ جا کر خاص اعمال ادا کرنے کو ”حج“ کہتے ہیں۔ حج کے اعمال ادا کرنے کے دن پانچ ہیں: ۸/ ذی الحجہ سے ۱۲/ ذی الحجہ تک۔ حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔
[شامی: ۹۹/۸، کتاب الحج]

فضیلت: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے حج کیا اور وہ اس سفر میں برائیوں، نفسانی خواہشات اور لڑائی جھگڑوں سے دور رہا، تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو کر لوٹے گا جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے۔

[بخاری: ۱۵۲۱، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا خرچ ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف جاسکے پھر وہ حج نہ کرے، تو وہ یہودی ہو کر مرے، یا نصرانی ہو کر مرے، اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

[ترمذی: ۸۱۲، عن علی رضی اللہ عنہ]

حج کے فرض ہونے کی شرطیں

① مسلمان ہونا۔ ② آزاد ہونا۔ ③ عاقل ہونا۔ ④ بالغ ہونا۔

[شامی: ۸/۱۱۳-۱۱۵، کتاب الحج]

⑤ ملکیت میں اتنا سونا چاندی یا روپیہ پیسہ ہو، جس کی بنا پر وہ اپنے مقام سے مکہ المکرمہ تک آنے جانے کے خرچ اور وہاں کے ضروری اخراجات پر قادر ہو اور جن لوگوں کا خرچ اس کے ذمے ضروری ہے ان کو لوٹنے تک کا خرچ دے سکے، یا اتنے روپیے کا ضرورت سے زائد مکان، سامان وغیرہ ہو، اور مال کی یہ مقدار قرض سے خالی ہو۔

[شامی: ۸/۱۱۷-۱۲۶، کتاب الحج]

⑥ تندرست ہونا، ایسی کوئی بیماری نہ ہو جس کی وجہ سے وہ سفر نہ کر سکتا ہو۔

[شامی: ۸/۱۱۵، کتاب الحج]

⑦ راستہ میں جانی یا مالی نقصان کا خطرہ نہ ہو۔

[شامی: ۸/۱۲۶، کتاب الحج]

⑧ حکومت کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

[شامی: ۸/۱۱۶، کتاب الحج]

⑨ اوپر ذکر کی گئی شرائط کا اس وقت پایا جانا جب لوگ حج کے موسم میں حج کے لیے روانہ

[شامی: ۸/۱۱۳، کتاب الحج]

ہوتے ہیں۔

مسئلہ: جب حج فرض ہو جائے تو فوری طور پر حج کرنا واجب ہے، بلا عذر و دیر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر باقی ہے، پھر کسی سال حج کر لیں گے، درست نہیں، ایسا شخص گنہگار ہوگا۔

[شامی: ۸/۱۱۰۱۰۹، کتاب الحج]

مسئلہ: اگر کسی کے ذمے حج فرض تھا اور اس نے سستی کی وجہ سے دیر کر دی، پھر وہ ایسا بیمار ہو گیا کہ سفر کے قابل نہ رہا، تو مرتے وقت یہ وصیت کرنا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا، مرجانے کے بعد اس کے وارثین اس کے ایک تہائی مال سے کسی آدمی کو خرچ دے کر بھیجیں کہ وہ جا کر مرحوم کی طرف سے حج کرے، اور جو حج دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے، اسے ”حج بدل“ کہتے ہیں۔

[شامی: ۸/۱۱۳، کتاب الحج]

سوالات

- ① حج کی فضیلت بتائیے۔
- ② حج فرض ہونے کی شرطیں بیان کیجیے۔
- ③ حج فرض ہونے کے باوجود حج کرنے میں دیر کرنا کیسا ہے؟
- ④ جو حج دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے، اسے کیا کہتے ہیں؟

⑧ آٹھویں مہینے میں ⑦ دن پڑھائیں

مقاماتِ حج

سبق ۸

مسجد حرام: مکہ کی وہ محترم مسجد جہاں کعبہ ہے۔

حُطَيْم: یہ بیت اللہ ہی کا حصہ ہے، لیکن اب اس سے باہر ہے، اسے دیوار سے گھیر دیا گیا ہے۔ اس کا احترام بھی اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح کعبہ کا کیا جاتا ہے۔ اسے طواف میں شامل کرنا واجب ہے۔

حُجْرَةُ اسود: یہ جنت کا پتھر ہے جو کعبہ کے دروازے کے پاس والے کونے میں نصب ہے۔ اسی کے پاس سے طواف شروع کرنا واجب ہے۔

مَقَامِ اِبْرَاهِيم: وہ مخصوص پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان ہے۔

مَنْزَرْم: حجر اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان کے حصے کو ”مَنْزَرْم“ کہتے ہیں۔ اس سے چٹ کر دعا مانگی جاتی ہے۔

صَفَا و مَرْوہ: دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان سعی کی جاتی ہے۔

مِیلِیْنِ اَخْضَرِیْن: صفا و مروہ کے درمیان سعی کے راستے میں وہ دو ہرے نشان جن کے درمیان مردوں کے لیے دوڑنا سنت ہے۔

عَرْفَہ یا عَرْفَات: ایک بہت بڑے میدان کا نام ہے جس کا رقبہ تقریباً ۱۲ مربع میل ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے ۹ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں حج کا ایک اہم رکن ”وقوف“ ادا کیا جاتا ہے، اسی میدان میں ایک پہاڑ ہے جسے ”جبل رحمت“ کہتے ہیں۔

مَرْوُ اَلْفَہ: منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ وقوف عرفات کے بعد یہاں رات گزارنا سنت ہے، اور ۱۰ روزی الحجہ کو صبح صادق کے بعد یہاں کچھ دیر ٹھہرنا واجب ہے۔

منیٰ: مکہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک آبادی ہے، جہاں تین جمرات ہیں۔

جَمْرَات: منیٰ میں تین ستون ہیں جن پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔ پہلے کو جمرہ اولیٰ، دوسرے کو جمرہ وسطیٰ اور تیسرے کو جمرہ عقبیٰ کہتے ہیں۔ انھیں عوام شیطان بھی کہتی ہے۔

سوالات

- ① حطیم کس جگہ کا نام ہے؟ ② حجر اسود کے بارے میں کچھ بتائیے۔
- ③ میلین اخضرین کہاں ہے؟ ⑤ جمرات کسے کہتے ہیں؟ ④ مزدلفہ کہاں ہے؟

⑧ آٹھویں مہینے میں ⑤ دن پڑھائیں

حج کی اصطلاحات

سبق ۹

احرام: اس کے معنی حرام کرنا، اصطلاح میں حج یا عمرے کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنے کو ”احرام“ کہتے ہیں یہ حج میں شرط اور فرض ہے۔

نوٹ: عرف میں ان چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے۔

تَلْبِيَّة: تلبیہ کے معنی لبیک کہنا، حج میں تلبیہ کی حیثیت ایسی ہے جیسے نماز میں تکبیر تحریمہ کی ہے۔

تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ۔ [بخاری: ۱۵۴۹، ابن ماجہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما، باب التلبیۃ]

میقات: مکہ معظمہ کے چاروں طرف وہ مقامات جہاں سے مکہ جانے والوں کے لیے عمرہ یا حج کا احرام باندھنا واجب ہے اور ان مقامات سے احرام باندھے بغیر گزرنا جائز نہیں ہے۔

ہندوستان اور پاکستان کے باشندوں کی میقات ”یَمَّمْ لَمَّ“ کی پہاڑی ہے۔ اسی طرح دوسرے ممالک کے باشندوں کے لیے الگ الگ میقات ہے۔

آفاق: دنیا کا وہ تمام علاقہ جو میقات سے باہر ہے، یہاں کے رہنے والوں کو ”آفاقی“ کہتے ہیں۔ جیسے مدینہ، مصر، ہندوستان، پاکستان، عراق وغیرہ۔

طَوَاف: خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانے کو ”طواف“ کہتے ہیں اور طواف کرنے کی جگہ کو ”مطاف“ کہتے ہیں۔

اضطباع: احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنے اور دائیں کندھے کو کھلا رکھنے کو ”اضطباع“ کہتے ہیں۔ یہ اس طواف میں سنت ہے جو احرام کی حالت میں کیا جائے اور اس کے بعد سعی ہو۔

سَعٰی: صفا و مروہ کے درمیان پھیرے اور چکر لگانے کو ”سعی“ کہتے ہیں۔ یہ واجب ہے۔
اِسْتِلَام: حجر اسود کے چھونے یا بوسہ لینے یا دونوں ہتھیلی کو اس کی طرف کر کے چومنے کو ”استلام“ کہتے ہیں۔ یہ سنت ہے۔

رَمٰی: حمرات پر نکل کر یاں مارنے کو ”رمی“ کہتے ہیں۔ یہ واجب ہے۔
رَمَل: طواف میں اکثر کربازو ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنے کو ”رمل“ کہتے ہیں۔ یہ اس طواف کے پہلے تین چکروں میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہو۔

سوالات

② تنبیہ نہ کیے۔

① میقات کسے کہتے ہیں؟

③ رمل کا مطلب بتائیے۔

③ اضطباع کسے کہتے ہیں؟

دستخط والدین

دستخط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۵۱

آٹھویں مہینے میں

۸

حج کی قسمیں

سبق ۱۰

حج کی تین قسمیں ہیں: ① افراد۔ ② تمتع۔ ③ قرآن۔

① افراد: صرف حج کا احرام باندھ کر حج کے ارکان ادا کرنے کو ”افراد“ کہتے ہیں اور ایسا احرام باندھنے والے کو ”مفرد“ کہتے ہیں۔

② تمتع: حج کے زمانے میں پہلے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کرنا، پھر حج کا احرام باندھ کر حج کے ارکان ادا کرنے کو ”تمتع“ کہتے ہیں۔ ایسا احرام باندھنے والے کو ”متمتع“ کہتے ہیں۔

③ قرآن: حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ساتھ احرام باندھ کر پہلے عمرہ، پھر حج کے ارکان ادا کرنے کو ”قرآن“ کہتے ہیں۔ ایسا احرام باندھنے والے کو ”قارن“ کہتے ہیں۔

احرام باندھنے کا مسنون طریقہ

① احرام باندھنے سے پہلے مستحب ہے کہ حجامت بنوائی جائے، ناخن کاٹ لیے جائیں، بغل اور زیر ناف کے بال صاف کر لیے جائیں۔ اس لیے کہ احرام کی حالت میں بدن کے کسی بھی حصے کے بال اور ناخن کاٹنا منع ہے۔ اس کے بعد اچھی طرح غسل کر لیں اور خوشبو لگالیں۔

② غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر مردوں کو چاہیے کہ وہ اپنا سلاہوا کیڑا اتار دیں اور بغیر سلی ہوئی چادر کا تہبند باندھ لیں اور ایک چادر اس کے اوپر سے اوڑھ لیں۔ یہ دونوں چادریں سفید اور نئی ہوں تو بہتر ہے۔

۳) اگر مکروہ وقت نہ ہو، تو پورے حضور قلب کے ساتھ دو رکعت نفل نماز احرام کی نیت سے پڑھیں، پھر نیت کریں۔ مفرد نیت کے الفاظ اس طرح کہے: (اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي)۔ متمتع نیت کے الفاظ اس طرح کہے: (اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي)۔ پھر عمرہ مکمل کر کے حج کی نیت کے الفاظ مفرد کی طرح کہے۔
قارن نیت کے الفاظ اس طرح کہے: (اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي) اور مفرد، متمتع اور قارن میں سے ہر ایک نیت کے بعد بلند آواز سے تلبیہ پڑھے۔

عورتوں کا احرام

عورتوں کے لیے احرام باندھنے کا مسنون طریقہ وہی ہے جو مردوں کے لیے ہے۔ صرف تین چیزوں میں ان کے احکام مردوں سے الگ ہیں:

۱) اگر عورت حیض کی حالت میں ہو تو اسی حالت میں احرام باندھے اور آہستہ آواز سے تلبیہ پڑھے، مگر دو رکعت نماز نہ پڑھے، پھر مکہ پہنچنے کے بعد جب تک پاک نہ ہو مسجد حرام نہ جائے۔
[شامی: ۳۳۵/۸، کتاب الحج، فصل فی الاحرام]

۲) عورت احرام کی حالت میں بھی سلاہوا کپڑا اسی طرح پہنے گی جس طرح احرام سے پہلے پہنتی تھی، موزے، دستاں اور زیورات بھی پہن سکتی ہے۔

[شامی: ۳۳۵/۸، کتاب الحج، فصل فی الاحرام]

۳) عورت کے لیے حالت احرام میں چہرہ پر کپڑا ڈالنا یا لیٹنا منع ہے۔ دوسری طرف اس کے لیے چہرہ کا پردہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اس لیے عورت کے لیے لازم ہے کہ چہرہ کے پردے کے لیے کوئی ایسی تدبیر اختیار کرے کہ جس سے چہرے پر نقاب وغیرہ بھی نہ لگے، اس کے لیے بہت سی چیزیں ملتی ہیں، جیسے: ہیٹ، جالی دار پنکھا وغیرہ۔

[شامی: ۲۱۳/۸، کتاب الحج، فصل فی الاحرام]

مسئلہ: عورت حیض کی حالت میں مسجد کے علاوہ سب جگہ جاسکتی ہے، نماز، تلاوت اور طواف کے علاوہ حج کے سارے اعمال ادا کر سکتی ہے۔ [شامی: ۳۴۵/۸، کتاب الحج، فصل فی الاحرام]

طواف کا طریقہ

جب طواف کرنے کا ارادہ ہو تو حجر اسود کے قریب آجائیں اور لپیک کہنا بند کر دیں اور طواف کی نیت کریں، پھر حجر اسود کے بالکل سامنے آ کر کھڑے ہو جائیں اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائیں جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْد کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں، موقع ہو تو حجر اسود کو منہ سے بوسہ لیں، ازدحام کی وجہ سے بوسہ نہ لے سکیں تو دونوں ہاتھوں کو سینے تک اٹھائیں اور حجر اسود کی طرف پھیلا دیں اور یہ تصور کریں کہ ہمارا ہاتھ حجر اسود پر رکھا ہوا ہے، پھر ہاتھوں کو بغیر آواز کے بوسہ دیں، پھر دہنی طرف سے بیت اللہ کا طواف شروع کریں، طواف کا ایک چکر پورا کر کے جب حجر اسود پر آئیں تو پھر بوسہ دیں، اس طرح سات چکر پورا کریں تو سات چکر اور آٹھ بوسے ہوں گے، طواف کے دوران جو دعائیں یاد ہوں وہ پڑھیں کچھ یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں اللہ سے دعائیں مانگیں، طواف کے درمیان کعبہ شریف کو نہ دیکھیں، طواف مکمل ہونے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھ لیں، مقام ابراہیم کے پاس جگہ نہ ملے تو حرم میں جس جگہ چاہے پڑھ لیں۔

[شامی: ۲۲۸/۸، ۲۵۳، کتاب الحج، فصل فی الاحرام]

سوالات

- ① حج قرآن کسے کہتے ہیں؟
- ② حج تمتع کا مطلب بیان کیجیے۔
- ③ احرام کا مسنون طریقہ کیا ہے؟
- ④ عورتوں اور مردوں کے احرام میں کیا فرق ہے؟
- ⑤ طواف کا طریقہ بتائیے۔

حج کے فرائض

سبق ۱۱

- ① احرام باندھنا، یعنی دل سے حج کی نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا۔ [شامی: ۸/۱۳۹، کتاب الحج]
- ② وقوف عرفہ، یعنی عرفات کے میدان میں نویں ذی الحجہ کو ظہر کے وقت سے دسویں ذی الحجہ کی فجر سے پہلے تک کسی بھی وقت ٹھہرنا، اگرچہ ایک منٹ ہی ہو۔ [شامی: ۸/۱۳۹، کتاب الحج]
- ③ طواف زیارت یعنی فرض طواف کرنا۔ [شامی: ۸/۱۳۹، کتاب الحج]
- ④ اوپر کی تینوں چیزوں کو ترتیب سے کرنا یعنی پہلے احرام باندھنا، پھر وقوف عرفہ کرنا، اس کے بعد طواف زیارت کرنا۔ [شامی: ۸/۱۴۱، کتاب الحج]

حج کے واجبات

- ① وقوف مزدلفہ یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق ہونے کے بعد سے طلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت کے لیے مزدلفہ میں ٹھہرنا۔ [شامی: ۸/۱۴۲، کتاب الحج]
- ② صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ [شامی: ۸/۱۴۳، کتاب الحج]
- ③ جمرات کی رمی کرنا۔ [شامی: ۸/۱۴۴، کتاب الحج]
- ④ قارن اور متمتع کا قربانی کرنا۔ [شامی: ۸/۱۵۲، کتاب الحج]
- ⑤ حلق یا قصر کرنا یعنی سر کے بال منڈانا یا انگلی کے پور کے برابر (ڈیڑھ انچ) کم کرنا۔ [شامی: ۸/۱۴۵، کتاب الحج]
- ⑥ طواف وداع یعنی مکہ سے رخصت ہوتے وقت طواف کرنا۔ [شامی: ۸/۱۴۳، کتاب الحج]
- ⑦ ایام قربانی میں طواف زیارت کرنا۔ [شامی: ۸/۱۵۴، کتاب الحج]
- ⑧ با وضو طواف کرنا۔ [شامی: ۸/۱۴۶، کتاب الحج]
- ⑨ طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنا۔ [شامی: ۸/۱۵۲، کتاب الحج]
- ⑩ رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب قائم رکھنا۔ [شامی: ۸/۱۵۳، کتاب الحج]

نوٹ: ان واجبات میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو دم یعنی منیٰ میں قربانی کرنا لازم ہو جائے گا۔

سوالات

① حج کے فرائض سنائیے۔ ② حج کے واجبات سنائیے۔

③ حج میں کوئی واجب چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

⑨ نویں مہینے میں ⑤ دن پڑھائیں

حج کی سنتیں

سبق ۱۲

① احرام کے لیے غسل کرنا۔ [شامی: ۱۸۹/۸، فصل فی الاحرام]

② احرام سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرنا۔ [شامی: ۱۹۲/۸، فصل فی الاحرام]

③ احرام میں مرد کے لیے سفید چادر پہننا۔ [شامی: ۲۰۲/۸، فصل فی الاحرام]

④ ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھنا، خصوصاً احوال اور

اوقات کی تبدیلی مثلاً بلندی پر چڑھتے ہوئے یا اترتے ہوئے اور صبح شام اور فرض نمازوں کے

بعد تلبیہ پڑھنے کا اہتمام کرنا۔ [شامی: ۲۲۵/۸، ۲۲۶، فصل فی الاحرام]

⑤ تلبیہ کو تین تین مرتبہ دہرانا۔ [شامی: ۲۲۶/۸، فصل فی الاحرام]

⑥ مردوں کو تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا۔ [شامی: ۲۰۳/۸، فصل فی الاحرام]

⑦ حج افراد اور حج قرآن میں طوافِ قدم کرنا۔ [شامی: ۲۳۵/۸، ۲۳۶، فصل فی الاحرام]

⑧ اس طواف کے تین چکروں میں رمل کرنا جس کے بعد سعی ہو۔

[شامی: ۲۳۶/۸، ۲۳۷، فصل فی الاحرام]

⑨ اس طواف کے ساتوں چکروں میں اضطباع کرنا جس کے بعد سعی ہو۔

[شامی: ۲۳۸/۸، فصل فی الاحرام]

⑩ حجر اسود کا اشتلام کرنا۔ [شامی: ۲۳۸/۸، فصل فی الاحرام]

۱۱) صفا و مردہ کی سعی میں میلین اخضرین کے درمیان مردوں کے لیے دوڑنا۔

[شامی: ۲۵۹/۸، فصل فی الاحرام]

۱۲) مکہ مکرمہ میں اقامت کے دوران کثرت سے طواف کرنا۔ [شامی: ۲۵۹/۸، فصل فی الاحرام]

۱۳) ۸ ربوی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے منیٰ آنا اور یہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ ربوی الحجہ کی فجر کی نماز پڑھنا۔ [شامی: ۲۶۲/۸، فصل فی الاحرام]

۱۴) عرفات میں غسل کرنا۔ [شامی: ۲۶۳/۸، فصل فی الاحرام]

۱۵) ۹ ربوی الحجہ کی رات منیٰ میں گزارنا۔ [شامی: ۲۶۲/۸، فصل فی الاحرام]

۱۶) ۱۰ ربوی الحجہ کی رات مزدلفہ میں گزارنا۔ [شامی: ۲۸۷/۸، فصل فی الاحرام]

۱۷) تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب باقی رکھنا۔ [شامی: ۳۱۷/۸، فصل فی الاحرام]

۱۸) ایام رمی (۱۲/۱۱ ربوی الحجہ) کی راتیں منیٰ میں گزارنا۔ [شامی: ۳۱۹/۸، فصل فی الاحرام]

۱۹) منیٰ سے مکہ واپس ہوتے ہوئے وادی محصب میں ٹھہر کر دعا کرنا۔ [شامی: ۳۲۷/۸، فصل فی الاحرام]

سوالات

۱) طواف قدوم کا حکم بتائیے۔ ۲) احرام میں مرد کے لیے سفید چادر پہننا کیسا ہے؟

۳) حجر اسود کے استلام کا کیا حکم ہے؟ ۴) حج کی چند سنتیں سنائیں۔

۹ نويس ميسه ميں	۸ دن پنهائين	تاريخ	دستخط معلم	دستخط والدین
-----------------	--------------	-------	------------	--------------

سبق ۱۳ ممنوعاتِ احرام

وہ کام جو احرام کی حالت میں ناجائز ہیں، ان کے کرنے سے کفارہ لازم ہوتا ہے۔

۱) مرد کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا۔ [شامی: ۳۱۹/۸، فصل فی الاحرام]

۲) خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔ [شامی: ۳۱۳/۸، فصل فی الاحرام]

۳) بدن کے کسی حصے (سر، ڈاڑھی، بغل، زیر ناف، مونچھ وغیرہ) کے بال کترانا یا منڈانا۔ [شامی: ۳۱۸، ۳۱۷/۸، فصل فی الاحرام]

④ ناخن کاٹنا۔ [شامی: ۸/۲۱۳، فصل فی الاحرام]

⑤ خوشبو لگانا، یا خوشبودار چیز (صابون، تیل وغیرہ) کا استعمال کرنا۔

[شامی: ۸/۲۱۳، فصل فی الاحرام؛ شامی: ۸/۳۹۹، باب الجنايات فی الحج]

⑥ ہمستری کرنا یا اس کی خواہش کو ابھارنے والی کوئی بات یا حرکت کرنا۔

[شامی: ۸/۲۱۱، فصل فی الاحرام]

⑦ سر یا چہرہ ڈھانکنا۔ [شامی: ۸/۲۱۳، فصل فی الاحرام]

⑧ مرد کے لیے موزے پہننا۔ [شامی: ۸/۲۱۹، فصل فی الاحرام]

⑨ نجوں مارنا۔ [شامی: ۸/۲۸۰، باب الجنايات فی الحج]

اوپر دی گئی چیزوں کے کر لینے سے کفارے میں کبھی تو دم واجب ہوتا ہے اور کبھی صدقہ، دم سے مراد بعض صورتوں میں اونٹ یا گائے اور بعض صورتوں میں بھیڑ، یا بکری یاد بنے کی قربانی ہے اور صدقہ سے مراد تاغلوہ یا اس کی قیمت ہے جتنا صدقہ فطر میں دیا جاتا ہے، بعض صورتوں میں اس سے کم واجب ہوتا ہے۔

سوالات

① ممنوعات احرام کسے کہتے ہیں؟

② ممنوعات احرام بتائیے۔

⑩ دسویں مہینے میں ④ دن پڑھائیں

سبق ۱۴ حج تمتع کا طریقہ

جب گھر سے روانہ ہونے لگیں، تو روانگی سے پہلے حتی الامکان بندوں کے جو حقوق آپ پر باقی ہیں، ان سب کو ادا کر دیں اور حق تلفی کی معافی مانگ لیں اور گناہوں سے توبہ واستغفار کر لیں، گھر سے نکلنے وقت گھر سے نکلنے کی دعا پڑھیں، ایرپورٹ یا میقات پر پہنچ کر سب سے پہلے عمرے کا احرام باندھیں اور اسی وقت سے تبلیہ شروع کر دیں، پھر جب مکہ

پہنچیں، تو سب سے پہلے مسجد حرام جا کر اضطباع کے ساتھ طواف کریں، طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کر دیں، پہلے تین چکر میں رمل کریں، پھر طواف ختم کر کے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھیں، پھر ملتزم سے چمٹ کر دعا کریں، میزاب رحمت کے قریب دعا کریں، اس کے بعد زمزم کا پانی پیئیں، پھر صفامروہ کے درمیان سعی کریں، سعی میں ”میلین اخضرین“ کے درمیان دوڑیں اور سعی میں سات چکر لگائیں، صفا سے مروہ ایک چکر اور مروہ سے صفا دوسرا چکر، اس طرح مروہ پر پہنچ کر سات چکر مکمل ہو گا۔ پھر حلق کرائیں۔ حلق کے بعد تمتع حلال ہو جاتا ہے۔ اب مکہ معظمہ کے قیام کو غنیمت خیال کریں اور زیادہ سے زیادہ طواف کریں۔

جب آٹھویں تاریخ آجائے توج کا احرام باندھ کر منیٰ جائیں، پھر نویں تاریخ کو سورج نکلنے کے بعد عرفات آئیں اور وہاں دعا و مناجات میں مشغول رہیں، عرفات میں بطنِ عرنہ کے علاوہ جہاں چاہیں ٹھہریں، پھر غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھیں بغیر مزدلفہ جائیں، وہاں پہنچ کر عشا کے وقت میں مغرب و عشا کو ایک ساتھ پڑھیں، وادیِ محتر کے علاوہ ہر جگہ ٹھہریں، دس کی صبح کو پھر منیٰ آئیں اور جمرہ عقبیٰ کی رمی کریں، رمی سے پہلے تلبیہ موقوف کر دیں، اس کے بعد قربانی کریں، پھر بال منڈوائیں۔ اب احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں، اب مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کریں، پھر منیٰ واپس آجائیں اور گیارہ بارہ دونوں دن تینوں جمرات کی رمی کریں، بارہ کو غروب آفتاب سے پہلے مکہ کے لیے روانہ ہو جائیں اور واپسی میں وادیِ محصب میں ٹھہر کر دعا کریں، پھر مکہ آ کر جتنے دن چاہیں ٹھہریں اور وہاں سے جب روانہ ہونے لگیں تو طواف وداع کریں۔

[فتاویٰ ہندیہ: ۱/۲۲۷، ۲۲۵، الباب الخامس فی کیفیت اداء الحج]

سوالات

① حج تمتع کا طریقہ بتائیے۔

۱۰۔ دسویں مہینے میں ۵ دن پڑھائیں

حج کا نقشہ

حج کا پہلا دن ۸/رمزی الحجہ	احرام باندھ کر منی پہنچنا۔ اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور ۹/رمزی الحجہ کی فجر پڑھنا۔
حج کا دوسرا دن ۹/رمزی الحجہ	سورج نکلنے کے بعد عرفات میں جا کر ٹھہرنا۔ مغرب کے بعد بغیر نماز پڑھے عرفات سے نکلتا، چاہے رات میں کتنی ہی دیر ہو جائے، عشاء کے وقت میں مغرب و عشاء ایک ساتھ مزدلفہ میں پڑھنا۔ اور مزدلفہ سے ۸۰/۷۷ کنکریاں لینا۔
حج کا تیسرا دن ۱۰/رمزی الحجہ	مزدلفہ میں رات گزارنا اور نماز فجر اول وقت میں پڑھ کر سورج نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے منی کو روانہ ہونا۔ پھر منی میں جا کر بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنا۔ پھر قربانی کرنا۔ پھر سر کے بال منڈوانا یا کترانا۔ پھر طواف زیارت کرنا۔ اس طواف کے ساتھ سعی بھی کرنا۔
حج کا چوتھا دن ۱۱/رمزی الحجہ	تینوں جمرات کی رمی کرنا، قربانی اور طواف زیارت کرنا، اگر دس کو نہ کیا ہو۔
حج کا پانچواں دن ۱۲/رمزی الحجہ	تینوں جمرات کی رمی کرنا، قربانی اور طواف زیارت کرنا اگر ۱۱/رمزی الحجہ کو نہ کیا ہو۔

۱۲/رمزی الحجہ کو تمام امور سے فارغ ہو کر آپ مکہ آسکتے ہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ آپ منی ہی میں رک کر ۱۳/رمزی الحجہ کو بھی کنکریاں مار کر مکہ آئیں۔

سبق ۱۵ عمرہ کے احکام

عمرہ کے معنی ہیں زیارت و ملاقات کرنا۔ شریعت میں مخصوص افعال کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے کو ”عمرہ“ کہتے ہیں۔ احادیث میں حج کی طرح عمرے کی بھی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ درمیانی مدت کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔ [بخاری: ۱۷۷۳، عربی ترجمہ: (۱/۱۷۷۳)]

خاص طور پر رمضان المبارک کے عمرے کو خصوصی درجہ و مقام حاصل ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ [بخاری: ۱۸۶۳، ابن عباس رضی اللہ عنہما]

عمرہ کا حکم: جو شخص عمرے پر جانے کی استطاعت و قدرت رکھتا ہو، اس کے لیے عمر میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ [شامی: ۱۶۲۸، کتاب الحج]

عمرہ کا وقت: حج کے پانچ دنوں کے علاوہ پورے سال میں کسی بھی دن عمرہ کرنا صحیح ہے۔ [شامی: ۱۶۵۸، کتاب الحج]

عمرہ کے فرائض: ① احرام باندھنا۔ ② طواف کرنا۔ [شامی: ۱۶۲۸، کتاب الحج]

عمرہ کے واجبات: ① صفاد مردہ کے درمیان سعی کرنا۔ ② سر کے بال منڈانا یا کٹانا۔ [شامی: ۱۶۲۸، کتاب الحج]

سوالات

- ① عمرے کی فضیلت پر ایک حدیث سنائیے۔ ② عمر کا حکم بتائیے۔
- ③ عمرے کے فرائض بتائیے۔

۱۰۔ دسویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۶ مدینہ منورہ کی حاضری

سرکارِ دو عالم، امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری ہر مومن کی دلی تمنا اور دیرینہ آرزو ہوتی ہے، اس لیے حجاج کرام کو اس عظیم سعادت کو حاصل کرنے کی

ضرور کوشش کرنی چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی ہے۔
[دارقطنی: ۲۶۹۵، من مہاشا بن مرثدہ رحمہ اللہ]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں مسلسل اس طرح پڑھیں کہ ان میں سے کوئی نماز نہیں چھوٹی تو اس کو تین باتوں سے برأت کا پروانہ عطا ہوتا ہے: ① جہنم سے۔ ② عذاب سے۔ ③ نفاق سے۔ [مسند احمد: ۱۴۵۸۳، من لیس بن عقیل رحمہ اللہ]

زیارت مدینہ منورہ کا طریقہ: مکہ معظمہ سے طوافِ وداع کے بعد مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو جائیں۔ مدینے کی منزلیں جیسے جیسے قریب آتی جائیں، دل میں ادب و احترام اور جذبہ شوق و ذوق بڑھتا جائے اور زبان پر راستے بھر صلاۃ و سلام جاری رہے۔ مدینہ منورہ کے حدود جب شروع ہوں، تو عقیدت و محبت کے ساتھ پیدل مدینے میں داخل ہوں اور جب گنبد خضرا کے دیدار سے مشرف ہوں، تو زبان پر ”الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ“ جاری ہو جائے۔

پھر اپنی قیام گاہ پر جا کر سامان رکھیں، غسل و وضو اور مسواک سے فارغ ہو کر کپڑے بھی بدل لیں، خوشبو لگالیں، پھر مسجد نبوی کے دروازے پر پہنچ کر صلوٰۃ و سلام پڑھیں اور دعا پڑھ کر مسجد میں داخل ہوں، اس وقت مسجد کے نقش و نگار، اس کے فرش اور اس کی زیبائش و آرائش پر نگاہ نہ ڈالیں، بلکہ مسجد میں پہنچ کر سب سے پہلے حضورِ قلب کے ساتھ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں اور اس حاضری پر اللہ کا شکر ادا کریں اور زیارت مقبول ہونے کی دعا مانگیں، اگر ہو سکے تو یہ دو رکعت نماز ریاض الجنت یا محراب نبوی کے پاس ادا کریں، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو جہاں جگہ ملے وہاں پڑھ لیں۔ نماز کے بعد پورے ادب و احترام کے ساتھ مشرق کی جانب سے روضہ اقدس کی جالیوں کے پاس آئیں اور ہلکی آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھیں: الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ پھر تھوڑا دہنی طرف ہٹ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہدیہ سلام پیش کریں: الصَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ اور تھوڑا

واہنی طرف ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر ہدیہ سلام پیش کریں: اَلْسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

پھر وہاں سے منبر نبوی کے پاس آئیں اور اپنی دینی اور دنیوی فلاح کے لیے دعا
مانگیں۔ اس کے بعد پھر دوسرے جو مشہور مقامات ہیں ان کی زیارت کریں، مثلاً جنت البقیع
جہاں امہات المؤمنین اور نہ جانے کتنے فدا یان اسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آرام فرما ہیں، مسجد قبا
اور دوسری مسجدوں میں جائیں، خاص طور پر میدان اُحد جائیں جہاں حق و باطل کے
درمیان دوسری جنگ ہوئی تھی، شہدائے اُحد کی قبروں کی زیارت کریں۔ یہاں پہنچ کر قرآن
کی یہ آیت تلاوت کریں: سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ [سورہ رعد: ۲۶]
ترجمہ: تم نے (دنیا میں) جو صبر سے کام لیا تھا، اس کی بدولت اب تم پر سلامتی ہی
سلامتی نازل ہوگی اور (تمہارے) اصلی وطن میں یہ تمہارا بہترین انجام ہے۔

جب تک مدینے میں رہیں پانچوں وقت مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھیں اور تہجد و
نوافل کا بھی اہتمام کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: میری اس مسجد میں نماز کا ثواب
دیگر مساجد کے مقابلے میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

[بخاری: ۱۱۹۰، ابن ابی شیبہ: ۱۱۹۰]

اور ایک روایت میں ہے کہ مسجد نبوی میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر
ہے۔ [ابن ماجہ: ۱۳۱۳، ابن ابی شیبہ: ۱۱۹۰]

پھر جب وہاں سے رخصت ہونے کا ارادہ ہو، تو مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھ
کر روضہ اطہر کے پاس جا کر صلوٰۃ و سلام پڑھیں اور دل میں جدائی کا غم لیے ہوئے چشم غم
کے ساتھ وہاں سے رخصت ہوں۔

سوالات

- ① قبر اطہر کی زیارت کی فضیلت سنائیے۔ ② زیارت مدینہ منورہ کا طریقہ بتائیے۔
- ③ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟

۱۰۔ دسویں صفحے میں	۷۔ دن پڑھائیں	تاریخ	دختر معلّم	دختر خالد الدین
--------------------	---------------	-------	------------	-----------------

تعریف

نماز ایک خاص انداز میں اللہ کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرنے کو ”نماز“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔

[مسلم: ۲۸۱۲، منہاج برہۃ: ۳۵۸، غنائہ: ۱۰۱]

تہجد کی نماز بڑی ہی اہم اور مفید نماز ہے۔ نبی کریم ﷺ ہمیشہ اس کو اہتمام سے پڑھا کرتے تھے، صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے یہاں ہمیشہ اس سنت کا اہتمام رہا ہے، یہ نماز اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے اور دین پر قائم رکھنے میں بہت زیادہ موثر ہے، اس نماز کے ذریعہ دین کے راستے میں جو مصیبتیں پیش آتی ہیں ان کو برداشت کرنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے، اس کے ذریعہ نفس کی جس قدر اصلاح ہوتی ہے، زبان و بیان میں جتنی تاثیر، فکر و خیال میں جتنی یکسوئی اور قلب میں جتنی طمانینت پیدا ہوتی ہے وہ کسی دوسری نفل نماز سے نہیں پیدا ہوتی ہے، نفس کو قابو میں رکھنے اور ناجائز خواہشات اور گناہوں سے روکنے میں نماز تہجد بڑی مددگار ہے، اس نماز سے آدمی ریاضت و مجاہدے کا عادی بنتا ہے، اس لیے کہ یہ رات کو نیند کے غلبہ اور نفس کی راحت کے خلاف ایک جہاد ہے۔ قرآن کریم میں ہے: بے شک رات کو سو کر عبادت کے لیے اٹھنا ہی ایسا عمل ہے جس سے نفس اچھی طرح کچلا جاتا ہے، اور بات بھی بہتر طریقے پر کہی جاتی ہے۔

[سورۃ مزمل: ۶۰]

نفل نمازوں میں ایک اہم نماز استخارے کی نماز ہے۔ استخارے کے معنی خیر اور بھلائی کا طلب کرنا، اس میں کوئی شک نہیں کہ خیر و بھلائی صرف اور صرف ایک اللہ کے قبضے میں ہے اور خیر و شر کو جاننے والا بھی وہی ہے، کس کام میں خیر ہے، کس کام میں شر ہے، اور کون سا کام کس کے حق میں مفید ہے اور کون سا کام کس کے لیے نقصان دہ ہے، ان سب باتوں کا جاننے والا صرف اللہ ہے، بندے اپنے ناقص عقل سے سوچ سکتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کو نہیں پاسکتے، اس لیے جب کوئی اہم کام پیش آئے، اور اس کے انجام کے بارے میں فکر ہو تو استخارہ کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ استخارہ کرنے والے کو خیر کی صورت پر مطمئن کر دیتے ہیں اور اس کو بھلائی کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور برائی سے حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے معاملات میں استخارہ کرنے کا طریقہ ایسے ہی اہتمام سے سکھاتے تھے جس اہتمام سے ہمیں قرآن مجید کی سورۃ سکھاتے تھے۔

[بخاری: ۱۱۲۲، ابن ماجہ: ۱۵۸۱]

ہدایت برائے استاذ

نماز کے عنوان کے تحت نماز تہجد اور نماز استخارہ دی گئی ہے، طلبہ کو نماز تہجد کے فضائل و فوائد بتائیں اور اس کے پڑھنے کا شوق ان میں پیدا کریں اور وقتاً فوقتاً کارگزاری بھی لیتے رہیں کہ طلبہ اس کا اہتمام کر رہے ہیں یا نہیں، اگر اہتمام میں کمی محسوس ہو تو پیار محبت سے سمجھائیں اور ترغیب دیں۔ نیز نماز استخارہ کی اہمیت طلبہ کے دل میں بٹھائیں اور اس کا طریقہ اور موقع کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ کب اور کس طرح نماز استخارہ پڑھنا ہے۔

سبق ۱

تہجد کی نماز

رات میں سو کر اٹھنے کے بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے، اسے ”تہجد کی نماز“ کہتے ہیں۔
فضیلت: ① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تمام لوگ ایک ساتھ اٹھائے جائیں گے، پھر پکارنے والا پکار کر کہے گا: کہاں ہے وہ لوگ جو رات کو عبادت کرنے کے لیے اپنے بستروں کو خالی چھوڑ دیا کرتے تھے، یہ سن کر تہجد گزار بندے ایک جگہ جمع ہو جائیں گے، ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی، انھیں بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا، اس کے بعد باقی لوگوں سے حساب لینے کا حکم دیا جائے گا۔ [شعب الایمان: ۳۲۳۳، سنن ابی یوسف رحمہ اللہ]

② رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم رات میں (تہجد کی) نماز پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کر لو، اس لیے کہ یہ تم سے پہلے گزرے ہوئے نیک لوگوں کی عادت رہی ہے، یہ نماز تم کو تمہارے رب سے قریب کرنے والی ہے اور تمہارے گناہوں کو مٹانے والی ہے اور تمہیں گناہوں سے روکنے والی ہے اور تمہارے جسم سے بیماری کو دفع کرنے والی ہے۔ [ترمذی: ۳۵۴۹، سنن ابی یوسف رحمہ اللہ]

③ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات میں نماز (تہجد) ضرور پڑھا کرو، اگرچہ اتنی تھوڑی دیر ہی کے لیے ہو جتنی دیر میں اونٹ یا بکری کا دودھ دوہا جاتا ہے، اور جو نماز بھی عشاء کے بعد پڑھی جائے وہ رات کی نماز (تہجد) میں شامل ہے۔ [طبرانی کبیر: ۷۸۷، سنن ابی یوسف رحمہ اللہ]

وقت: تہجد کی نماز کا اصل وقت تو عشاء کی نماز کے بعد تھوڑی دیر سو کر جاگنے کے بعد صبح صادق تک رہتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد بغیر سوئے تہجد کی نیت سے نفل

نماز پڑھ لے تو بھی اسے تہجد کا ثواب مل جائے گا۔ البتہ رات کے اخیر حصے میں اللہ کی رحمتیں زیادہ نازل ہوتی ہیں، اس لیے رات کے اخیر حصے میں تہجد کی نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

[شامی: ۱۷۸/۵، باب الوتر والنوافل، فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۲۰۶]

حکم: تہجد کی نماز سنت ہے، نبی کریم ﷺ اسے ہمیشہ اہتمام سے پڑھتے تھے۔

[شامی: ۱۷۹/۵، باب الوتر والنوافل]

طریقہ: مسنون طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائے، پھر رات کے اخیر حصے میں اٹھ کر ایک سلام سے دو دو رکعت تہجد کی نماز ادا کرے، نماز تہجد کے لیے رکعت کی کوئی خاص تعداد متعین نہیں ہے، کم سے کم دو رکعت ہے۔ نبی کریم ﷺ سے زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات پڑھنا منقول ہے، آپ ﷺ تہجد میں بہت طویل قرأت فرمایا کرتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کے قدم مبارک سو ج جایا کرتے تھے۔

[شامی: ۱۷۸/۵-۱۸۰، باب الوتر والنوافل، امداد الفتاویٰ: ۱/۳۶۷، ۳۶۸]

سوالات

① تہجد کی نماز کسے کہتے ہیں؟

② تہجد کی فضیلت پر ایک حدیث سنائیے۔

③ تہجد کا وقت بتائیے۔

④ تہجد کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

دستخط والدین

دستخط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۳۰

مہینے میں

۷

۶

استخارہ کی نماز

سبق ۲

استخارہ کا معنی خیر طلب کرنا۔ اہم معاملے میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کے لیے جو

نفل نماز پڑھی جاتی ہے، اسے ”استخارہ کی نماز“ کہتے ہیں۔

جب کسی شخص کو کوئی اہم معاملہ پیش آئے اور وہ یہ طے نہ کر پارہا ہو کہ اس کو اختیار کرنا بہتر رہے گا یا نہیں، تو اسے چاہیے کہ استخارہ کرے۔ یعنی اپنے معاملے اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی کی دعا کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے معاملات میں استخارہ کرنے کا طریقہ ایسے ہی اہتمام سے سکھاتے تھے جس اہتمام سے ہمیں قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے (اور وہ اس کے نفع نقصان اور انجام کے بارے میں فکر مند ہو تو اس کو اس طرح استخارہ کرنا چاہیے کہ) وہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرے:

استخارہ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ
اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ
وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ، اَللّٰهُمَّ اِنْ
كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ
وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ
وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ

وَعَاقِبَةُ أَمْرِی فَاَصْرِفْهُ عَنّی وَاَصْرِفْنِی عَنْهُ وَاَقْدِرْ لِی

الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِی بِه۔ [بخاری: ۱۱۶۲، ابن ماجہ رحمہما اللہ]

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں، اور تیری قدرت کے ذریعہ تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے بڑے فضل کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، کیوں کہ بے شک تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں ہے اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیب کی تمام باتوں کو خوب جانتے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں میرے لیے یہ کام میرے دین، میری دنیا اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہے تو میرے لیے اس کو مقدر فرما اور میرے لیے اس کو آسان فرما دے اور پھر میرے لیے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں میرے لیے یہ کام میرے دین، میری دنیا اور انجام کے اعتبار سے برا ہے تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے دور فرما اور میرے لیے بھلائی مقدر فرما، جہاں کہیں بھی ہو، پھر اس پر مجھے راضی فرما۔

اس دعا میں دو جگہ ”هَذَا الْأَمْرُ“ کا لفظ آیا ہے، ان دونوں جگہوں پر اس کام کا دل میں دھیان جمائے جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے۔ دعا کے شروع اور اخیر میں اللہ کی حمد و ثنا اور درود شریف بھی ملا لے، اور اگر عربی میں دعا نہ پڑھی جاسکے تو اردو یا اپنی مادری زبان میں اسی مفہوم کی دعا مانگے۔

استخارہ کرنے کے بعد سونا اور خواب دیکھنا ضروری نہیں ہے، کیوں کہ اس میں اصل مدار دل کے رجحان پر ہے، استخارے کے بعد آدمی اپنے دلی رجحان کو دیکھے جس جانب دل مائل ہو اور جس بات کا خیال دل میں جم جائے، اس کو اختیار کر لے۔

[شامی: ۱۸۶/۵، ۱۸۷، باب الوتر والواقل]

کن امور میں استخارہ مستحب ہے؟

بعض امور وہ ہیں جو سراپا خیر اور بھلائی کے ہیں، ان میں شر اور بگاڑ کا پہلو ہی نہیں ہے، یہ وہ چیزیں جس کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے، تمام فرائض، واجبات اور مستحبات خیر ہی خیر ہیں۔ بعض امور وہ ہیں جو سراسر شر ہیں، ان کے اندر خیر کا کوئی پہلو نہیں ہے، یہ وہ چیزیں ہیں جس سے شریعت میں منع کیا گیا، تمام حرام، ناجائز کام شر ہی شر ہیں۔ ان دونوں قسموں میں نہ مشورہ ہے اور نہ استخارہ ہے۔

کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا نہ حکم دیا گیا ہے اور نہ ان سے منع کیا گیا ہے، انہیں مباح اور جائز کہتے ہیں۔ مثلاً آپ کسی حلال کاروبار کے انتخاب یا نکاح کے لیے کسی رشتہ کے انتخاب کرنے میں فکر مند ہوں، تو ایسی چیزوں میں استخارہ کرنا مستحب اور مفید عمل ہے۔
[قاموس الفقہ: ۱۰۶/۳]

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ استخارہ سات دن تک کیا جائے، ان شاء اللہ ضرور اُس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائیگی اور اگر سات دن میں بھی کسی ایک جانب دلی رجحان پیدا نہ ہو اور دل میں خلجان اور شک و شبہ باقی ہو تو مسلسل استخارہ کرتا رہے۔ [شامی: ۱۸۷/۵، باب الوتر والنوافل]

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو صرف دعا کے ذریعہ بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے، پوری توجہ کے ساتھ استخارے کی دعا مانگے۔ [شامی: ۱۸۷/۵، باب الوتر والنوافل]

سوالات

- ① استخارے کا معنی بتائیے۔
- ② استخارے کی دعا سنائیے۔
- ③ استخارہ کن امور میں مستحب ہے؟
- ④ استخارہ کتنے دن تک کرنا چاہیے۔

تعریف

سیرت صحابہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالات زندگی کو "سیرت صحابہ" کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

قرآن رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۖ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۖ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٣﴾

[سورۃ احزاب: ۳۳]

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں۔ یہ اللہ کا گروہ ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی صحبت کے لیے منتخب اور پسند فرمایا تھا۔ انھیں کے ذریعہ پوری دنیا میں حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا دین پھیلا۔ صحابہ نے حضور ﷺ کی مبارک صحبت میں رہ کر مکمل دین سیکھا اور اس پر پھر پورا پورا عمل کیا اور اس کو پھیلانے کے لیے جان، مال کی قربانی دی، بچوں کو یتیم کیا، بیویوں کو بیوہ کیا، وطن اور گھر کو خیر باد کہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہو گئے اور انھیں اپنی رضامندی کا پروانہ عطا فرمایا۔ پیارے رسول ﷺ نے بھی صحابہ کی تعریف فرمائی اور ان کے زمانے کو بہترین زمانہ بتایا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت ہی عمدہ صفات کے حامل اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے پیکر تھے اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی کے نقش قدم پر چلنا چاہے تو اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے نقش قدم پر چلے جو دنیا سے جا چکے کیونکہ زندہ آدمی پر فتنہ سے بچنے کا اطمینان نہیں کیا جاسکتا۔ (جو لوگ دنیا سے جا چکے) وہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ ہیں، وہ اس امت کے سب سے بہترین لوگ ہیں۔ انتہائی نرم دل، ٹھوس اور گہرا علم رکھنے والے بے انتہا سادہ و بے تکلف، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لیے ان کو منتخب و پسند فرمایا تھا، لہذا تم ان کے مقام و مرتبہ کو پیچھا نوا اور ان کے نقش قدم پر چلو اور ان کے اخلاق و کردار اور سیرت و صفات کو جہاں تک ہو سکے مضبوطی سے تھامے رہو، کیونکہ وہ سیدھے راستے پر گامزن تھے۔ [مشکاۃ المصابیح: ۱۹۳]

صحابہ کا مقام و مرتبہ بہت ہی بلند ہے، وقت کا سب سے بڑا ولی بھی ایک ادنیٰ صحابی کے بھی مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ تمام صحابہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا مقام سب سے اعلیٰ ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔ نیز خلفائے راشدین کا شمار ان دس صحابہ میں بھی ہوتا ہے جنہیں نبی کریم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی تھی، اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے خلفائے راشدین کے الگ الگ فضائل و مناقب بھی بیان کیے ہیں۔ ان خلفائے حضور ﷺ ہی کی طرح بالکل سادہ زندگی گذاری اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ بے پناہ شفقت کا برتاؤ کیا۔ اللہ کی عبادت اور اس کے بندوں کی خدمت کے لیے بے مثال قربانیاں دیں اور اعلیٰ کارنامے انجام دیے اور پوری دنیا میں اسلام کے پیغام کو عام کیا، حق کا بول بالا کیا اور اللہ کی زمین پر توحید کا پرچم بلند کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت خاص طور سے خلفائے راشدین کی سیرت ہماری تاریخ کا روشن باب ہے، ہمیں اسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے اور اس کا مذاکرہ کرتے رہنا چاہیے، اس سے ہماری ایمانی قوت بڑھے گی اور اسلامی غیرت میں اضافہ ہوگا۔ جس کی وجہ سے دین و شریعت پر چلنا ہمارے لیے آسان ہوگا اور دین کی حفاظت اور اس کے پیغام کو عام کرنے کے لیے قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

ہدایت برائے استاذ

الحمد للہ گذشتہ سالوں کے نصاب میں طلبہ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ بیویاں، نیک اولاد، چچا اور پھوپھیوں کی زندگی اور کارناموں کے بارے میں اسباق پڑھ چکے ہیں۔ اس سال اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے مزید صحابہ کرام کے حالات دیے جا رہے ہیں۔

طلبہ کو یہ اسباق اچھی طرح ذہن نشین کرادیں تاکہ طلبہ اسباق میں دیئے گئے کارناموں اور اوصاف کو اپنی زندگی میں پیدا کریں اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کر سکیں، ساتھ ہی ساتھ اسباق کے نیچے دیئے گئے سوالات کے جوابات بھی اچھی طرح یاد کرادیں۔

سبق ۱ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سب سے باکمال صاحبزادے تھے، بچپن ہی میں اپنے والدین کے ساتھ ایمان لائے اور والد کے ساتھ مدینہ منورہ کی ہجرت کی، کم عمری کی وجہ سے غزوہ بدر و احد میں شریک نہ ہو سکے، غزوہ خندق میں انھوں نے شرکت کی، اس وقت ان کی عمر ۱۵ سال کی تھی۔ انھوں نے حضور ﷺ کی بابرکت صحبت سے مکمل طور پر فائدہ اٹھایا اور آپ ﷺ کے ایک ایک عمل اور قول کو محفوظ کیا، حضور ﷺ کی وفات کے بعد ۶۰ سال سے زیادہ زندہ رہے، اس میں آپ کا مشغلہ صرف علم کی اشاعت تھا۔ مدینہ منورہ میں درس دیتے اور حج کے موقع پر دور دراز سے آنے والے مسلمانوں کو مسائل بتاتے تھے۔ آپ کو قرآن، فقہ اور حدیث میں بڑی مہارت تھی، حدیث کی کتابوں میں ان سے ۱۶۳۰ احادیث منقول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بڑی سادہ زندگی گزارتے، ہر کام اپنے ہاتھ سے کرتے، اپنی تعریف سننا سخت ناپسند کرتے، ایک مرتبہ ایک شخص ان کی تعریف کر رہا تھا، انھوں نے اس کے منہ میں مٹی جھونک دی اور کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالا کرو۔ آپ رضی اللہ عنہما ہر ایسے کام سے دور رہتے جس سے امت مسلمہ کے درمیان اختلاف کا خطرہ پیدا ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات تقریباً ۸۴ سال کی عمر میں ۳۷ھ میں ہوئی۔

سوالات

- ① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غزوہ بدر و احد میں کیوں شریک نہ ہو سکے؟
- ② حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کتنی حدیثیں منقول ہیں؟
- ③ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی تعریف کرنے والے کے ساتھ کیا کیا؟

پہلے پہلے میں [۱] پہلے پہلے میں [۳] دن پڑھائیں

سبق ۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اخلاق و عادات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اخلاق و عادات نہایت بلند تھے، انھوں نے حضور ﷺ کی صحبت اور اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعلیم و تربیت میں پرورش پائی تھی، ان کے صلاح و تقویٰ کی شہادت خود رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: عبداللہ بہترین شخص ہے، کیا ہی اچھا ہو جو تہجد بھی پڑھنے لگے۔ اس قول کو سننے کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ برائے نام سوتے، ساری رات نماز میں مشغول رہتے، جب صبح صادق کا وقت آجاتا، تو استغفار شروع کر دیتے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ان کا کندھا پکڑ کر فرمایا: ”دنیا میں ایسے رہو جیسے کہ تم پر دیسی ہو یا مسافر اور اپنے کو مُردوں میں شمار کرو“۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد کے سبب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوری زندگی زہدانہ گذاردی، آپ کی نگاہ میں مال و دولت کی کوئی حقیقت نہیں تھی، بڑی سے بڑی دولت کو ٹھکرا دیتے تھے، آپ غریبوں اور مسکینوں کا خوب خیال رکھتے، خود بھوکے رہتے لیکن ان کو پیٹ بھر کر کھاتے، اگر دسترخوان پر کسی فقیر کی صدا کانوں میں پہنچ جاتی، تو اپنے حصے کا کھانا اسے دے دیتے اور خود بھوکے رہتے، صدقہ و خیرات کرنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نمایاں صفت تھی، وہ اپنی پسندیدہ چیزوں کو خدا کی راہ میں دے دیتے تھے، آپ بڑے فیاض تھے، ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے، راستے میں ایک دیہاتی ملا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور سواری کا گدھا اور سر کا عمامہ اتار کر اس کو دے دیا، حضرت ابن دینار ساتھ تھے، یہ فیاضی دیکھ کر بولے اے دیہاتی تو معمولی باتوں سے خوش ہو جاتے ہیں یعنی فیاضی کی ضرورت نہ تھی، آپ نے فرمایا: ان کے والد میرے والد کے دوست تھے، میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ہے۔

سوالات

- ۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رات میں کیا معمول تھا؟
 - ۲) حضور ﷺ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کنہہا پکڑ کر کیا فرمایا؟
 - ۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نمایاں صفت کیا تھی؟
- پہلے صفحہ میں [۱] پہلے صفحہ میں [۳] دن پڑھائیں

سبق ۳ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سنت کی پابندی کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمام سنتوں پر پابندی سے عمل کرتے تھے، ان پر حضور ﷺ کی صحبت کا اتنا اثر تھا کہ ان کی ہر ادا اور ان کے ہر کام سے حضور ﷺ کی سنت کا مظاہرہ ہوتا تھا، وہ ہر کام ڈھونڈ ڈھونڈ کر اسی طرح کرتے تھے جس طرح سے حضور ﷺ کو کرتے دیکھا تھا۔ وہ ہر سال حج کرتے، حج کے سفر میں ان ہی راستوں سے گذرتے جن سے حضور ﷺ گذر کر تے تھے اور راستے میں جن جگہوں پر حضور ﷺ اترے تھے، وہاں یہ بھی اترتے اور جن جگہوں پر نمازیں پڑھی تھیں، وہاں یہ بھی نماز پڑھتے اور جن جگہوں پر کبھی طہارت کی تھی وہاں یہ بھی طہارت کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کچھ لوگوں کے ساتھ کسی راستے سے گذر رہے تھے، انھوں نے ایک جگہ اپنی سواری بٹھائی، تو ان کو دیکھ کر لوگوں نے بھی اس خیال سے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھنا چاہتے ہیں اپنی سواریاں بٹھا دیں، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نے جو سواری کو تھامے ہوئے تھے ان سے کہا: یہ نماز پڑھنا نہیں چاہتے بلکہ حضور ﷺ جب اس جگہ پہنچے تھے، تو قضائے حاجت کے لیے رکے تھے، اس لیے یہ بھی یہاں قضائے حاجت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک درخت کے پاس جب پہنچتے، تو اس کے نیچے دو پہر کو آرام فرماتے اور اس کی وجہ یہ بتاتے کہ حضور ﷺ نے اس درخت کے نیچے دو پہر کو آرام فرمایا تھا۔

ایک مرتبہ سفر میں چلتے چلتے ایک جگہ سے گزرے، تو راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو لیے، ساتھیوں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہاں ایسے ہی کرتے دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ عہد نبوی کی حالت و کیفیت کا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ کوئی پابند نہیں رہا۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے خادم اور خاص شاگرد تھے، وہ اپنے شاگردوں سے کہتے کہ اگر اس زمانہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہوتے، تو ان کو حضور ﷺ کے طور و طریق اور سنتوں کی اس شدت سے اتباع کرتے ہوئے دیکھ کر تم یہی کہتے کہ یہ دیوانہ ہے۔

سوالات

- ۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج کا سفر کس طرح فرماتے؟
 - ۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیان آرام کیوں فرماتے؟
 - ۳) حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا فرمایا؟
- [۱] پہلے مینے میں [۳] دن پڑھائیں

سبق ۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”عبد اللہ“ اور کنیت ”ابو ہریرہ“ تھی، آپ یمن کے ایک مشہور قبیلے ”دوس“ کے رہنے والے تھے، یمن میں حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، پھر مکہ میں اپنے قبیلے کے کچھ افراد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے، لیکن اس وقت حضور ﷺ خیبر میں تشریف فرما تھے، اس لیے یہ لوگ مدینہ منورہ سے خیبر پہنچے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آنے کے بعد یہیں ٹھہر گئے حضور ﷺ کی صحبت میں رہنے لگے، مسجد ہی میں سوتے، ان کے پاس کھانے کو روٹی اور پہننے کو عمدہ کپڑے نہ ہوتے، حضور ﷺ اور مالدار صحابہ رضی اللہ عنہم جو کھانا ان کو دیتے تھے، اسی پر اکتفا کرتے تھے، ۴ رسال

کے مختصر عرصے میں حضور ﷺ کی خدمت میں رہ کر پورا پورا فائدہ اٹھایا، کھانا نہ ہونے کی وجہ سے بھوک سے بے چین رہتے اور بیہوشی طاری ہو جاتی پھر بھی ایک لمحہ کے لیے آپ ﷺ کی بابرکت صحبت سے جدا نہ ہوئے۔ خود فرماتے ہیں: میں منبر رسول اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے کے درمیان زمین پر پڑا رہتا تھا، لوگ کہتے کہ یہ دیوانہ ہے، حالاں کہ مجھے دیوانگی لاحق نہیں ہوتی تھی بلکہ بھوک کی وجہ سے میری ایسی حالت ہوتی تھی۔ انھوں نے اس حال میں بھی حضور ﷺ سے بہت ساری حدیثیں سنیں اور ان کو یاد کر لیا، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ حدیث کی روایت کرنے والے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، حدیث کی کتابوں میں ان سے ۵۳۷۷ حدیثیں مروی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا، وہ چاہتے تھے کہ ہر مسلمان کے دل میں علم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ ایک دن بازار جا کر آواز لگائی کہ ”لوگو! وہاں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں بیٹھے ہو“۔ لوگوں نے پوچھا: کہاں؟ انھوں نے فرمایا: ”مسجد میں“۔ چنانچہ سب دوڑ کر مسجد میں آئے لیکن یہاں کوئی میراث تقسیم نہیں ہو رہی تھی، اس لیے سب لوٹ آئے اور کہا: وہاں کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا ہے، البتہ کچھ لوگ نمازیں پڑھ رہے تھے، کچھ لوگ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے، کچھ حلال و حرام پر گفتگو کر رہے تھے۔ بولے: تم لوگوں پر افسوس ہے، یہی تو تمہارے نبی ﷺ کی میراث ہے!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بڑے عبادت گزار تھے، آپ کا کتبہ تین آدمیوں پر مشتمل تھا، ایک آپ، دوسری ان کی بیوی اور تیسرا خادم۔ تینوں باری باری اٹھ کر تہائی رات تک نماز پڑھتے، ایک اپنی نماز ختم کر کے دوسرے کو جگاتا اور دوسرا تیسرے کو اس طرح تینوں پوری رات نماز میں گزار دیتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۸ رسال کی عمر میں ۶۵ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ امیر مدینہ ولید نے جنازے کی نماز پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

- ① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے میں کیا فرمایا؟
 - ② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بازار جا کر کیا آواز لگائی؟
 - ③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کتبہ کتنے افراد پر مشتمل تھا اور وہ رات کس طرح گذارتے؟
- پہلے مینے میں [۱] پہلے مینے میں [۳] دن پڑھائیں

سبق ۵ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فارس میں اصفہان کے قریب ایک گاؤں کے رہنے والے تھے، آپ کے والد مجوسی تھے، وہ آگ کی پوجا کرتے تھے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو گھر کی چہار دیواری سے نکلنے نہیں دیتے تھے، آتش کدہ کی دیکھ بھال ان کے ذمہ کر رکھی تھی، وہ دن رات آگ کی نگرانی میں مشغول رہتے اور کسی وقت آگ کو بجھنے نہ دیتے، ایک مرتبہ ان کا گھر سے باہر جانا ہوا، ایک جگہ انھوں نے گرجا میں عیسائیوں کو عبادت کرتے دیکھا، انھیں عیسائیوں کا مذہب پسند آیا، آکر والد سے کہا کہ ”عیسائی مذہب ہمارے مذہب سے کہیں بہتر ہے۔“ والد کو یہ سن کر خطرہ ہوا کہ کہیں اپنا مذہب نہ بدل دے، اس لیے ان کے پیر میں بیڑیاں پہنا کر انھیں قید کر دیا مگر ان کے دل میں حق کی تلاش تھی، اس لیے بیڑیوں کی قید سے نکل کر ایک قافلے کے ساتھ ملک شام چلے گئے، وہاں ایک پادری کے پاس رہنے لگے اور اپنا مذہب بدل کر اس وقت کے حقیقی اور سچے مذہب عیسائیت کو قبول کر لیا، کچھ عرصہ تک یہاں قیام رہا، پھر اس پادری کے انتقال کے بعد ”تھیمین“ میں ایک پادری کی خدمت میں رہے، پھر اس پادری کے انتقال کے بعد ”عمّوریہ“ نامی شہر میں ایک گرجا میں رہے، یہاں کے پادری سے معلوم ہوا کہ عرب میں آخری نبی کے ظہور کا وقت قریب ہے، چنانچہ اس پادری کے انتقال کے بعد وہ ایک عرصہ تک عموریہ میں رہے، کچھ دنوں کے بعد ”بئو کلب“ کے تاجر ادھر سے گذرے، تو ان سے کہا: اگر تم مجھ کو عرب پہنچا دو تو میں اپنی گائے بکریاں تمہیں دے دوں گا۔ وہ ان کے ساتھ عرب روانہ ہوئے، قافلے والوں نے دھوکہ دیا اور ان کو غلام بنا کر ایک یہودی کے

باتھ بیچ دیا، پھر اس یہودی کا چچا زاد بھائی اس سے مدینہ منورہ سے ملنے آیا، تو اس نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو اس کے ہاتھ بیچ دیا، وہ اپنے ساتھ آپ کو مدینہ منورہ لے چلا، اس طرح حضرت سلمان رضی اللہ عنہ غلامی در غلامی سہتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب سے آخری اور سچے مذہب اسلام کو قبول کر لیا۔

سوالات

- ① حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ان کے والد نے کیا ذمہ داری دے رکھی تھی؟
- ② حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو بیروں میں بیڑیاں ڈال کر کیوں قید کر دیا گیا؟
- ③ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اسلام تک کس طرح پہنچے؟

پہلے مہینے میں ۱ | پہلے مہینے میں ۳ | دن پڑھائیں

سبق ۶ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اسلام کے بعد کی زندگی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے غلام تھے، اس لیے اسلام قبول کرنے کے بعد غزوہ بدر و احد میں شریک نہ ہو سکے، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے آقا کو معاوضہ دے کر آزادی حاصل کر لو، چنانچہ انھوں نے حضور ﷺ اور مسلمانوں کی مدد سے تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ (چار کیلو سے کچھ زیادہ) سونا اپنے آقا کو ادا کر کے آزادی حاصل کر لی، آزادی کے بعد غزوہ خندق اور اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے، غزوہ خندق کے موقع پر ان ہی کی رائے اور تدبیر سے مدینہ منورہ کے چاروں طرف خندقیں کھود کر شہر کو محفوظ کیا گیا تھا اور دشمن ناکام ہو کر لوٹ گئے تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بہت علم والے تھے، ان کو پہلی آسانی کتابوں کا بھی علم تھا، بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے علم کا اعتراف کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی بڑی سادگی سے گزاری، عمر بھر گھر نہیں بنایا، ایک شخص نے اجازت چاہی کہ میں آپ کے لیے مکان بنا دوں اور خوب اصرار کیا مگر

آپ انکار کرتے رہے، اس نے کہا: میں آپ کی مرضی کے مطابق گھر بناؤں گا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کیسا؟ اس نے کہا کہ اتنا چھوٹا کہ اگر کھڑے ہوں تو سر چھت سے چھو جائے اور لیٹیں تو پیر دیوار سے لگیں۔ آپ کے اجازت دینے پر اس نے ایسی ایک جھونپڑی بنادی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مدائن کا گورنر بنایا تھا لیکن ان کی زندگی میں وہی سادگی باقی رہی جو پہلے تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ’جنت تین آدمیوں کو بہت چاہتی ہے: علی، عمار اور سلمان کو‘۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی عمر ڈھائی سو سال سے زیادہ تھی۔ آپ کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ۳۵ھ میں ہوا۔

سوالات

- ① حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا کو کیا چیز دے کر آزادی حاصل کی؟
- ② حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کس طرح گزاری؟
- ③ جنت کن لوگوں کو بہت چاہتی ہے؟

پہلے صفحے میں [۱] دن پڑھائیں

سبق ۷ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں، ۱۸ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے، حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں برابر حاضر رہنے لگے، جب کبھی حضور ﷺ کے ساتھ تنہا ہوتے تو آپ ﷺ ان کو مسائل کی تعلیم دیتے، کبھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو کوئی مسئلہ پوچھنا ہوتا تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے، اگر حضور ﷺ نہ ملتے تو وہ آپ ﷺ کی تلاش میں دور تک نکل جاتے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے حافظ تھے اور علوم قرآن میں بڑی مہارت رکھتے تھے، حضور ﷺ نے لوگوں کو ۴ صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرآن کریم پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی، ان میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بھی تھے، حدیث کی کتابوں میں ان سے ۱۵۷ احادیثیں مروی ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فقہ میں بڑا کمال حاصل تھا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ صحابہ میں

حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں۔ ان کی علمی صلاحیت کی وجہ سے حضور ﷺ نے ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ میں دین سکھانے کے لیے ان کو معلم مقرر کیا، پھر یمن والے اسلام لائے تو ان کی تعلیم و تربیت کے لیے انھیں ۹ھ میں یمن روانہ فرمایا، روانگی کے وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار تھے اور حضور ﷺ اونٹ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے، باہم گفتگو کا سلسلہ جاری تھا، اخیر میں حضور ﷺ نے فرمایا: ”معاذ! شاید اب تم سے ملاقات نہ ہو، اب مدینہ واپس آؤ گے، تو میرے بجائے میری قبر ملے گی۔“ یہ سننا تھا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے۔ پھر وہ یمن کی طرف روانہ ہو گئے اور جب یمن میں اسلام کی اشاعت اور اہل یمن کی تعلیم و تربیت کے بعد دوبارہ مدینہ منورہ لوٹے، تو آپ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں افتاء کے منصب پر سرفراز ہوئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ان کو ملک شام روانہ کیا تا کہ وہاں جا کر لوگوں کو دین سکھائیں، ملک شام میں ۱۸ھ میں طاعون پھیلا، جو ”طاعون عمواس“ سے مشہور ہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس طاعون کی وجہ سے داہنے ہاتھ کی شہادت والی انگلی میں پھوڑا نکلا، جس سے اس قدر تکلیف ہوتی تھی کہ بار بار بیہوش ہو جاتے، جب موت کا وقت قریب ہوا، تو وہ قبلہ رخ ہو گئے پھر آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں دنیا میں درخت لگانے اور نہریں کھودنے کے لیے لمبی عمر نہیں چاہتا تھا بلکہ، اس لیے چاہتا تھا کہ برائیوں سے دور رہوں، جو دوست و سخاوت کو فروغ دوں اور ذکر کے حلقوں میں علماء کے پاس بیٹھوں۔“ اس کے بعد آپ کی روح پرواز کر گئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۸ سال کی تھی۔

سوالات

- ① حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا علم میں کیا مرتبہ تھا؟
- ② حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کیوں بھیجا؟
- ③ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت کیا فرمایا؟

سبق ۸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”سعد“ اور کنیت ”ابوسعید“ تھی، والد کا نام ”مالک“ اور والدہ کا نام ”انیسہ“ تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والدین ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے، اس لیے آپ نے اسلامی گھرانے میں پرورش پائی، کم عمری کی وجہ سے غزوہ بدر و احد میں شریک نہ ہو سکے، باقی دوسرے غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کو حدیث میں بڑی مہارت حاصل تھی، حدیث کی کتابوں میں ان سے ۷۱۱ حدیثیں مروی ہیں، فقہ میں بھی ان کو کامل دسترس تھی، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کے ذمے فتویٰ دینے کا کام سپرد تھا۔ آپ کی وفات ۸۶ سال کی عمر میں ۳۷ھ میں ہوئی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

- ① حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ غزوہ احد و بدر میں کیوں شریک نہ ہو سکے؟
- ② حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کتنی حدیثیں مروی ہیں؟
- ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے ذمہ کیا کام تھا؟

② دوسرے صفحے میں ③ دن پڑھائیں

سبق ۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”انس“ اور کنیت ”ابوجزہ“ تھی، ”خادم رسول ﷺ“ کے لقب سے مشہور تھے، والد کا نام ”مالک“ اور والدہ کا نام ”ام سلیم“ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہجرت سے ۱۰ سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، ابھی ان کی عمر ۸ سال کی تھی کہ مدینہ منورہ میں اسلام پھیلا، انھوں نے اپنی والدہ کے ساتھ اسلام قبول کر لیا، اسلام لانے کی وجہ سے ان کے والد ناراض ہو کر ملک شام چلے گئے اور وہیں انتقال ہوا، کچھ دنوں بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نکاح انصار کے ایک شخص ابوطلمحہ سے ہوا۔

جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: یہ میرا بیٹا ”انس“ ہے، آپ اس کو اپنی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔ حضور ﷺ نے انھیں اپنی خدمت کے لیے قبول فرمایا، اس وقت ان کی عمر ۱۰ سال تھی، اس وقت سے حضور ﷺ کی وفات تک برابر خدمت کرتے رہے، فجر کی نماز سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے، پھر دوپہر کو اپنے گھر واپس آ جاتے، دوسرے وقت پھر حاضر ہوتے اور عصر تک رہتے، سفر و حضر میں ہر موقع پر ساتھ رہتے، حضور ﷺ کی خدمت کا یہ جذبہ تھا کہ ۱۲ سال کی چھوٹی عمر ہونے کے باوجود بدر کی لڑائی میں شریک ہو کر حضور ﷺ کی خدمت کرتے رہے اور دوسری لڑائیوں میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ رہے، حضور ﷺ کو ان سے بے حد محبت تھی، کبھی پیار سے ”انس“ کے بجائے ”انیس“ کہہ کر بلاتے، کبھی ”یا نبی“ (اے پیارے بیٹے) سے پکارتے، ایک مرتبہ مزاح میں ان کو ”یَا ذَا الْأُذُنَيْنِ“ (اے دوکان والے) کہہ کر پکارا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۰ برس حضور ﷺ کی خدمت کی لیکن اس مدت میں کبھی آپ ﷺ خفا نہ ہوئے اور نہ کبھی کسی کام کے بارے میں فرمایا کہ اب تک کیوں نہیں کیا۔

سوالات

- ① حضرت انس رضی اللہ عنہ کا کیا لقب تھا؟
 - ② حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں کب حاضر ہوئے؟
 - ③ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی کتنے سال تک خدمت کی؟
- ② دوسرے صفحے میں ③ دن پڑھائیں

سبق ۱۰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زندگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے، بچپن میں اس قدر تیز دوڑتے تھے کہ اپنے ہم عمر لوگوں سے آگے نکل جاتے، بڑے شہسوار تھے، گھوڑ دوڑ میں بہت دلچسپی لیتے تھے، تیر

اندازی میں اچھی مہارت تھی، اپنے لڑکوں کو بھی تیر اندازی کی مشق کراتے، ان کے مزاج میں نفاست اور پاکیزگی تھی، زندگی خوشحالی کے ساتھ بسر کرتے تھے، قیمتی کپڑے پہنتے، اچھا کھانا کھاتے، خوشبودار چیزوں کو پسند کرتے، گفتگو بہت صاف کرتے، حضور ﷺ سے محبت، سنت کا اتباع، نیک کاموں کا حکم کرنا اور حق بات بغیر کسی خوف کے بیان کرنا ان کے خاص اوصاف ہیں، خشوع و خضوع اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: میں نے ابن ام سلیم (انس رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کسی کو حضور ﷺ کے مشابہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے، آپ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انس کے لیے دعا فرمائیے، آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان کے مال و اولاد میں اضافہ فرما اور ان کو جنت میں داخل فرما۔ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار اور صاحب اولاد بن گئے، ان کے ۸۰ لڑکے اور ۲ لڑکیاں تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حدیث و فقہ میں بڑا کمال حاصل تھا، حدیث کی کتابوں میں ان سے ۱۲۸۶ حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ان کو ”نخزین“ کا عامل بنایا تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں انھیں فقہ کی تعلیم دینے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ ”بصرہ“ روانہ کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بصرہ ہی میں ساری زندگی گزاری، انھوں نے بڑی لمبی عمر پائی، ۱۰۳ سال کی عمر میں بصرہ میں ۹۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

سوالات

- ① حضرت انس رضی اللہ عنہ میں کیا خوبیاں تھیں؟
 - ② حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے حضور ﷺ نے کیا دعا فرمائی؟
 - ③ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہاں کا عامل بنایا؟
- [۲] دوسرے صفحے میں [۳] دن پڑھائیں

سبق ۱۱ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”عبداللہ“ اور کنیت ”ابو موسیٰ“ تھی، والد کا نام ”قیس“ اور والدہ کا نام ”فاطمہ“ تھا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ یمن کے رہنے والے تھے، اشعری قبیلے سے ان کے خاندان کا تعلق تھا، اسی مناسبت سے اشعری مشہور ہوئے، اسلام کی صدا سن کر یمن سے سفر کر کے مکہ آئے اور مسلمان ہو کر دوبارہ یمن چلے گئے اور دین اسلام کی دعوت میں مشغول ہو گئے۔ خاندان میں ان کا بڑا مقام و مرتبہ تھا، اس لیے ان کی دعوت پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا، پھر تقریباً ۵۸ افراد کی جماعت لے کر مدینہ منورہ کے ارادے سے چلے لیکن طوفان اور بادِ مخالف نے کشتی کو حجاز کے بجائے حبشہ پہنچا دیا، حبشہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان موجود تھے، جب وہ مدینہ منورہ کے ارادے سے روانہ ہوئے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری بھی اس قافلے میں شریک ہو گئے اور اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جب مسلمان خیبر کو فتح کر کے واپس لوٹ رہے تھے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بارگاہ رسالت میں خاص تقرب حاصل تھا، ان کو عہد رسالت میں مسائل کا جواب اور فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ابو موسیٰ سر تا پا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھتے تھے، حضور ﷺ کو ان کا قرآن پڑھنا بہت پسند تھا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ان کو لکھن داؤدی سے حصہ ملا ہے۔ حدیث کی کتابوں میں ان سے ۳۶۰ حدیثیں مروی ہیں۔ حضور ﷺ نے ملک یمن کے ایک حصے پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے حصے پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو گورنر بنایا تھا اور ان دونوں کو نصیحت فرمائی تھی کہ ملک والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، سختی نہ کرنا، لوگوں کو خوش رکھنا، متغیر نہ کر دینا اور باہم میل جول سے رہنا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے، خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رونے کی ترغیب دیتے۔ ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا: لوگو! خوب روؤ، اگر نہ رو

سکتے ہو تو کم از کم رونے کی صورت بناؤ، کیوں کہ دوزخی دوزخ میں اس قدر روئیں گے کہ آنسو خشک ہو جائیں گے، پھر خون کے آنسو روئیں گے، وہ آنسو اس قدر ہوں گے کہ اس میں کشتیاں چل سکیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۶۱ رسال کی عمر میں ۴۴ھ میں ہوا۔

سوالات

- ① حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کب پہنچے؟
 - ② حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کتنی حدیثیں مروی ہیں؟
 - ③ آپ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو روانگی کے وقت کیا نصیحت فرمائی؟
- ② دوسرے صفحے میں ③ دن پڑھائیں

سبق ۱۲ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”عمار“، والد کا نام ”یاسر“ اور والدہ کا نام ”سمیہ“ تھا۔ یمن ان کا اصلی وطن تھا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد یاسر اپنے ایک بھائی کی تلاش میں مکہ آئے اور وہیں ٹھہر گئے، وہاں ”بنو مخزوم“ کی ایک باندی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، جن سے حضرت عمار پیدا ہوئے۔ حضرت عمار جب جوان ہوئے تو دیکھا کہ حضور ﷺ لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں، آپ اس دعوت سے متاثر ہو کر ایمان میں داخل ہو گئے، اسلام لاتے ہی اپنی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی، وہ بھی مسلمان ہو گئیں، پھر ان دونوں ماں بیٹے نے حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی باتیں بتائیں، بیوی اور بیٹے کے بار بار اسلام کی دعوت دینے سے حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی ایمان لے آئے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے اسلام لاتے ہی کفار نے ان پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیا، ان کو دوپہر میں چلتی ہوئی ریت پر لٹاتے، دھکتے ہوئے انگاروں سے جلاتے، گھنٹوں پانی میں غوطے دیتے، ایک روز خوب تکلیف دینے کے بعد کفار ان کے جسم کو جلانے لگے، تو حضرت

عمار نے جان چھڑانے کے لیے ان کے جھوٹے معبودوں کا نام لے لیا، ان لوگوں نے انھیں چھوڑ دیا، وہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور چیخ کر رونے لگے، حضور ﷺ نے وجہ دریافت کی، تو بتایا کہ جان بچانے کے لیے میں نے بتوں کا نام لے لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارا دل ایمان پر ثابت تھا؟ عرض کیا: ہاں، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حق میں آیتیں نازل فرمائیں۔ ظلم و ستم سے مجبور ہو کر وہ مکہ سے ہجرت کر گئے اور قبا میں قیام فرمایا اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی، جس کی تعریف قرآن کریم میں کی گئی ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ ۳ھ میں ایک غزوہ کے دوران ان کو دودھ دیا گیا تو فرمایا: مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم دنیا میں سب سے آخری چیز دودھ پیو گے۔ پھر دودھ پی کر میدان میں اترے اور شہید ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر ۹۴ سال تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنازے کی نماز پڑھائی اور آپ کو کوفہ میں دفن کیا گیا۔

سوالات

- ① حضرت عمار رضی اللہ عنہ اسلام میں کیسے داخل ہوئے؟
- ② حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کفار کیا تکلیفیں دیتے تھے؟
- ③ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے دودھ پیتے ہوئے کیا فرمایا؟

۲ دوسرے صفحے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۳ حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”صہیب“، والد کا نام ”سنان“ اور والدہ کا نام ”سلمیٰ“ تھا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اصلاً عرب تھے لیکن یحپین میں رومی فوج نے ان کے گاؤں پر حملہ کر کے لوٹ لیا تھا اور جن بچوں کو اٹھا لے گئے تھے ان میں ایک یہ بھی تھے، ان فوجیوں نے سارے بچوں کو غلام بنا کر بیچ ڈالا، جب وہ رومیوں ہی میں پرورش پا کر جوان ہوئے، تو وہاں سے بھاگ نکلے اور مکہ چلے آئے، چوں کہ آپ روم سے آ کر مکہ میں بسے، اس لیے لوگ صہیب رومی کہنے لگے، مکہ میں انھوں نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں بڑی

برکت دی اور وہ کافی مالدار ہو گئے۔ جب مکہ میں اسلام کا چرچا ہوا، تو وہ تحقیق کے لیے حضور ﷺ سے ملنے دار ارقم پہنچے، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پہنچے، ہر ایک نے دوسرے سے آنے کی غرض معلوم کی، تو دونوں کی ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا تھی، چنانچہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک ساتھ اسلام لائے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ مکہ کی سرزمین میں پر دیسی تھے، ان کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا، اسلام لانے کے بعد طرح طرح کی تکلیفیں اور مظالم برداشت کیے، آخر تنگ آ کر ہجرت کا ارادہ فرمایا، تو کافروں نے پیچھا کیا اور ان کو روکا، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا ترکش دکھا کر کہا: تم جانتے ہو کہ میں تم میں سب سے زیادہ تیر انداز ہوں، جب تک اس میں ایک تیر بھی ہے تم میرے قریب نہیں آ سکتے، پھر اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا، یہاں تک کہ تلوار بھی میرے ہاتھ میں نہ رہے، اس کے بعد تم سے جو ہو سکے کرنا اس لیے اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلے اپنے مال کا پتہ بتلا سکتا ہوں، اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا مال دے کر جان چھڑائی، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کی تعریف میں قرآن کریم کی آیتیں نازل فرمائیں، جن کا ترجمہ یہ ہے: لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ اللہ کی رضا کے واسطے اپنی جان کو خرید لیتے ہیں۔ [سورہ بقرہ: ۲۰۷]

جب وہ ہجرت کر کے قبا پہنچے، تو حضور ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: صہیب رضی اللہ عنہ نے نفع کی تجارت کی۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بڑے ہی خرچ کرنے والے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم فضول خرچی کرتے ہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ ناحق کہیں خرچ نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے خاص لطف و محبت سے پیش آتے، جب ان کا وصال ہونے لگا، تو انھوں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ہی کو اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت فرمائی تھی۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۳ سال کی عمر میں ۳۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

سوالات

- ① حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو رومی کیوں کہا جاتا ہے؟
 - ② حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے وقت کیا واقعہ پیش آیا؟
 - ③ حضور ﷺ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو کیا فرمایا؟
- ۲ دوسرے صفحے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۴ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”مُصعب“، والد کا نام ”عمیر“ اور والدہ کا نام ”خنّاس“ تھا۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ قریش کے امیر ترین گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، ان کے والدین کو ان سے بہت محبت تھی، وہ بڑے ناز و نعمت میں پلے تھے، دود و سود رہم کا کپڑا خرید کر پہنا کرتے، عمدہ سے عمدہ خوشبو کا استعمال کرتے ”حضر موت“ کے بنے ہوئے خاص جوتے پہنتے۔ ابتدائے اسلام میں دار ارقم پہنچ کر اسلام قبول کر لیا اور بہت دنوں تک اپنے اسلام کو والدین اور گھر والوں سے چھپائے رکھا۔ ایک دن عثمان بن طلحہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا، اس کی اطلاع ان کے والدین کو کر دی، انھوں نے ان کو باندھ کر قید کر دیا، کچھ دنوں تک قید کی تکلیفیں و مشقتیں برداشت کرتے رہے، جب موقع ملا تو چھپ کر بھاگ گئے اور حبشہ ہجرت کرنے والوں کے ساتھ حبشہ چلے گئے، ایک عرصے کے بعد حبشہ سے پھر مکہ آئے، اس زمانے میں مدینہ منورہ کی ایک جماعت نے منیٰ کی گھاٹی میں آ کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دین اور اسلامی تعلیمات سکھانے کے لیے مدینہ منورہ روانہ فرمایا، وہ ہر وقت تعلیم و تبلیغ میں مشغول رہتے، لوگوں کو قرآن کریم پڑھاتے اور دین کی باتیں سکھاتے، چنانچہ یہاں وہ ”مُقرئ“ (پڑھانے والے) کے نام سے مشہور ہوئے، ان کی دعوت پر انصار کے سرداروں اور کچھ گھرانوں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے سب سے پہلے داعی اور معلم ہیں اور انھوں نے ہی سب سے پہلے حضور ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ میں جمعہ قائم فرمایا،

مدینہ منورہ میں انھوں نے انتہائی فقر و تنگدستی کی زندگی بسر کی۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف فرما تھے، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سامنے سے گزرے، ان کے پاس صرف ایک چادر تھی جو کئی جگہ سے پھٹی ہوئی تھی اور ایک جگہ بجائے کپڑے کے چمڑے کا پیوند لگا تھا، ان کی اس حالت اور پہلی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں بڑے شوق و جذبے سے شریک ہوئے، جنگ اُحد میں بھی خوب بہادری کے جوہر دکھائے، اس لڑائی میں مہاجرین کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا، ایک کافر نے ان کے قریب آکر ہاتھ کاٹ دیا تاکہ جھنڈا گر جائے اور مسلمانوں کی کھلی شکست ہو جائے، انھوں نے فوراً دوسرے ہاتھ میں لے لیا، اس نے دوسرے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالا، انھوں نے دونوں بازوؤں کو جوڑ کر جھنڈے کو سینے سے چمٹا لیا کہ گرے نہیں، بالآخر اس نے ان کو تیر مارا جس سے وہ شہید ہو گئے مگر زندگی میں جھنڈے کو گرنے نہ دیا، جب ان کو دفن کرنے کی نوبت آئی، تو صرف ایک چادر ان کے پاس تھی جو پورے بدن پر نہیں آتی تھی سر کی طرف سے ڈھانکا جاتا، تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا، چنانچہ چادر سے چہرہ چھپایا گیا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈالی گئی۔

سوالات

- ① حضور ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کیوں بھیجا تھا؟
- ② حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو کیوں بھر آئے؟
- ③ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کس طرح دفن کیا گیا؟

۲	۳	۳	دن پڑھائیں	تاریخ	دخوۃ معلّم	دخوۃ والدین
---	---	---	------------	-------	------------	-------------

سبق ۱۵ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

آپ کا نام ”جُنْدُب“ اور کنیت ”ابوذر“ تھی، والد کا نام ”جُنَادُہ“ اور والدہ کا نام ”رملہ“ تھا۔ آپ قبیلہ غفار سے تعلق رکھتے تھے جو مکہ سے ملک شام جاتے ہوئے راستے میں پڑتا تھا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے بھی توحید کے قائل تھے اور صرف اللہ کی

عبادت کرتے تھے، جب ان کو حضور ﷺ کے نبی ہونے کی پہلے پہل خبر پہنچی، تو اپنے بھائی ”انیس“ کو حالات کی تحقیق کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا، ان کے بھائی مکہ آئے اور حالات معلوم کرنے کے بعد اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ میں نے ان کو اچھی عادتوں اور عمدہ اخلاق کا علم کرتے دیکھا اور ان سے ایک ایسا کلام سنا جو نہ شعر ہے اور نہ کاہنوں کا کلام ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کی بات سے پورا اطمینان نہیں ہوا، تو خود سفر کر کے مکہ مکرمہ پہنچے اور سیدھے مسجد حرام میں گئے، حضور ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے پوچھنا بھی مصلحت کے خلاف سمجھا، شام تک اسی حال میں رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا، تو پر دیسی خیال کر کے اپنے گھر لے آئے اور میزبانی فرمائی، لیکن دونوں کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی، صبح پھر مسجد میں آگئے اور دن بھر اسی حال میں گزرا، دوسرے دن بھی شام کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ پر دیسی مسافر ہے بظاہر جس غرض کے لیے آیا ہے وہ پوری نہیں ہوئی، اس لیے پھر اپنے گھر لے آئے اور رات کو کھلایا پلایا مگر اس رات کو بھی پوچھنے کی نوبت نہ آئی، تیسرے دن صبح کو پھر حرم شریف آگئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو حرم میں دیکھا، تو اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے پوچھا کہ تم کس کام سے آئے ہو؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم صحیح صحیح بات بتلانے کا عہد و پیمان کرو گے، تو میں اپنے یہاں آنے کی غرض بتلاؤں گا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا، تو انھوں نے حضور ﷺ کے متعلق دریافت کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساری باتیں بتلائیں اور فرمایا کہ بلاشبہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور فرمایا: آپ رات کو میرے ساتھ رہیے، صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلیں گے، لیکن مخالفت کا زور ہے، اس لیے اگر میں راستے میں کوئی خطرہ محسوس کروں، تو پیشاب کرنے کے بہانے رک جاؤں گا تم سیدھے چلے چلتا، میرے ساتھ نہ ٹھہرنا کہ جس کی وجہ سے تمہارا اور میرا ساتھ ہونا معلوم ہو۔ صبح کو دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ کی باتیں سن کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسی وقت مسلمان ہو گئے، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اس وقت چپکے سے اپنی قوم میں چلے جاؤ اور وہاں دین کی دعوت کا کام کرو، جب ہمارا غلبہ ہو جائے

اس وقت چلے آنا، لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت مسجد حرام میں جا کر بلند آواز سے اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا، یہ سن کر لوگ چاروں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ پورا جسم ہولہان ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، ان کے اوپر بچانے کے لیے لیٹ گئے اور کہا کہ یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور یہ قبیلہ ملک شام کے راستے میں پڑتا ہے، تمہاری تجارت ملک شام کے ساتھ ہے، اگر یہ مر گیا تو ملک شام آنا جانا بند ہو جائے گا، یہ سن کر لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ دوسرے دن پھر انھوں نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا، لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آکر ان کو بچایا۔ مکہ سے واپس آ کر اپنے قبیلہ کو دین کی دعوت دینے میں مشغول ہو گئے، ان کی والدہ اور بھائی بھی اسلام لے آئے اور بہت کم عرصے میں قبیلے کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

سوالات

- ① حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ان کے بھائی انیس نے حضور ﷺ کے بارے میں کیا خبر دی؟
 - ② حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بتائیے۔
 - ③ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کیا کہہ کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو کافروں سے بچایا؟
- [۳] تیسرے صفحے میں [۳] دن پڑھائیں

سبق ۱۶ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا زہد و تقویٰ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد اپنی قوم میں جا کر اسلام کی اشاعت میں لگ گئے جس سے قبیلہ غفار کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے اور جو رہ گئے وہ حضور ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد مسلمان ہوئے۔ غزوہ خندق کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ چلے آئے اور حضور ﷺ کے انتقال تک آپ ﷺ کا دامن نہیں چھوڑا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بڑے عابد و زاہد تھے، بالکل سادہ زندگی گزارتے، گھر کا کل سامان دو درہم سے زیادہ قیمت کا نہ تھا، مال جمع کرنے کو ناجائز سمجھتے تھے، نہ اپنے پاس مال جمع رکھتے اور نہ یہ چاہتے کہ کوئی دوسرا بھی مال جمع رکھے، مالدار لوگوں سے ہمیشہ لڑائی رہتی

تھی، ان کی فقیرانہ زندگی کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میری امت میں سے ابوذر میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جیسا زہد ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ انتہائی حق گو تھے، حق بات کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے، چنانچہ ایک موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا: آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ موت کے لیے پیدا ہوتے ہیں اور ویران ہونے کے لیے آبادیاں بساتے ہیں اور فنا ہونے والی چیزوں کی لالچ کرتے ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والی چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کے علاقے میں چلے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک وہیں رہے، وہاں کے لوگوں کا دنیا کی طرف میلان دیکھ کر انھیں دنیا داری سے روکنے میں سختی کرنے لگے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ بلا لیا لیکن ابوذر رضی اللہ عنہ یہاں بھی زیادہ دن نہ رہ سکے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ”ربذہ“ نامی جگہ میں رہنے لگے جو جنگل میں ایک معمولی سی آبادی تھی اور وہیں ۳۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا، مسلمانوں کی ایک جماعت جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہاں سے گذری، ان ہی حضرات نے تجھیز و تکفین کی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

سوالات

- ① حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کب تشریف لائے؟
- ② حضور ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرمایا؟
- ③ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

۳ تیسرے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۷ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے کا

آپ کا نام ”خالد“ اور لقب ”سیف اللہ“ تھا، والد کا نام ”ولید“ اور والدہ کا نام ”لبابہ“ تھا، جو ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام

لانے سے پہلے بھی قریش کے سرداروں میں شمار ہوتا تھا، وہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لیے میدان جنگ میں بڑی بہادری سے لڑتے تھے، غزوہ اُحد میں مسلمانوں کے خلاف خوب بہادری دکھائی اور مشرکین کے اکھڑے ہوئے پاؤں ان ہی کی ہمت افزائی اور جنگی مہارت سے دوبارہ بنے۔

ان کے بھائی ”ولید بن ولید“ جو بہت پہلے اسلام لاپچکے تھے، انھوں نے صلح حدیبیہ سے واپس جا کر اپنے بھائی خالد کو خط لکھ کر اسلام کی سچائی سے آگاہ کیا اور مسلمان ہونے کی دعوت دی، اس خط نے انھیں اسلام کی طرف مائل کر دیا۔ جب وہ اسلام لانے کے ارادے سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے، راستے میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، یہ دونوں بھی اسلام لانے کا ارادہ کر چکے تھے، تینوں نے ایک ساتھ مدینہ منورہ کا سفر کیا، جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر اپنے پاس موجود صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیے ہیں۔ ان تینوں میں سب سے پہلے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے قریب آ کر سلام کیا، آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا، پھر وہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور انھوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ میں جن لڑائیوں میں آپ کے خلاف لڑا ہوں ان کا بہت خیال آ رہا ہے، آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہ مٹا دیتا ہے۔ انھوں نے کہا: آپ اس کے باوجود میرے لیے دعا فرمادیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! تیرے راستے سے روکنے کے لیے خالد بن ولید نے جتنی بھی کوشش اور محنت کی ہے اسے معاف فرما۔ اس کے بعد حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

سوالات

- ۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کس کی دعوت پر اسلام میں داخل ہوئے؟
- ۲) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور کن صحابہ نے اسلام قبول کیا؟
- ۳) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے کیا کہا اور آپ ﷺ نے کیا جواب دیا؟

۳ تیسرے صفحے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۸ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بہادری

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بڑے دلیر و بہادر تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں جنگی صلاحیتوں سے بھرپور طریقے سے نوازا تھا، اسلام لانے سے پہلے کفار کی طرف سے جس جوش و خروش سے میدان جنگ میں شریک ہوتے تھے، اسلام لانے کے بعد اس سے بہت زیادہ جوش اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور ساری زندگی اسلام کی حمایت اور کفر کی مخالفت میں گزاری۔ انھوں نے مسلمان ہونے کے کچھ عرصے بعد ہی ۸ھ میں ”جنگ موتہ“ میں حصہ لیا، جس میں مسلمانوں کے امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ باری باری شہید ہو گئے، پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیر بنائے گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی، اسی جنگ میں ان کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں، اخیر میں ایک یمنی تلوار ہاتھ میں رہ گئی تھی، اس بہادری کے صلے میں حضور ﷺ نے ان کو ”سیف اللہ“ (اللہ کی تلوار) کا معزز لقب عطا فرمایا۔ فتح مکہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے، اس موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ نے ان کو لشکر کے ایک حصے کا امیر بنایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں انھوں نے خلیفہ کے حکم سے اسلام سے مرتد ہونے والوں، زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں سے مقابلہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیا، اسی طرح روم اور فارس کو فتح کرنے میں بھی آپ کا بڑا دخل رہا ہے، ان ہی صفات کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جس کو اللہ نے کفار و مشرکین کے لیے نیام سے نکال رکھا ہے۔

سوالات

- ① جنگ موتہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کب لشکر کے امیر ہوئے؟
 - ② جنگ موتہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی کتنی تلواریں ٹوٹیں؟
 - ③ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کیا کارنامہ انجام دیا؟
- ۳ تیسرے صفحے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۹ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اخلاص

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دور نبوی اور دور صدیقی میں بہت سی لڑائیوں میں حصہ لیا اور ان لڑائیوں میں بے شمار کارنامے انجام دیے، جس کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری زمانے میں ان کو ملکِ شام میں لشکر کا سپہ سالار اور امیر بنایا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ملکی انتظام اور بعض دوسری مصلحتوں کی وجہ سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے معزول ہونے کو خوشی خوشی قبول فرمایا اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور دین کو بلند کرنے کے لیے دشمنوں سے لڑتے تھے، ان کے دل میں بڑے عہدے حاصل کرنے کی تمنا نہیں تھی، چنانچہ جب وہ معزول ہوئے، تو انھوں نے لوگوں سے فرمایا: امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تم پر ایسے شخص کو امیر بنایا ہے جن کو رسول اللہ ﷺ ”امین الامۃ“ (اس امت کا امین) کا لقب دیا ہے اور میں معزول ہونے کے بعد بھی اپنے امیر کے ہر حکم کو بجالانے کے لیے تیار ہوں، یہ کہہ کر امارت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ اس اخلاص اور وفاداری کو دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ زندگی بھر شہادت کی آرزو کرتے رہے مگر شہادت مقدر میں نہیں تھی، جب ان کے انتقال کا وقت قریب آیا، تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ میں بہت سی جنگوں میں

شریک ہوا ہوں اور میرے جسم میں بالشت بھرا ایسی جگہ نہیں ہوگی جس میں تلوار، نیزے یا تیر کا زخم نہ ہو اور اب میں اپنے بستر پر ایسا مر رہا ہوں جیسے کہ اونٹ مرا کرتا ہے، پھر فرمایا جب میں انتقال کر جاؤں، تو میرا گھوڑا اور میرے ہتھیاروں کو اللہ کے لیے وقف کر دینا۔ ملک شام کے محض نامی شہر میں ۲۱ھ میں انتقال ہوا۔

سوالات

- ① معزولی کے وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا؟
- ② موت کے وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا اور کیا وصیت کی؟
- ③ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا کہاں انتقال ہوا؟

۳ تیسرے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۰ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”مقداد“ اور کنیت ”ابو الاسود“ تھی، والد کا نام ”عمرو“ تھا۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا شمار ان سات صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، جنہوں نے مکہ میں اپنے اسلام لانے کا اظہار نہایت بے باکی کے ساتھ کیا، جس کے نتیجے میں ان کو کفار مکہ کی طرف سے گونا گوں مصائب اور طرح طرح کے مظالم کا سامنا کرنا پڑا، آخر مکہ مکرمہ چھوڑ کر حبشہ ہجرت کر گئے، کچھ دنوں بعد حبشہ سے واپس مکہ مکرمہ آ گئے، اس وقت مکہ مکرمہ میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تیاریاں ہو رہی تھیں لیکن وہ بعض دشواریوں کی وجہ سے ایک عرصے تک مکہ ہی میں رہنے پر مجبور ہو گئے، جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفر و اسلام کے درمیان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کا آغاز ہوا، تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ایک دوسرے صحابی حضرت عتبہ بن غزوہ رضی اللہ عنہ کافروں کے ایک لشکر کے ساتھ مکہ سے نکلے اور مسلمانوں کے لشکر میں جا ملے، دونوں لشکروں نے پڑاؤ ڈالا مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ ۲ھ میں کفر و اسلام کے درمیان ایک بڑی لڑائی پیش آئی، مشرکین کا ایک ہزار کا لشکر بدر کے میدان کی طرف امنڈ آیا، مسلمانوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی، رسول

اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے لڑنے کے بارے میں مشورہ کیا، سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لڑنے اور اپنی جان قربان کر دینے کا اظہار فرمایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کھڑے ہو کر وہی بات کہی، اس کے بعد حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ایسی پر جوش تقریر کی جس سے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں حق کے خاطر لڑنے اور مر مٹنے کا جذبہ ابھرا آیا، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کو انجام دیجیے، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں، خدا کی قسم! ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہ کہیں گے کہ اے موسیٰ! تم اور تمہارا رب جا کر لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے، ہر طرف سے آخری دم تک لڑیں گے۔ حضور ﷺ ان کی بات سے اس قدر خوش ہوئے کہ چہرہ انور خوشی سے چمک اٹھا اور حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ گھوڑ سواری، تیر اندازی اور نیزہ بازی میں کامل درجہ کی مہارت رکھتے تھے، غزوہ بدر میں گھوڑے پر سوار تھے، انھوں نے بڑی بے جگری سے مشرکین کا مقابلہ کیا، غزوہ بدر کے علاوہ احد، خندق اور دوسری تمام لڑائیوں میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ وہ قرآن بہت اچھا پڑھتے تھے، ان کا قرآن سن کر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: یہ عبادت گزار بندے ہیں اور اللہ نے مجھے علی، مقداد، سلمان اور ابوذر سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کی زندگی میں عشق رسول اور شہادت کا جذبہ نمایاں نظر آتا ہے۔

۷۰ سال سے زائد عمر پا کر ۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا، جنازہ کی نماز امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

- ① حضرت مقداد رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کیوں ہجرت نہ کر سکے؟
- ② غزوہ بدر کے موقع پر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کیا تقریر فرمائی؟
- ③ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا قرآن سن کر حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

سبق ۲۱ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”سعد“، والد کا نام ”معاذ“ اور والدہ کا نام ”کُبشہ“ تھا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں قبیلہ اوس کے سردار تھے، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام لے آئے، اسلام لانے کے بعد اپنی قوم کے پاس گئے اور ان لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر کہا: تم مجھے اپنے درمیان کیسا سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا: آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے اچھی رائے والے اور سب سے عمدہ طبیعت کے مالک ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے، میں تم سے بات چیت نہ کروں گا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اپنی قوم میں بڑی عزت حاصل تھی جس کی وجہ سے شام ہونے سے پہلے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا اور مدینہ منورہ کے در و دیوار تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھے۔

غزوہ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد مشرکین کے مقابلے میں بہت کم تھی، حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے باری باری اپنے جذبات کا اظہار فرمایا، چوں کہ اس تین سوتیرہ کے لشکر میں مہاجرین کی طرح انصار بھی شریک تھے اور انھوں نے ”بیعت عقبہ“ میں یہ عہد کیا تھا کہ جو دشمن بھی حضور ﷺ پر مدینہ منورہ میں حملہ کرے گا، وہ اس وقت ان کی مدد کریں گے، مگر مدینہ منورہ سے باہر نکل کر آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا، اس لیے حضور ﷺ بار بار انصار کی طرف دیکھتے تھے اور فرماتے: اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔ اس وقت انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے اشارے کو سمجھ کر جواب دیا: اے اللہ کے رسول! آپ مدینہ سے کسی اور ارادے سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا فرمادی، آپ کا جو منشا ہوا اس پر چلیے، ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں، اگر آپ ہم کو ”بَرِّكَ الْعَمَاد“ تک جانے کا حکم دیں گے، تو ہم ضرور آپ کے ساتھ

جائیں گے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں گے، تو ہم اس وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا، ہم دشمنوں سے مقابلہ کرنے سے گھبراتے نہیں، ہم لڑائی کے وقت بڑے عجب کرنے والے اور مقابلے کے سچے ہیں، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہماری طرف سے آپ کو ایسی چیزیں دکھائے گا، جن کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، اللہ کے نام پر ہمیں لے چلیے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سن کر حضور ﷺ خوش ہوئے، اس کے بعد دشمنوں سے مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ احد اور خندق کی لڑائی میں بھی شریک رہے، غزوہ خندق میں ایک تیران کے ہاتھ پر لگا اور ہاتھ کی رگیں کٹ گئیں جس کی وجہ سے کچھ دنوں کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال پر اللہ تعالیٰ کا عرش جُنُش میں آ گیا، جب جنازہ روانہ ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہیں۔

سوالات

① حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد کیا کیا؟

② غزوہ بدر کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا؟

③ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کس طرح ہوئی؟

④ چوتھے مہینے میں ③ دن پڑھائیں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ

سبق ۲۲

آپ کا نام ”حسن“ والد کا نام ”علی بن ابی طالب“ اور والدہ کا نام ”فاطمہ“ تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سب سے بڑے لڑکے اور حضور ﷺ کے لاڈلے نواسے تھے، ۱۵ رمضان ۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، حضور ﷺ نے آپ کا نام ”حسن“ رکھا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی سیرت و صورت میں حضور ﷺ کے بہت مشابہ تھے، رسول اللہ ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی، جب آپ ﷺ

نماز پڑھتے وقت رکوع میں جاتے، تو وہ دونوں پیروں کے درمیان گھس جاتے، سجدے میں جاتے، تو پشتِ مبارک پر بیٹھ جاتے، آپ ﷺ نہ انھیں روکتے اور نہ ان کی شوخیوں پر خفا ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ ان کو اپنے کندھے پر بٹھا کر باہر تشریف لائے، ایک شخص نے دیکھا تو کہا: ”صاحبزادے بڑی اچھی سواری پر بیٹھے ہو“۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار بھی تو بہترین ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۸ سال کی ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا، حضور ﷺ سے فیض حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بڑے بڑے کمالات حاصل کیے، آپ بچپن ہی سے بڑے خطیب تھے، آپ کے خطبات میں اخلاق و حکمت اور پند و نصیحت کی باتیں انتہائی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ملتی ہیں، تاریخ کی کتابوں میں آپ کے حکیمانہ مقولے بھی کثرت سے موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد رمضان ۴۰ھ میں مسلمانوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا، آپ تقریباً ۷۰ مہینے تک خلیفہ رہے، پھر ربیع الاول ۴۱ھ میں خلافت سے دستبردار ہو گئے، دستبرداری کے نو سال بعد ۵۵ھ میں کسی نے آپ کو زہر کھلا دیا، زہر اتنا سخت تھا کہ زہر کھاتے ہی صاحبِ فراش ہو گئے اور تین دن بعد انتقال فرمایا، آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوالات

- ① حضرت حسن رضی اللہ عنہ سیرت و صورت میں کیسے تھے؟
- ② حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خطبات کیسے ہوتے تھے؟
- ③ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کتنی مدت خلیفہ رہ کر خلافت سے دستبردار ہو گئے؟

③ چوتھے مہینے میں ③ دن پڑھائیں

سبق ۲۳ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بڑے اچھے اخلاق اور عمدہ صفات کے مالک تھے، انھوں نے اپنے نانا اور والد کی اکثر خصلتیں اپنے اندر پیدا کیں، بڑے بردبار تھے، کوئی آپ کی برائی کر دیتا،

تو اس کے ساتھ اچھائی سے پیش آتے، آپ بڑے سخی تھے، مدینہ منورہ میں جو بھی حاجت مند آتا لوگ اس کو آپ ہی کے گھر کا پتہ دیتے، آپ دوست و دشمن دونوں ہی پر یکساں سخاوت کرتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص مدینہ منورہ آیا، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا تھا، اس کے پاس سفر کا توشہ اور سواری نہیں تھی، اس لیے مدینہ والوں سے سوال کرنے لگا، کسی نے کہا کہ یہاں حسن رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فیاض نہیں ہے، ان کے پاس جاؤ، چنانچہ وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کے لیے سواری اور سفر کے توشے کا انتظام کر دیا۔ ایک مرتبہ ایک شخص بیٹھا ہوا دس ہزار درہم کے لیے دعا کر رہا تھا، آپ نے سن لیا اور گھر جا کر اس کے پاس دس ہزار درہم بھجوا دیے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ خود تو فیاض تھے ہی دوسروں کی فیاضی دیکھ کر بھی خوش ہوتے تھے، ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں ایک باغ کے پاس سے گزر رہے تھے، دیکھا کہ ایک حبشی غلام بیٹھا ہوا تھا اور جس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی، اس کے سامنے ایک کتا بھی بیٹھا ہوا ہے، وہ غلام ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک لقمہ اس کتے کو کھلاتا، اس طرح پوری روٹی تقسیم کر کے آدھی اس کو کھلا دی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم نے اپنی آدھی روٹی کتے کو کیوں کھلا دی اور خود زیادہ کیوں نہ کھائی؟ غلام نے کہا: مجھے شرم آتی ہے کہ میں خود کھاؤں اور کتے کو نہ کھلاؤں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کس کے غلام ہو؟ جواب دیا کہ میں ابان بن عثمان کا غلام ہوں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ باغ کس کا ہے؟ غلام نے جواب دیا کہ ابان کا ہے۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک میں لوٹ کر نہ آؤں تم کہیں نہ جانا۔ یہ کہہ کر اسی وقت ابان کے پاس گئے اور باغ اور غلام دونوں کو خرید کر واپس آئے اور اس غلام سے کہا: میں نے تجھے خرید لیا ہے، تو میری طرف سے آزاد ہے اور یہ باغ میں نے تجھے ہبہ کر دیا۔

سوالات

- ① حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا واقعہ بتاؤ؟
- ② حبشی غلام کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کیا واقعہ پیش آیا؟

۴ چوتھے مہینے میں ۳۳ دن پڑھائیں

حضرت حسین رضی اللہ عنہ

سبق ۲۴

آپ کا نام ”حسین“ والد کا نام ”علی بن ابی طالب“ اور والدہ کا نام ”فاطمہ“ تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے لاڈلے نواسے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے، ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام ”حسین“ رکھا، اپنے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے، رسول اللہ ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ بچپن میں نماز کی حالت میں آپ ﷺ کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے، جب تک وہ کمر پر چڑھے رہتے آپ ﷺ سجدے سے سر نہ اٹھاتے، آپ ﷺ اکثر انھیں گود میں لیتے، کبھی کندھے پر سوار کرتے، ان کا بوسہ لیتے اور فرماتے کہ تم اللہ کی عطا کردہ خوشبو ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں بھائیوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، تو ان کی عمر صرف ۶ یا ۷ سال تھی، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے ساتھ لطف و محبت کا برتاؤ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ خلافت میں آپ نے لڑائی میں شرکت شروع کی اور پھر بہت سی لڑائیوں میں شریک رہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب دشمنوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر کی حفاظت کے لیے دروازے پر مقرر کر دیا تھا تاکہ دشمن اندر نہ گھس سکے لیکن دشمنوں نے گھر کی دیوار پھاند کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب ان کے بیٹے یزید خلیفہ بنے، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس کو کسی طرح برداشت نہ کر سکے اور اس سے لڑنے کے ارادے سے مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لیے تشریف لے چلے ابھی میدانِ کربلا ہی تک پہنچے تھے کہ ۱۰ محرم ۶۱ھ میں آپ اس میدان میں شہید کر دیئے گئے، شہادت کے وقت ان کی عمر ۵۵ سال تھی۔

سوالات

① حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے کن کو مقرر کیا تھا؟

② حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کب اور کہاں ہوئی؟

③ چوتھے مئی میں ④ دن پڑھائیں

سبق ۲۵ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات

حضرت حسین رضی اللہ عنہ عمدہ اخلاق اور اچھی عادتوں سے آراستہ تھے، انتہائی عبادت گزار تھے، کثرت سے نمازیں پڑھتے اور کثرت سے روزے رکھتے، آپ نے بچپن سے حج پیدل کیے، آپ بڑے سخی اور فیاض تھے، کوئی سائل کبھی آپ کے دروازے سے ناکام واپس نہ ہوتا، ایک مرتبہ ایک سائل کی صدا سن کر جلدی جلدی نماز ختم کر کے باہر نکلے، سائل پر فقر وفاقہ کے آثار نظر آئے، اسی وقت ”قنبر“ خادم کو آواز دی، قنبر حاضر ہوا، آپ نے پوچھا ہمارے اخراجات میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے؟ قنبر نے جواب دیا کہ آپ نے دوسو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لیے دیے تھے وہ ابھی تقسیم نہیں کیے گئے ہیں، آپ نے فرمایا: اس کو لے آؤ، اہل بیت سے زیادہ ایک مستحق آگیا ہے، چنانچہ اسی وقت دوسو درہم کی تھیلی منگا کر سائل کے حوالے کر دی اور معذرت کی کہ اس وقت ہمارا ہاتھ خالی ہے اس لیے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکتے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ میں ایک بڑی خوبی تواضع و عاجزی کی تھی، ایک مرتبہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک جگہ سے گذر رہے تھے، غربا کی ایک جماعت نظر آئی جو زمین پر بیٹھی روٹی کے ٹکڑے کھا رہی تھی، آپ نے ان کو سلام کیا، ان لوگوں نے کہا: اے فرزند رسول اللہ! ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیے۔ آپ گھوڑے سے اتر کر ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور کھانے میں شریک ہوئے، جب آپ ان لوگوں کی روٹی کے ٹکڑوں پر شرکت فرما کر فارغ ہو چکے، تو فرمایا: بھائیو! آپ لوگوں نے مجھے دعوت دی میں نے اس کو قبول کیا، اب آپ سب میری دعوت قبول کیجیے، ان لوگوں نے بھی دعوت قبول کر لی اور آپ کے مکان پر آئے، جب سب

آ کر بیٹھے، تو آپ نے اپنے غلام سے فرمایا: رباب! جو کچھ بھی بچا ہوا محفوظ رکھا ہے اسے لے آؤ، چنانچہ کھانا لایا گیا اور سب نے مل کر کھایا۔

سوالات

① حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا واقعہ بتاؤ۔

② حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بڑی خوبی کیا تھی؟

۳ چوتھے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۶ حضرت بلال رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”بلال“ والد کا نام ”رباح“ اور والدہ کا نام ”جماحہ“ تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ”حبشی“ نسل کے تھے، مکہ ہی میں پیدا ہوئے اور اسلام کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہو گئے۔ وہ مشرکین کے سردار ”أُمَیَّہ بن خلف“ کے غلام تھے، اس لیے اسلام لانے کے جرم میں مکہ کے مشرکین نے ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ کبھی ان کو سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر سیدھا لٹا کر سینے پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جاتا، کبھی گائے کی کھال میں لپیٹا جاتا، کبھی گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے حوالے کیا جاتا، وہ ان کو شہر میں گھسیٹتے پھرتے اور کبھی زنجیروں میں باندھ کر کوڑے لگائے جاتے تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں، مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ برابر ”أَحَدٌ، أَحَدٌ“ کہتے تھے یعنی اللہ ایک ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ان کو اس حال میں دیکھا، تو ان کا دل بھرا آیا اور ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی ہجرت فرمائی اور مسجد نبوی کے سب سے پہلے مؤذن رہے، ان کی آواز نہایت بلند اور دلکش تھی، سفر و حضر ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کے خاص مؤذن تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بدر سے لے کر تبوک تک تمام غزوات میں حصہ لیا۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جہاد پر جانے کی اجازت چاہی، مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بڑھاپے کی وجہ سے ان کو اجازت نہ دی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ان کی اجازت سے ملک شام چلے گئے اور رومیوں کے خلاف بہت

سی لڑائیوں میں حصہ لیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ملکِ شام ہی میں رہنے لگے اور ۶۰ سال کی عمر میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دمشق میں ”باب الصخر“ کے قریب دفن کیا گیا۔

سوالات

- ① حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ کس طرح کی تکلیفیں دیتے؟
 - ② مسجد نبوی کے سب سے پہلے مؤذن کون تھے؟
 - ③ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کہاں ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کو کہاں دفن کیا گیا؟
- ۴ چوتھے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آپ کا نام ”عبداللہ“ والد کا نام ”عباس“ اور والدہ کا نام ”اُمّ الفضل“ تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے، ہجرت سے تین سال قبل مکہ کی اس گھاٹی میں پیدا ہوئے، جہاں مشرکین نے تمام خاندانِ بنی ہاشم کو قید کر دیا تھا اور فتح مکہ سے پہلے اپنے والد اور والدہ کے ساتھ مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے، اکثر خالہ کے پاس آتے اور حضور ﷺ کے چھوٹے موٹے کام کر دیتے اور کبھی کبھی رات کے وقت خالہ کے گھر سو جاتے اور حضور ﷺ رات کو جب نماز میں مشغول ہو جاتے، تو آپ رضی اللہ عنہ بھی نماز میں شریک ہو جاتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے بیدار ہوئے، تو وضو کے لیے پانی رکھا ہوا پایا، آپ ﷺ نے وضو فرما کر پوچھا: پانی کون لایا تھا؟ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا نام لیا، تو حضور ﷺ نے خوش ہو کر ان کو دعائیں دیں اور فرمایا: اے اللہ! اس کو علم دین کا ماہر بنا اور قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت صرف ۱۳ سال کی تھی، اس لیے ان کو حضور ﷺ کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کا زیادہ موقع نہ مل سکا،

مگر حضور ﷺ کی دعا اور علم کی طلب نے ان کی اس کمی کو پورا کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بڑے ذہین، سنجیدہ اور دور اندیش تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں ان سے مشورہ لیتے، مشکل مسائل معلوم کرتے اور ان کو بڑے بڑے صحابہ کی علمی مجلسوں میں شریک کرتے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو اپنی مجلس شوریٰ کا رکن بنایا تھا۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری دن طائف میں گزارے، آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، ان کی وفات ۷۱ سال کی عمر میں ۶۸ھ میں ہوئی اور ان کو طائف ہی میں دفن کیا گیا۔

سوالات

- ① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت میمونہ سے کیا رشتہ تھا؟
- ② آپ ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کیا دعا دی؟
- ③ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی کیا خصوصیت تھی؟

۴	۵	۳	دن پڑھائیں	تاریخ	وختِ معلم	درخط والدین
---	---	---	------------	-------	-----------	-------------

سبق ۲۸ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا علم و فضل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن، حدیث اور فقہ میں بڑی مہارت حاصل تھی، خاص طور پر انھیں قرآن کریم کی تفسیر میں کمال کا درجہ حاصل تھا، قرآن کریم کی تفسیر میں وہ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بازی لے جاتے، یہاں تک کہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم تفسیر کے مسائل ان سے معلوم کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ”ترجمان القرآن“ اور ”امام التفسیر“ کے نام سے مشہور تھے۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو احادیث مبارکہ جمع کرنے اور یاد کرنے کا بہت شوق تھا، وہ خود بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد ایک مرتبہ میں نے ایک انصاری صحابی سے کہا: آج صحابہ کی بڑی جماعت موجود ہے، آؤ ان سے علم حاصل کریں۔ وہ صحابی ہمت نہ کر سکے، مگر میں علم حاصل کرنے میں لگ گیا، میں ایک ایک کے پاس جاتا اور ان سے علم حاصل کرتا، اگر وہ لوگ اپنے گھر میں آرام

کر رہے ہوتے، تو میں ان کے دروازے کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ جاتا اور ہوا کی وجہ سے مٹی مجھ پر پڑتی رہتی۔ وہ صحابی جب آرام سے فارغ ہو کر باہر آتے، تو میں ان سے علم حاصل کرتا، وہ کہتے کہ آپ تو حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، مجھے کیوں نہ بلالیا؟ میں کہتا کہ: میں تو ایک طالب علم ہوں، اس لیے میرا آپ کے پاس آنا زیادہ مناسب ہے۔ اس طرح انھوں نے حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ حاصل کر لیا، حدیث کی کتابوں میں ان سے ۲۶۶۰ حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں عمر کے اعتبار سے اگرچہ چھوٹے تھے، مگر علم میں بڑھے ہوئے تھے، بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم تک ان کے فضل و کمال کا اعتراف کرتے تھے۔

سوالات

① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ میں کس نام سے مشہور تھے؟

② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے صحابہ سے کس طرح علم حاصل کیا؟

③ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کتنی حدیثیں مروی ہیں؟

۵ پانچویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”عبد اللہ“، والد کا نام ”مسعود“ اور والدہ کا نام ”اُمّ عبد“ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بچپن بکریوں کے چرانے میں بسر ہوتا تھا، وہ کافروں کے سردار ”عُقبہ بن ابی معیط“ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک دن حضور ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرف سے گذرے جہاں یہ بکریاں چرا رہے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: صاحبزادے! تمہارے پاس کچھ دودھ ہوگا، جو ہماری پیاس بجھا سکے؟ انھوں نے کہا: میں آپ کو دودھ نہیں دے سکتا کیوں کہ یہ بھیڑ بکریاں دوسرے کی امانت ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس نے بچے نہ دیے ہوں؟ انھوں نے ایک بکری پیش کی۔ حضور ﷺ نے اس کے تھن پر ہاتھ

پھیر کر دعا فرمائی، تو تھن دودھ سے بھر گئے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو دوبا، تو اس قدر دودھ نکلا کہ تینوں نے یکے بعد دیگرے خوب سیر ہو کر پیا، اس کے بعد حضور ﷺ نے تھن سے فرمایا: خشک ہو جا، تو وہ اپنی اصلی حالت پر لوٹ آیا، یہ معجزہ دیکھتے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد ہمیشہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے، وہ آپ ﷺ کے خاص خادموں میں سے تھے، مسواک اٹھا کر رکھنا، جوتا پہنانا، غسل کے وقت پردے کا اہتمام کرنا، سفر کے موقع پر کجاوا کسنا اور عصا لے کر آگے چلنا ان کی مخصوص خدمت تھی، اسی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کو ”صَاحِبُ السَّوَاكِ وَالْوَسَادَةِ وَالتَّعْلَنِ“ (مسواک، تکیے اور جوتوں والا) کہا کرتے تھے۔

سوالات

① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ کیا ہے؟

② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذمہ کون سی خدمت تھی؟

۵۔ پانچویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۳۰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زندگی

اسلام کا شروع زمانہ تھا، مکہ میں حضور ﷺ کے سوا اور کسی نے بلند آواز کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی جرأت نہیں کی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد مشرکین مکہ کے سامنے سب سے پہلے قرآن کریم کی زور سے تلاوت کی، مشرکین نے سن کر تعجب سے پوچھا کہ ”ابن اُمّ عبد“ کیا کہہ رہا ہے؟ کسی نے کہا کہ محمد (ﷺ) پر اتاری ہوئی کتاب کو پڑھ رہا ہے، یہ سننا تھا کہ مشرکین غصے سے بھڑک اٹھے اور اس قدر مارا کہ چہرہ سوج گیا، مشرکین برابر مارتے رہے اور وہ برابر قرآن کریم پڑھتے رہے پھر کسی طرح ان سے بچ کر مسلمانوں کے پاس پہنچے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کی مسلسل ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر دو مرتبہ حبشہ کی ہجرت فرمائی اور تیسری

مرتبہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے آئے۔ آپ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے، حضور ﷺ کی وفات کے بعد ایک زمانے تک لڑائی میں شرکت نہ کی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ۱۵ھ میں یرموک کی لڑائی میں شریک ہو کر بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا، انھوں نے ۱۰ سال تک اچھے طریقے سے قضا کے فرائض انجام دیے اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کیے، قضا کے عہدے کے ساتھ وہ کوفہ کے بیت المال کے افسر بھی تھے، وہ قوم کے سرمایے کی حفاظت میں اس قدر سخت تھے کہ دوست، رشتے دار اور ملک کے حاکم کے ساتھ بھی کسی قسم کی رعایت نہ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ کوفہ کے حاکم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے قرض لیا اور ناداری کی وجہ سے عرصہ تک ادا نہ کر سکے، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی نہایت سختی سے مطالبہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اچھے اخلاق و عادات کے مالک تھے، وہ تقریر و خطابت میں خاص مہارت رکھتے تھے، نمازیں کثرت سے پڑھتے، ہر وقت ان کے دل میں خدا کا خوف رہتا، سادہ کھانا کھاتے، سادہ کپڑے پہنتے، بیوی بچوں سے محبت رکھتے، جب گھر میں داخل ہوتے، تو کھنکارتے اور بلند آواز سے کچھ بولتے تاکہ گھر کے لوگ باخبر ہو جائیں۔ ان کا انتقال تقریباً ۶۰ سال کی عمر میں ۳۲ھ میں ہوا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنازے کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا۔

سوالات

- ① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کتنی ہجرتیں کیں؟
- ② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہاں کا قاضی بنایا گیا تھا؟
- ③ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قوم کے سرمائے کی حفاظت میں کیسے تھے؟

⑤ پانچویں مہینے میں ③ دن پڑھائیں

سبق ۳۱ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علم و فضل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم سمجھنے اور دین کے مسائل جاننے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک خاص مقام حاصل تھا، ان کو فقہ میں بڑی مہارت تھی، وہ کوفہ میں لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے اور انھیں فقہ کے مسائل بتاتے، اسی کے ساتھ قرآن کریم اور حدیث کی تعلیم بھی دیتے تھے، ان کی درسگاہ میں شاگردوں کا بڑا مجمع رہتا اور بڑے بڑے لوگ ان سے علم حاصل کرتے۔ ان کو قرآن کریم سے بے حد محبت تھی اور تفسیر میں بڑا کمال حاصل تھا، وہ قرآن کریم کو مخصوص لہجہ اور انداز میں پڑھتے، حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ قرآن کو اس لہجہ میں پڑھے جس میں وہ نازل ہوا ہے، تو وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کا انداز اپنائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تنہائی کے موقع پر عام طور پر قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے، کبھی خود حضور ﷺ بھی ان سے قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھوا کر سنتے۔ وہ حدیث کو بیان کرنے میں احتیاط سے کام لیتے، ان سے کل ۸۴۸ حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی کمال کا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اعتراف کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ان کو دیکھتے، تو خوش ہو جاتے اور فرماتے: یہ علم کا سمندر ہے۔

سوالات

① حضور ﷺ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کتنی حدیثیں مروی ہیں؟

⑤ پانچویں مہینے میں ④ دن پڑھائیں

سبق ۳۲ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

آپ کا نام ”زید“، والد کا نام ”ثابت“ اور والدہ کا نام ”نوار“ تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، ۶ سال کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا، اپنی والدہ کے پاس

پرورش پاتے رہے، ۱۱ سال کی عمر میں اسلام کی آواز کان میں پڑی، تو انھوں نے اس چھوٹی سی عمر میں اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہوتے ہی قرآن کریم یاد کرنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے، تو اس وقت وہ ۱۷ برسوں کے حافظ ہو چکے تھے۔ غزوہ بدر کے موقع پر ۱۳ سال کے تھے، لڑائی میں شرکت کا بہت شوق تھا، مگر حضور ﷺ نے کم عمر ہونے کی وجہ سے ان کو واپس کر دیا، خندق اور اس کے بعد کی لڑائی میں وہ حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے، حضور ﷺ نے وحی لکھنے کا کام ان کے سپرد کیا تھا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بڑے ذہین و فطین تھے، حضور ﷺ کے حکم سے انھوں نے یہودی سریانی زبان صرف ۷ اردنوں میں سیکھ لی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں قرآن کریم جمع کرنے کا شرف ان ہی کو حاصل ہوا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرأت اور میراث کے فن میں بڑے ماہر تھے اور قضا اور فتویٰ دینے میں بھی نہایت ممتاز تھے، ان کی قابلیت کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مدینہ منورہ کا قاضی بنایا تھا مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس کے مقامات آتے تو آپ ان کا فیصلہ فرماتے، انتظامی امور میں بھی آپ کو بڑی مہارت تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کبھی مدینہ منورہ سے باہر کا قصد کرتے، تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا امیر مقرر کرتے۔ آپ کی وفات تقریباً ۵۶ سال کی عمر میں ۴۵ھ میں ہوئی اور مروان نے جنازے کی نماز پڑھائی۔

سوالات

- ① حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کتنے سال کی عمر میں اسلام قبول کیا؟
- ② حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کون سی زبان کتنے دن میں سیکھ لی تھی؟
- ③ حضرت زید رضی اللہ عنہ کس فن کے ماہر تھے؟

تعریف

آسان دین اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی ﷺ کے طریقے پر زندگی گزارنے کو ”دین“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

قرآن الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا [سورہ مائدہ: ۳]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا۔

اسلام مکمل نظام زندگی کا نام ہے۔ اس میں جہاں دل و جان سے ایک اللہ کی وحدانیت رسول کی رسالت اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا حکم ہے، وہیں پنج وقتہ نمازوں کے اہتمام، رمضان کے روزوں کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور حج کرنے کا مطالبہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تجارتی لین دین میں امانت داری و سچائی اختیار کرنے کا حکم اور دھوکہ دینے اور جھوٹ بولنے سے اجتناب کی تعلیم ہے نیز اپنے اخلاق و کردار کو سنوارنے کی بھی تلقین و ہدایت دی گئی ہے۔ اسی لیے دین کے مشہور پانچ شعبے قرار دیے گئے ہیں:

① ایمانیات: اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن پر ایک مسلمان کو دل سے پکا یقین رکھنا ضروری ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنا۔

(۲) عبادات: اس سے مراد وہ نیک اعمال ہیں جو اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں: جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قرآن کی تلاوت، دین کا علم حاصل کرنا وغیرہ۔

(۳) معاملات: اس سے مراد خرید و فروخت، تجارت و بزنس، آپسی لین دین اور وراثت وغیرہ کو احکام شریعت کے مطابق انجام دینا ہے۔ جیسے ناپ تول میں کمی نہ کرنا، امانت میں خیانت نہ کرنا، مال وراثت تمام حق داروں میں تقسیم کرنا وغیرہ۔

(۴) معاشرت: اس سے مراد یہ ہے کہ جن لوگوں کے درمیان ہم رہتے ہیں، ان کے ساتھ کیسا سلوک اور کیسا برتاؤ کرنا چاہیے اور ہمارے اوپر ان کے کیا حقوق و فرائض ہیں۔ جیسے ماں باپ کی فرماں برداری کرنا، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، کسی کو تکلیف نہ پہنچانا وغیرہ۔

(۵) اخلاقیات: اس سے مراد اچھے اخلاق اور اچھی عادتیں ہیں، جن کا ہر ایک انسان کے اندر ہونا ضروری ہے۔ جیسے: سچائی، امانت داری، وعدہ پورا کرنا، بغض و حسد اور غیبت سے بچنا وغیرہ۔

کامل و مکمل مسلمان وہی ہے جس کی پوری زندگی شریعت کے مطابق گزرے اور جن کے ایمان و عقائد، عبادت و بندگی، تجارت و لین دین، آپسی تعلقات، اخلاق و عادات سب کچھ احکام شریعت کے موافق ہو، اگر کوئی انسان دین کے کسی شعبے میں اسلامی احکام پر عمل نہیں کرتا ہے، تو وہ کامل مومن نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک شخص ہے، جس کا عقیدہ تو درست ہے، عبادتیں بھی خوب کرتا ہے، مگر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے، دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہے، اس کے اخلاق و کردار گندے ہیں، تو ایسا شخص اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور کامل مسلمان نہیں ہو سکتا؛ بلکہ قیامت کے دن اس کی یہ عبادتیں بھی کچھ کام نہ دیں گی اور وہ اپنی

بدکرداریوں کی بنیاد پر عذاب الہی میں گرفتار ہو جائے گا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پورے طور پر اسلام کے تابع کر دیں اور اپنی زندگی اس کے مطابق گذاریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً** [سورہ بقرہ: ۲۰۸]

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

ہدایت برائے استاذ

آسان دین کے مضمون سے ہمارا منشا بچوں کی ذہنی تربیت اور پورے دین کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کا پابند بنانا ہے۔ لہذا آسان دین کے عنوان کے تحت دین کے مختلف شعبوں سے متعلق الگ الگ عناوین کے تحت مضامین دیے جا رہے ہیں۔ ویسے تو دین کے مشہور شعبے پانچ ہیں:

① ایمانیات ② عبادات ③ معاملات ④ معاشرت ⑤ اخلاقیات۔

لیکن چونکہ ایمانیات اور عبادات وغیرہ سے متعلق بہت سی باتیں طلبہ درس حدیث اور عقائد، مسائل وغیرہ دیگر عناوین کے تحت پڑھ ہی رہے ہیں، اس وجہ سے اس عنوان کے تحت زیادہ تر معاملات، معاشرت اور اخلاقیات سے متعلق مضامین دیے گئے ہیں، تاکہ طلبہ کی سماجی اور اخلاقی زندگی بھی شریعت و سنت کے سانچے میں ڈھل جائے۔ آسان دین کے اسباق خود پڑھ کر یا طلبہ سے پڑھوا کر اچھی طرح سمجھا دیں اور ان مضامین میں دی گئی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنے کی ترغیب دیں۔

سبق ۱

ہمارا خالق کون؟

اللہ تعالیٰ خالق ہیں، اسی نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے، اس کے علاوہ ساری چیزیں مخلوق ہیں اور اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ ہم سے اگر کوئی پوچھے کہ یہ دریا اور سمندر، یہ پہاڑ، درخت اور پودے کہاں سے آئے؟ یہ زمین و آسمان اور چاند و سورج، یہ رنگ برنگ کے پھل اور پھول کس نے بنائے؟ اتنے سارے انسانوں کو اور چھوٹے بڑے جانوروں کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ اتنی بڑی کائنات کیسے وجود میں آگئی؟ انسانوں نے بولنا کیسے سیکھا اور ان کو شعور اور سمجھ کی صلاحیت کہاں سے ملی؟ آسمان سے بارش کون برساتا ہے اور زمین سے غلے کون اگاتا ہے؟ تو ان سب کے جواب میں کہیں گے کہ وہ اللہ ہے جو ان تمام چیزوں کا خالق ہے اور مالک ہے۔ یہ دنیا اور اس کی چیزیں خود بخود وجود میں نہیں آگئی ہیں، اگر ایسا کوئی سمجھتا ہے تو وہ سراسر غلط ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ایک جگہ گارے، پانی، پتھر، اینٹ وغیرہ رکھ دیں، تو کچھ دنوں کے بعد وہاں خود بخود مکان تیار نہیں ہو جائے گا، بلکہ وہاں مکان بنانے والے کا ہونا ضروری ہے، اس کے بعد ہی مکان تیار ہو سکتا ہے۔ جب ایک چھوٹا سا مکان بغیر بنانے والے کے نہیں بن سکتا، تو پھر اتنی بڑی کائنات بغیر بنانے والے کے خود بخود کیسے بن سکتی ہے اور اتنے سارے انسان اپنے آپ کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یقیناً ان کا کوئی خالق ہیں اور وہ صرف اللہ کی ذات ہے، جس نے سب کو پیدا کیا ہے اور وہی سارا نظام چلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ ہے اللہ جو تمہارا پالنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہر چیز کا خالق ہے، لہذا اسی کی عبادت کرو، وہ ہر چیز کی نگرانی کرنے والا ہے۔

[سورہ انعام: ۱۰۲]

ایک جگہ ارشاد ہے: کہہ دو کہ صرف اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ تنہا ہی ایسا ہے کہ اس کا اقتدار سب پر حاوی ہے۔

[سورہ رعد: ۱۶]

اللہ تعالیٰ نے جب انسانوں کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا، تو پانی اور مٹی سے ایک پاکیزہ

صورت بنائی، پھر اس میں اپنی روح پھونکی اور اس کا نام ”آدم“ رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں ان سے پہلے انسانوں کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام سے ہی حضرت حوا کو پیدا کیا۔ پھر ان ہی دونوں سے دنیا میں انسانوں کی نسل پھیلی، آج ہم سب لوگ ان ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان ہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے انسان کو ”آدمی“ بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے فوراً بعد ہی عقل و شعور، فہم و فراست اور علم کی دولت سے نواز دیا تھا۔ ایسا نہیں ہے کہ انسان پہلے پیدا ہوا پھر ایک عرصے کے بعد اس کے اندر فہم اور شعور پیدا ہوا۔ اسی طرح انسان جو بولتا ہے، اس کے الفاظ کسی جانور اور پرندے کی آواز سے تخلیق کیے ہوئے نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بولنا سکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور آدم کو اللہ نے سارے نام سکھا دیے۔ [سورہ بقرہ: ۳۱]

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: رحمن نے قرآن کی تعلیم دی، اس نے انسان کو پیدا کیا (پھر) اس کو گویائی سکھائی۔ [سورہ رومن: ۱۰۱]

۶ چھ مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

نماز کی اہمیت

سبق ۲

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے، نماز اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کا وہ طریقہ ہے، جو حضور ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے، یہ اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور تمام عبادتوں میں افضل ہے، نماز ہر شخص پر فرض ہے خواہ تندرست ہو یا بیمار، گھر میں ہو یا سفر میں، اس لیے اس کو بڑے اہتمام کے ساتھ ادا کرنا چاہیے اور اس کی ادائیگی میں غفلت نہیں برتنا چاہیے۔ کیونکہ اس کی ادائیگی میں غفلت سے کام لینا تباہی و بربادی کا بڑا سبب اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بڑا ذریعہ ہے۔

قرآن وحدیث میں نمازوں کو ادا کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور نماز کی پابندی رکھیے بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

[سورۃ غلکبوت: ۴۵]

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بے شک نماز مسلمانوں پر اپنے مقررہ وقتوں میں فرض ہے۔

[سورۃ نساء: ۱۰۳]

حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا، رکوع اور سجدہ جیسے کرنا چاہیے ویسے ہی کیا اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کیا، تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔ اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا (نماز کے بارے میں کوتاہی کی)، تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، چاہے گا تو بخش دے گا اور چاہے گا، تو اس کو عذاب دے گا۔

[ابوداؤد: ۴۲۵، ابن ماجہ: ۴۲۵، سنن ابی داؤد: ۴۲۵]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: بندے اور کفر و شرک کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا ہی فاصلہ ہے۔

[مسلم: ۳۵۷، ابن ماجہ: ۴۲۵]

قیامت کے دن بھی سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور اسی پر کامیابی کا دار و مدار ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بیشک قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کی جانچ ہوگی۔ اگر وہ ٹھیک نکلی، تو بندہ کامیاب اور بامراد ہوگا۔ اور اگر اس کی نماز خراب نکلی، تو بندہ ناکام اور نامراد ہو جائے گا۔

[ترمذی: ۴۱۳۰، ابن ابی ہریرہ: ۴۱۳۰]

ان آیات اور احادیث سے نماز کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے، ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری آیتوں اور حدیثوں میں نماز پڑھنے کی تاکید آئی ہے، اس لیے ہم لوگوں کو خوب اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہیے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دینی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نمازوں کا بڑا اہتمام فرماتے تھے، سخت مصیبت کے وقت بھی نماز ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔ اگر کسی کام کاج میں مشغول ہوتے اور درمیان میں نماز کا وقت آجاتا، تو سارے کام چھوڑ کر مسجد کی طرف نکل پڑتے اور نماز ادا فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بازار میں کچھ لوگوں نے اذان کی آواز سنی، تو اپنا سامان چھوڑ دیا اور نماز ادا کرنے کے لیے نکل پڑے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **رَجَالٌ لَا تُلَهِیْہُمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِتِیَآءِ الزَّکٰوۃِ** [شعب الایمان: ۲۹۱] ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں، جنہیں کوئی تجارت یا کوئی خرید و فروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے، نہ نماز قائم کرنے سے نہ زکوٰۃ دینے سے۔

۶ چھ مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۳ گانے بجانے سے بچنا

گانا بجانا انتہائی سخت گناہ ہے، دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی کا سبب ہے، اس کے بے شمار نقصانات ہیں، گانا بجانا شرم و حیا کو گھٹاتا ہے اور اخلاق و مروت کو ختم کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور دل کے بگاڑ کا ذریعہ ہے، معاشرے اور ماحول کو تباہ کر ڈالتا ہے، جو قوم گانے بجانے میں مصروف ہوتی ہے اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔

قرآن وحدیث میں گانے بجانے والوں پر سخت وعید آئی ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ لوگوں کو بے سمجھے ہو جھے اللہ کے راستے سے بھٹکائیں اور اس کا مذاق اڑائیں، ان لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا [سورہ لقمان: ۶]

اس آیت میں ”غافل کرنے والی بات“ (لَہُوَ الْخَدِیْثُ) سے مراد وہ تمام باتیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی یاد سے غافل کر دے جیسے جھوٹے قصے کہانیاں اور چٹکے، خرافات اور گانا بجانا وغیرہ۔ [روح المعانی: ۱۲/۱۰۲]

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہاں کے لیے رحمت و ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے گانے بجانے کے آلات، بانسریوں، بتوں، صلیبوں اور

جوابیت کی رسموں کو مٹا ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ [مسند احمد: ۲۲۳۰۷، عن ابی امامہ رحمہ اللہ]

اس حدیث میں حضور ﷺ نے اپنی بعثت کا ایک مقصد گانے بجانے کی چیزوں کو ختم کرنا قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ دوسری حدیثوں میں ان لوگوں کے بارے میں انتہائی سخت وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں گانے بجانے کا شغل اختیار کرتے ہیں، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے اور پتھروں کی بارش کے واقعات پیش آئیں گے، مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور راگ باجوں کا دور دورہ ہوگا اور کھلے عام شرابیوں پی جائیں گی۔ [ترمذی: ۲۲۱۲، عن عمران بن حصین رحمہ اللہ]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گانا بجانا دل میں نفاق کو اگاتا ہے جیسا کہ پانی کھتی کو اگاتا ہے۔ [شعب الایمان: ۵۱۰۰]

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے قیامت کی چند نشانیاں بیان فرمائیں، ان ہی میں سے یہ بھی ہے کہ جب گانے والی عورتیں اور راگ باجے عام ہو جائیں گے، شرابیوں کی کثرت سے پی جائیں گی اور اس امت کے آخری لوگ پہلے زمانے کے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں گے، تو اس وقت سرخ آندھیوں، زلزلوں، زمین میں دھسنے، شکلوں کے بگڑ جانے، پتھروں کی بارش برسنے اور طرح طرح ایسی نشانیوں کا انتظار کرنا جو پے در پے اس طرح آئیں گی جیسے پرانے ہار کی لڑی ٹوٹ جانے سے اس کے دانے ایک ایک کر کے بکھر جاتے ہیں۔

[ترمذی: ۲۲۱۱، عن ابی ہریرہ رحمہ اللہ]

اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں، جن میں آپ ﷺ نے گانے بجانے اور اس کا شغل اختیار کرنے کی مذمت بیان کی ہے اور اس برے فعل میں مبتلا ہونے والے لوگوں کو اس کے خطرناک انجام سے باخبر کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے۔ آمین

کسی کا مذاق نہ اڑاؤ

مذاق اڑانے سے مراد یہ ہے کسی شخص کے عیب کا اس طرح ذکر کیا جائے کہ لوگ سن کر ہنسیں اور اس میں اس کی رسوائی ہو، یہ اسلام میں جائز نہیں ہے بلکہ سخت گناہ ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل قدر تقویٰ و پرہیزگاری اور نیک عمل کی ہے، آدمی جتنا زیادہ پرہیزگار اور نیک عمل کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا مقام و مرتبہ اتنا ہی اونچا ہوگا۔ جس آدمی کا ہم مذاق اڑا رہے ہیں، ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا بڑا مرتبہ ہو اور وہ اللہ کا محبوب بندہ ہو، ایسی صورت میں ہم ایک نیک بندے کا مذاق اڑانے والے بن جائیں گے اور یہ ہلاکت و تباہی کا سبب ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کسی کا مذاق اڑانے سے منع کیا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے ایمان والو! نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں، اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے، اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ بڑے ظالم ہیں۔ [سورہ حجرات: ۱۱]

اس آیت میں مذاق اڑانے سے مراد صرف زبان سے ہی مذاق اڑانا نہیں ہے، بلکہ کسی کی نقل اتارنا، کسی کی طرف آنکھ وغیرہ سے اشارے کرنا، کسی کی بات چیت، شکل و صورت اور لباس و پوشاک پر ہنسنا یا کسی کے عیب کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا وغیرہ یہ سب مذاق اڑانے میں داخل ہے اور سب ناجائز ہے، اس سے ہم سب کو بچنا چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح کی بری باتوں سے بہت سختی سے بچا کرتے تھے، صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ انسانوں کا مذاق نہیں اڑاتے تھے، بلکہ جانوروں پر بھی ہنسنے اور اس کا مذاق اڑانے کو بہت برا

سمجھتے تھے؛ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اگر کسی کتے کا بھی مذاق اڑاؤں، تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میں خود کتنا نہ بنا دیا جاؤں۔ [مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۵۵۴۶]

۶ چھ مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۵ قرآن وحدیث کی تعلیم

قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے اسلامی علوم میں مہارت اور گہری بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے، یہ ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لیے صرف عربی جان لینا کافی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن میں دو قسم کی آیتیں ہیں، ایک تو وہ آیتیں ہیں جن میں عام نصیحت کی باتیں ہیں، سبق آموز واقعات ہیں اور عبرت وموعظت کے مضامین ہیں۔ مثلاً دنیا کی ناپائیداری کا بیان ہے، جنت اور دوزخ کے حالات کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کی فکر پیدا کرنے والی باتیں ہیں وغیرہ۔ اس قسم کی آیتیں آسان ہیں، اور جو شخص عربی زبان جانتا ہو، وہ ان کو سمجھ کر نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح کی آیتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بلاشبہ ہم نے قرآن کریم کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ [سورہ قمر: ۱۷]

دوسری قسم کی وہ آیتیں ہیں جن میں احکام ومسائل کا بیان ہے، عقیدے سے متعلق باتیں ہیں اور علمی مضامین پر مشتمل ہیں۔ ان آیتوں کا سمجھنا اور ان سے احکام ومسائل کا نکالنا ہر شخص کا کام نہیں ہے، اس کے لیے اسلامی علوم میں بڑی پختگی اور مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جبکہ ان کی مادری زبان عربی تھی، ان ہی کی زبان میں قرآن نازل ہوا تھا، ساتھ ہی وہ لوگ بہت ذہین تھے، مگر پھر بھی وہ لوگ باضابطہ طور پر قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے، حضور ﷺ سے پوچھ پوچھ کر اس کے معانی اور مراد کو سمجھتے تھے اور اس کے لیے بڑی لمبی مدت صرف کرتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے کہ جب وہ

لوگ حضور ﷺ سے دس آیتیں سیکھتے تو اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان آیتوں کے متعلق تمام علمی و عملی باتوں کا احاطہ نہ کر لیتے۔ وہ فرماتے تھے: ہم نے قرآن اور علم و عمل ساتھ ساتھ سیکھا ہے۔

[الانسان: ۲۰، ۲۱]

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں، علم و فضل میں ان کا بڑا مقام ہے۔ مگر انھوں نے صرف سورہ بقرہ سیکھنے میں پورے آٹھ سال صرف کر دیے۔

[موطا امام مالک: ۴۷۹]

اب غور کرنے کی بات ہے کہ اگر قرآن کو سمجھنے کے لیے صرف عربی جان لینا کافی ہوتا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مادری زبان ہی عربی تھی، پھر دس آیتوں کو باضابطہ اہتمام کے ساتھ کیوں سیکھ رہے ہیں اور صرف ایک سورت کو سیکھنے میں آٹھ آٹھ سال صرف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اصل وجہ یہ ہے کہ اس کو سمجھنے کے لیے صرف عربی جاننا کافی نہیں تھا، بلکہ حضور ﷺ کی صحبت اور علم سے فائدہ اٹھانا ضروری تھا۔ چنانچہ ان حضرات نے آپ ﷺ کی صحبت میں رہ کر اور پوچھ پوچھ کر علم حاصل کیا۔ اور پھر جب تابعین کا زمانہ آیا تو ان لوگوں نے بھی صحابہ کرام کے پاس جا کر اور ان کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کیا اور ان سے پوچھ پوچھ کر معانی و مراد کو سمجھا۔

اس لیے ہمیں بھی کسی ماہر عالم دین کی مدد سے ہی قرآن و حدیث کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر ہم کہیں پر کسی مفہوم کو سمجھنے میں غلطی کر جائیں گے، تو وہ ہماری اصلاح کر دیں گے۔ ورنہ ہم اکثر غلطیاں کرتے رہیں گے اور بسا اوقات ہم کو اپنی غلطی کا احساس تک نہ ہوگا، بلکہ بعض مرتبہ ہم اس کے معانی اور مراد کو اپنی طرف سے بیان کر دیں گے، اور یہ چیز بڑی خطرناک ہے۔ حضور ﷺ نے اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے اور جو لوگ ایسی بیہودہ جرأت کرتے ہیں اس کے لیے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص قرآن کے معاملے میں اپنی رائے سے گفتگو کرے اور اس

میں صحیح بات بھی کہہ دے تب اس نے غلطی کی۔ [ترمذی: ۲۹۵۲، سنن جندب بن عبد اللہ رحمہ اللہ]

دوسری جگہ ارشاد ہے: جو شخص قرآن کے معاملے میں علم کے بغیر کوئی بات کہے، تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ [ترمذی: ۲۹۵، سنن ابن عباس رحمہ اللہ]

۶	چھ مہینے میں	۴	دن پڑھائیں	تاریخ	درجہ معلم	درجہ طالب الدین
---	--------------	---	------------	-------	-----------	-----------------

سبق ۶ بدشگونی نہ لینا

بدشگونی لینا یعنی کسی جانور وغیرہ کو دیکھ کر یہ سمجھنا کہ اب اس سے آفت آئے گی، یا سامنے بلی وغیرہ کے گزرنے کی وجہ سے یہ خیال کرنا کہ بلی نے میرا راستہ کاٹ دیا، اب سفر کرنا مناسب نہیں ہے۔ یا کسی اور طرح سے بدشگونی لینا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ یہ ایک طرح کی توہم پرستی ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس لیے کہ کسی جانور یا کسی پرندے کے آنے سے کوئی مصیبت نہیں آتی اور نہ ہی کسی بلی وغیرہ کے راستے سے گزر جانے کی وجہ سے کچھ نقصان ہوتا ہے۔ بلکہ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے خواہ اچھا ہو یا برا، وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ چاہے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور اگر وہ کچھ کرنا چاہے، تو پوری دنیا مل کر بھی اسے نہیں روک سکتی۔

حضور ﷺ کی بعثت سے قبل اس طرح کی بدشگونی لینے کا رواج تھا۔ مثلاً زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا خیال تھا کہ جنگلوں میں جنات اور شیطین مختلف شکلوں میں دکھائی دیتے ہیں، مسافروں کو راستہ بھلا دیتے ہیں اور ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس خیال کی تردید فرمائی اور اس کو بے حقیقت قرار دیا، یعنی ان جنات اور شیطین کو اتنی قدرت حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر مسافروں کو راستہ بھلا دیں اور ان کو ہلاک کر ڈالیں۔

بعض لوگ سمجھتے تھے کہ جب اُلُو کسی کے گھر پر بیٹھ جاتا ہے، تو وہ گھروں میں جو جاتا ہے یا اس گھر کا کوئی فرد مر جاتا ہے۔ اسی طرح لوگ عصفور کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس مہینے میں آفتیں اور بلائیں اترتی ہیں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ نے

ان تمام عقیدوں کی اصلاح فرمائی اور اس طرح کے خیالات کو غلط قرار دیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگنا، بدشگونی، او سے بدفالی لینا اور صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا بے حقیقت ہے۔

[بخاری ۵۷۵۷، سنن ابی ہریرہ]

زمانہ جاہلیت میں یہ بھی سمجھا جاتا تھا کہ بڑے آدمیوں کی موت پر سورج کو گھن لگتا ہے، حضور ﷺ کی زندگی میں ٹھیک اسی دن سورج کو گھن لگا تھا جس دن آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ انتقال ہوا تھا۔ کچھ لوگوں کی زبان پر یہ جملہ بھی آگیا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال کی وجہ سے سورج کو گھن لگ گیا۔ آپ ﷺ نے اس خیال کو بڑی تاکید کے ساتھ رد فرمایا، سب سے پہلے آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی، اس کے بعد ارشاد فرمایا: بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی (زبردست قدرت کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ کسی کی موت اور زندگی سے اس کو گھن نہیں لگتا۔ (بلکہ ان پر بھی اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت چلتی ہے اور بندوں کے دلوں میں خوف خدا پیدا کرنے کے لیے چاند اور سورج کو گھن لگتا ہے) لہذا جب تم ان کو گھن لگتے دیکھو، تو اللہ کا ذکر کرو، اور اس کی کبریائی بیان کرو، اور اس کے حضور میں نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔

[بخاری]

بہر حال اس طرح کی بدشگونی اور توہم پرستی کی مخالفت آج کے سائنس کا کمال نہیں ہے، بلکہ ایسی توہم پرستی کی مخالفت سب سے پہلے دین اسلام نے کی ہے اور سب سے پہلے حضور ﷺ نے ایسی چیزوں سے روکا ہے۔

۷۔ ساتویں مہینے میں ۴۔ دن پڑھائیں

دین اسلام

سبق ۷

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے، اسی دین پر عمل کرنے کے بعد انسان کو کامیابی مل سکتی ہے، اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب اللہ کے نزدیک مقبول و محبوب نہیں ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک (معتبر) دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ [سورہ آل عمران: ۱۹]

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: جو کوئی شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا، تو اس سے وہ دین نہیں قبول کیا جائے گا اور آخرت میں ان لوگوں میں شامل ہوگا جو سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔
[سورہ آل عمران: ۸۵]

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: ① اس بات کا دل سے اقرار کرنا اور گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ② اچھی طرح نماز پڑھنا ③ زکوٰۃ دینا ④ حج کرنا ⑤ اور رمضان کے روزے رکھنا۔
[بخاری: ص ۱۸۷ نمبر ۱۸۷۰]

اسلام ایک مکمل دین ہے، اس میں کمی و زیادتی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو مکمل کر دیا ہے اور ہمارے لیے اسی دین کو پسند کر لیا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ”توحید“ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اور صرف وہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے، اس کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے، جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو، کیوں کہ وہی ہمارا اور سب کا خالق و مالک ہے، وہی پالنے والا اور روزی دینے والا ہے، وہی مارنے والا اور جلانے والا ہے، ہر طرح کا نفع و نقصان اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اس کے حکموں میں الٹ پلٹ کا کسی کو اختیار نہیں ہے اور نہ ہی اس کے کاموں میں کسی کو دخل دینے کی ہمت ہے، لہذا صرف اسی کی عبادت و بندگی کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ کسی کی بھی عبادت و بندگی کرنا اور کسی دوسرے کے سامنے جھکنا اور سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز عبادت بھی اسی طرح سے کرنا ضروری ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ عبادت کا طریقہ سکھایا ہے، اپنی طرف سے عبادت کا کوئی طریقہ گڑھ لینا اور یہ سمجھنا کہ چاہے ہم جس طریقے سے بھی عبادت کریں، وہ اللہ ہی کی عبادت ہوگی اور سب اللہ کے یہاں مقبول ہوں گی، بہت بڑی غلطی اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے۔ پھر جب تم امن کی حالت میں آ جاؤ، تو اللہ کا ذکر اس طریقے سے کرو جو اس نے تمہیں سکھایا ہے جس سے تم پہلے ناواقف تھے۔ [بقرہ: ۲۳۹]

اسلام کے بنیادی عقیدوں میں سے آخرت بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا ہر چیز کو اس دنیا میں زوال اور فنا ہے، جس کو موت کہا جاتا ہے اور ایک دن اس پوری دنیا کو بھی ختم ہونا ہے جس کو قیامت کہا جاتا ہے، اس کے بعد انسان و جنات کو اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنا حساب کتاب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہر شخص کو اچھا عمل کرنے کا موقع دیا ہے، جو اچھا عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اچھا بدلہ دیں گے اور جو شخص برا عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیں گے۔

ایسا نہیں ہے کہ اچھے عمل کرنے والا انسان مرنے کے بعد اسی دنیا میں دوبارہ اچھی شکل میں پیدا ہوگا اور برے عمل کرنے والا بری شکل میں پیدا ہوگا۔ بلکہ انسان ایک مرتبہ مرجانے کے بعد دوبارہ اس دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آکھڑی ہوگی تو وہ کہے گا کہ میرے پروردگار! مجھے واپس بھیج دیجیے تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں، ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہی بات ہے جو وہ زبان سے کہہ رہا ہے اور ان (مرنے والوں) کے سامنے عالم برزخ کی آڑ ہے، جو اس وقت تک قائم رہے گی جب تک ان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔ [مومنون: ۹۹، ۱۰۰]

اور ایک جگہ ارشاد ہے: اور وہ اس دوزخ میں چیخ و پکار مچائیں گے کہ ”اے ہمارے پروردگار! ہمیں باہر نکال دے تاکہ ہم جو کام پہلے کیا کرتے تھے انہیں چھوڑ کر نیک عمل کریں۔ (ان سے جواب میں کہا جائے گا کہ) بھلا کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کسی کو اس میں سوچنا سمجھنا ہوتا، وہ سمجھ لیتا؟ اور تمہارے پاس خبردار کرنے والا بھی آیا تھا۔ اب مزا چکھو، کیوں کہ کوئی نہیں ہے جو ایسے ظالموں کا مددگار بنے۔ [سورہ فاطر: ۳۷]

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۸

خوش کلامی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زبان جیسی ایک عظیم نعمت عطا فرمائی ہے، ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اس نعمت کا صحیح استعمال کرے اور اس کو غلط استعمال سے بچائے، جب کسی سے بات کرنا ہو تو اچھی گفتگو کرے، خوش کلامی اختیار کرے، اچھے لہجے میں نرمی کے ساتھ بات کہے۔ اگر کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو پہلے اس کو سلام کرے، اس کا حال دریافت کرے، اگر کوئی خوشی کا موقع ہو تو اس کو مبارک باد دے اور اگر غم کا موقع ہو تو اس کے غم میں شریک رہے، اگر اس کی طرف سے کچھ احسان کا معاملہ ہو تو اس کا شکریہ ادا کرے؛ یہ سب اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہیں۔

خوش کلامی اور نرم گفتگو سے آپس میں محبت و الفت اور اتحاد و یگانگت پیدا ہوتی ہے، ایک دوسرے کے حق میں رحم کھانے اور خیر خواہی و ہمدردی کا جذبہ ابھرتا ہے، جب کہ بدگوئی اور بدکلامی سے آپس میں پھوٹ پڑتی ہے، نفرت، بغض و حسد اور انتقام کا جذبہ ابھرتا ہے اور آپسی الفت و محبت ختم ہو کر ایک دوسرے سے دوری بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ دین اسلام چوں کہ محبت اور بھائی چارگی والا دین ہے، اس لیے اس نے خوش کلامی کی صفت اپنانے پر بہت زیادہ زور دیا ہے، اور اس کی فضیلتیں بیان کر کے اس کو اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے، اور اس کے برخلاف بدزبانی کے نقصانات کو بیان کر کے اس سے بچنے کی ہدایت دی ہے۔ ویسے فحش باتیں کرنا اور زبان سے گندے الفاظ نکالنا اور کسی سے کراحت لہجے میں باتیں کرنا تہذیب و شرافت کے بھی خلاف ہے، اور ایسی باتیں ایک مسلمان کی شان سے تو بہت بعید ہیں۔ اس کی زبان سے تو ہمیشہ حق و صداقت اور نیکی کی باتیں نکلا کرتی ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: مومن لعن طعن کرنے والا، فحش گو اور زبان درازی کرنے والا

نہیں ہوتا۔

[ترمذی ۷۷۱۹، ابن ماجہ ۱۰۱۰، مسند احمد ۱۰۱۰]

اور ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اچھی گفتگو کرنا صدقہ ہے۔

[بخاری: ۲۹۸۹، کنز الدین: ۱/۱۰۷]

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور میرے (مومن) بندوں سے کہہ دیں کہ وہی بات کہنا کریں جو بہترین ہو۔ درحقیقت شیطان لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے، شیطان یقینی طور پر انسان کا کھلا دشمن ہے۔

ایک دفعہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایسے (صاف و شفاف) بالا خانے ہیں جن کا بیرونی حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے اور جن کا اندرونی حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ ایک بدوی صحابی مجلس میں حاضر تھے، بے تابانہ بولے کہ یا رسول اللہ! یہ جنت کس کو ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو جو خوش کلامی اختیار کرے، بھوکوں کو کھانا کھائے، اکثر روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ (رات میں) سو رہے ہوں۔

[ترمذی: ۱۹۸۴، منہجی رضی اللہ عنہ]

۷۔ ساتویں سینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۹۔ بہنوں کے ساتھ حسن سلوک

اسلام نے رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کی بڑی تاکید کی ہے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنے اور تعلقات کو نبھانے پر بڑا زور دیا ہے، جو لوگ اپنے تعلقات کو اچھی طرح نبھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ آخرت میں ان کو خوب اجر و انعام سے نوازیں گے، اور جو لوگ اپنے تعلقات کو نہیں نبھاتے اور بلاوجہ ختم کر ڈالتے ہیں، اللہ ان سے ناراض ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کو آخرت میں سخت سزا دیں گے۔

اسلام نے جن رشتے داروں کے ساتھ خاص طور پر حسن سلوک اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے، ان میں سے ایک بہنیں بھی ہیں، بھائیوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، اگر بہنیں بڑی ہوں، تو ان کا ادب و احترام بجالائے، ان کا کہنا

مانے، ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ دے، اور اگر بہنیں چھوٹی ہوں، تو ان پر شفقت و مہربانی کا معاملہ کرے، ان کو اچھے اخلاق سکھائے، دین کی باتیں بتائے، ان کی تعلیم کی فکر کرے، اور ان کی ضروریات کا پورا خیال رکھے، ایسے لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے جنت کی خوشخبری سنائی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس بندے کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں، یا صرف دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے (حقوق کی ادائیگی کے) سلسلے میں اللہ سے ڈرتے رہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کر دیں گے۔

[ترمذی: ۱۹۱۳، ابن ابی شیبہ: ۱۱۱۱]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو اپنی ماں کے ساتھ، اپنے باپ کے ساتھ، اپنی بہن کے ساتھ اور اپنے بھائی کے ساتھ حسن سلوک کر، ان کے بعد جو رشتہ دار زیادہ قریب ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک کر۔

[مسند رک: ۲۴۵، ابن ابی رموح: ۱۱۱۱]

اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ بہنوں کا پورا خیال رکھے، ان کے حقوق کو ادا کرے، ان کو کوئی ضرورت درپیش ہو تو ممکن حد تک اس کو پوری کرنے کی کوشش کرے، نیز یہ بھی یاد رہے کہ ماں باپ کی جائیداد میں جس طرح ہمارا حصہ ہے، اسی طرح ہماری بہنوں کا بھی حصہ مقرر ہے، اور ان کو ان کا حصہ دینا ضروری ہے، ان کو اپنا حصہ نہ دینا اور بہ زور و بردستی ان کے حصے پر قبضہ کیے رہنا ناجائز اور حرام ہے اور دنیا آخرت میں اس کا انجام بڑا خطرناک ہے۔ یہ دوسروں کا حق دباننا اور ان کے زمین و جائیداد کو غصب کرنا ہے جس کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی دوسرے کی کچھ بھی زمین ناحق لے لی تو قیامت کے دن وہ اس زمین کی وجہ سے زمین کے ساتوں حصے تک دھنسا یا جائے گا۔

[بخاری: ۲۳۵۴، ابن ماجہ: ۱۱۱۱]

سبق ۱۰ جھوٹی قسمیں نہ کھانا

قسم عام طور پر اپنی بات کو مؤکد کرنے اور اپنی امانت داری اور سچائی کو ظاہر کرنے کے لیے کھائی جاتی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بلا ضرورت قسمیں نہیں کھانی چاہیے، اور اگر کبھی قسم کھانے کی ضرورت پڑے تو صرف اللہ کی قسم کھانی چاہیے، اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں ہے، نیز جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی بچنا چاہیے، کیوں کہ جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اور دنیا و آخرت میں اس کا وبال بڑا سخت ہے۔

جھوٹی قسموں کا تعلق گزری ہوئی باتوں سے ہوتا ہے، مثلاً کوئی بات پیش آئی اور اس کے بارے میں قسم کھا کر کہہ دیا جائے کہ وہ بات پیش نہیں آئی ہے۔ یا کوئی بات پیش نہ آئی ہو اور قسم کھا کر کہا جائے کہ وہ بات پیش آ چکی ہے۔ مثلاً کسی آدمی نے کوئی بات کہی ہے، اور جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تو نے ایسی بات کہی ہے، تو قسم کھا کر صاف انکار کر دیتے ہیں، یا جیسے کہ ایک آدمی کسی سامان کا مالک نہیں ہوتا مگر قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں ہی اس کا مالک ہوں یا جیسے کہ تاجر لوگ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے یہ سامان اتنے کا خریدا ہے، حالانکہ وہ سامان اتنے روپے کا نہیں ہوتا ہے، یہ سب جھوٹی قسم ہے اور ہر انسان کو اس سے بچنا ضروری ہے؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے جھوٹی قسم کے ذریعے کوئی مال حاصل کر لیا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ کوڑھی ہوگا۔

[ابوداؤد: ۳۴۳۳، ابن ماجہ: ۱۷۱۱، ترمذی: ۱۷۱۱، ابن ماجہ: ۱۷۱۱]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کا مال جھوٹی قسم کے ذریعے حاصل کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

[مسند درک: ۸۰۳، ابن ماجہ: ۱۷۱۱، ابن ماجہ: ۱۷۱۱]

جب کوئی تاجر جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچتا ہے، تو لوگ اس کی قسم کا اعتبار کر کے اس سے سامان خریدتے ہیں اور اس طرح اس کا سامان خوب بکتا ہے، مگر جھوٹی قسم کھانے کی

نحوست سے اس کے مال سے اللہ تعالیٰ برکت اٹھا لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اس مال سے صحیح طور پر فائدہ نہیں اٹھا پاتا اور زندگی بھر پریشان رہتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جھوٹی قسم مال تو بکوادیتی ہے مگر برکت ختم کر دیتی ہے۔

[مسلم: ۴۳۰۹، ابن ابی بکر: ۱۰۰]

۷۔ ساتویں مہینے میں ۴۰ دن پڑھائیں	تاریخ	وخطوط معلم	دخطوط والدین
-----------------------------------	-------	------------	--------------

سبق ۱۱ پڑوسیوں کے حقوق

اسلام نے ماں باپ، بھائی بہن، میاں بیوی اور دوسرے رشتے داروں کے علاوہ پڑوسیوں کے کے بھی حقوق بیان کیے ہیں، قرآن کریم میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور حضور ﷺ نے ان کے حقوق ادا کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبرئیل مجھے پڑوسی (کے حقوق) کے بارے میں برابر وصیت (تاکید) کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ اس کو (ترکہ کا) وارث بھی بنادیں گے۔

[بخاری: ۶۰۱۳، ابن عساکر: ۱۰۰]

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

[مسلم: ۱۸۵، ابن ابی فریح: ۱۰۰]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص مسلمان نہیں ہے، جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور پہلو میں رہنے والا اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

[شعب الایمان: ۵۶۶، ابن عبد اللہ بن عباس: ۱۰۰]

ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! میرے پڑوسی کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ بیمار ہو جائے، تو اس کی عیادت کرو، اگر وہ انتقال کر جائے، تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ، اگر وہ قرض مانگے تو اس کو قرض دے دو، اگر وہ ننگے ہوں (یعنی اس کے پاس کپڑے نہ ہوں) تو اس کو کپڑے دیدو، اگر اس کو کوئی نعمت ملے، تو اس کو مبارک باد دو، اگر اس کو کوئی مصیبت پہنچ جائے، تو اس کو تسلی دو اور تم اپنی عمارت کو اس کی عمارت سے بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہو ابند ہو جائے اور اپنی ہنڈیا کی مہک کے ذریعہ اس

[طبرانی کبیر: ۱۶۳۵۸، عن معاویہ بن حذافہ رحمہ اللہ]

ان احادیث میں پڑوسی کے حقوق کتنی اہمیت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں! اس لیے ہم کو اپنے پڑوسیوں کا خوب خیال کرنا چاہیے، ہم اس بات کی پوری کوشش کریں کہ اپنی ذات سے اس کو کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ پہنچے، ضرورت کے موقع پر ان کی مدد کر دیا کریں، کبھی کبھی ان کو کچھ ہدیے تحفے بھی بھیجا کریں، ان کے دکھ سکھ میں شریک رہیں، ان کے آرام و راحت کا خیال رکھیں۔ اپنے گھر کا کچرا وغیرہ پڑوسی کے گھر کے سامنے یا گلی میں نہ پھینکیں، اس سے ان کو تکلیف ہوگی، ان سارے حقوق کے ساتھ ساتھ پڑوسیوں کا ایک بہت بڑا حق یہ بھی ہے کہ ان کو نیک اعمال پر لانے کی کوشش کریں، اگر ہم ایسا کریں گے، تو اللہ تعالیٰ ہم سے بہت خوش ہوں گے اور ہمیں بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

[۸] آٹھویں مہینے میں [۳] دن پڑھائیں

جھوٹ کا وبال

سبق ۱۲

جھوٹ بولنا بہت بری عادت ہے، ہر قوم میں جھوٹ بولنا ناجائز رہا ہے، یہاں تک کہ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ اس کو برا سمجھتے تھے۔ حضور ﷺ نے اس کی بہت قباحیت بیان کی ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: سچائی کو لازم پکڑو کیوں کہ سچائی نیکی تک لے جاتی ہے اور سچائی اور نیکی (کو اختیار کرنے والا) جنت میں جائے گا اور جھوٹ سے بچو، کیوں کہ جھوٹ گناہ تک لے جاتا ہے اور جھوٹ و گناہ (کو اپنانے والا) جہنم میں جائے گا۔

[ابن ماجہ: ۳۸۴۹، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

جھوٹ بولنا بذاتِ خود گناہ ہے، مگر بعض صورتوں میں اس کی قباحیت بڑھ جاتی ہے، مثلاً کوئی شخص ہمارے اوپر پورا بھروسہ کرتا ہے، ہمیں بالکل سچا سمجھتا ہے اور ہمارے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہے اور ہم اُس کے اس حسن ظن کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جھوٹ بولیں اور اس کو دھوکہ دیں، تو یہ بڑی خیانت ہوگی اور بدترین قسم کا جرم ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات جھوٹی بیان کرو، حالاں کہ وہ تم کو اس میں سچا سمجھتا ہو۔
[ابوداؤد: ۳۹۷۷، ترمذی: ۱۸۰۷، ابن ماجہ: ۴۰۱۱]

جھوٹ کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں اور ہر ایک سے بچنا ضروری ہے، جیسے بعض لوگ چھٹی لینے کے لیے غلط طور پر ”میڈیکل سرٹیفکیٹ“ بنواتے ہیں اور دفتر کے ذمے دار کو دے دیتے ہیں؛ کیوں کہ دفتر والے بیماری کی اطلاع پا کر جلدی چھٹی دے دیتے ہیں، یا لمبی چھٹی منظور کر لیتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ جھوٹی سفارش لکھوا کر اپنا کام بنانا چاہتے ہیں، اور ان سب کو معمولی بات سمجھتے ہیں حالاں کہ یہ سب جھوٹ کی وعید میں داخل ہے اور بڑا گناہ ہے۔

اسی طرح بعض عورتیں اپنے بچوں کو بلاتے وقت کہتی ہیں کہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی، حالانکہ کچھ دینے کا ارادہ نہیں ہوتا ہے، صرف بچوں کو بہلا پھسلا کر اپنے پاس بلانا مقصود ہوتا ہے، مذہب اسلام نے اس کو بھی جھوٹ میں شامل کیا ہے اور گناہ قرار دیا ہے، حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے مکان میں موجود تھے، میری والدہ نے (میری جانب بند مٹھی بڑھا کر) کہا: یہاں آؤ میں تمہیں دوں گی۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر (میری والدہ سے) فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ والدہ نے جواب دیا کہ میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اسے کھجور نہ دیتی تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔
[ابوداؤد: ۳۹۹۱]

۸ آٹھویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

اچھے اخلاق

سبق ۱۳

”اخلاق“ خلق کی جمع ہے، خلق کے معنی عادت کے ہیں، اچھے اخلاق اور اچھی عادتوں کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے؛ کیوں کہ دنیا و آخرت کی کامیابی میں اس کا خاص دخل ہے، جس کے اخلاق جتنے اچھے ہوں گے، اس کی زندگی اتنی ہی سکون و اطمینان کے ساتھ

گذرے گی، لوگوں کے درمیان اس کی عزت رہے گی، ہر ایک سے تعلقات اچھے رہیں گے اور دوسرے لوگوں پر بھی اچھے اثرات پڑیں گے اور اس طرح آپس میں محبت بڑھے گی اور اس خوش اخلاقی کی وجہ سے آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگی اور جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے اخلاق کی اصلاح و درستگی کی بڑی اہمیت کے ساتھ تعلیم دی ہے اور اس کی بہت ساری فضیلتیں بیان فرمائی ہیں، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن مومن کے میزانِ عمل میں سب سے زیادہ جو وزنی چیز رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے۔

[ابوداؤد: ۴۷۹۹، ابن ابی العزواء: ۱۰۰]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔

[بخاری: ۳۷۵۹، ابن عبد اللہ بن عمرو: ۱۰۰]

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! انسان کو جو کچھ دیا گیا ہے، اس میں سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھے اخلاق“

[شعب الایمان: ۱۵۲۸، ابن الساکین: ۱۰۰]

خود حضور ﷺ سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے، بے حیائی و بے شرمی کی باتوں سے بہت دور رہتے تھے، یتیموں، یتیموں، یتیموں اور کمزوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے، مہمانوں کا اکرام فرماتے تھے، ہر ایک کا حق ادا کرتے تھے، ہمیشہ سچ بولتے تھے اور امانتوں کی حفاظت کرتے تھے، لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امین کہا کرتے تھے، جتنی بھی اخلاقی خوبیاں ہو سکتی ہیں، وہ ساری کی ساری آپ ﷺ کے اندر موجود تھیں۔

آپ ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد اس طرح بیان فرمایا کہ میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچا دوں۔

[مسند احمد: ۸۹۵۲، ابن ابی ہریرہ: ۱۰۰]

اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان میں ارشاد فرمایا ”بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔“

[سورہ قلم: ۴]

ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ہم اپنے اندر اچھے اوصاف و اخلاق پیدا کریں، جھوٹ، ظلم و ستم، غرور و تکبر اور بغض و حسد، گندی صفات اور تمام برائیوں سے اپنے آپ کو پاک رکھیں، سچائی، پاک دامنی، شرم و حیا، دوسروں کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی اور صبر و تحمل جیسی صفات پیدا کریں، ہر کام کا سلیقہ سیکھیں، ہر ایک کے حقوق ادا کریں اور ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کریں۔

۸ آٹھویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۴ والدین کا ادب و احترام

دنیا میں ہمارے سب سے بڑے محسن ہمارے والدین ہیں، ہم سے وہ خوب محبت کرتے ہیں، ہماری تربیت و پرورش میں انھوں نے کافی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور ہماری خوشی و مسرت اور آرام و راحت کے لیے اپنی ساری راحتوں کو قربان کیا ہے، ہم اگر ان کا بدلہ دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے، بس ہمیں چاہیے کہ ہم ان کے ساتھ حسن سلوک کریں، ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھیں، ان کے سامنے عظمت و احترام سے پیش آئیں، ان کے کاموں میں تعاون کریں اور اگر انھیں کوئی ضرورت ہو، تو ان کی ضرورتیں پوری کر دیا کریں۔

قرآن و حدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے، ان کا ادب و احترام کرنے اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کرنے کے بارے میں بہت تاکید دی گئی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو انھیں ”اُف“ تک نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو۔ بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔ اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے

سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ۔ اور یہ دعا کرو کہ اے میرے رب! جس طرح انھوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے۔ آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔

[سورہ بنی اسرائیل: ۲۴، ۲۳]

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: وہ شخص ذلیل ہو، وہ شخص ذلیل ہو، عرض کیا گیا: کون یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پائے، دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو، پھر بھی (ان سے حسن سلوک کر کے اور ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو سکے۔

[مسلم: ۲۶۷۴، ابن ابی مریمہ: ۱۰۷۱]

والدین میں بھی ماں کی خدمت کا حق باپ کے مقابلہ میں زیادہ ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ انھوں نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ انھوں نے پھر پوچھا: اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ انھوں نے چوتھی بار پوچھا: پھر کون؟ اس بار آپ ﷺ نے جواب دیا: تمہارا باپ۔

[بخاری: ۵۹۷۱]

ماں کی خدمت کے متعلق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے، وہ یمن کے رہنے والے تھے اور حضور ﷺ کے زمانے میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کی خدمت میں آنا چاہتے تھے، مگر ان کی والدہ کو خدمت کی ضرورت تھی، جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاس نہ آ سکے، لیکن والدہ کی خدمت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا مرتبہ عطا کیا تھا، بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے دعا کروا رہے تھے، جب حضرت اویس قرنی مدینہ منورہ آئے تو خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انتہائی شوق کے ساتھ ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور دعا کی درخواست کی۔

سبق ۱۵ پڑوسیوں کو نہ ستانا

انسانوں کا اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے بعد سب سے زیادہ واسطہ اپنے پڑوسیوں سے پڑتا ہے، وہی خوشی وغنی اور رنج و راحت میں شریک رہتے ہیں، اس لیے اسلام نے پڑوسیوں کے حقوق کو بڑی اہمیت دی ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے اور انھیں ستانے، برا بھلا کہنے اور ان کے سکون و راحت میں خلل ڈالنے کو بڑا گناہ بتایا ہے اور انھیں کسی طرح کی کوئی تکلیف پہنچانے سے منع کیا ہے، ہمارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے۔

[بخاری: ۵۱۸۵، مختلای ہریرہ: ۱۱۱۱]

پڑوسی کو ستانا اور اس کو تکلیف پہنچانا کتنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کے نزدیک کتنا ناپسندیدہ ہے، اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ سے ذکر کیا گیا کہ فلاں عورت دن میں روزے رکھتی ہے اور رات میں نماز پڑھا کرتی ہے، مگر وہ اپنے پڑوسی کو اپنی زبان سے تکلیف بھی پہنچاتی ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اس عورت میں کوئی بھلائی نہیں، وہ جہنم میں جائے گی، پھر ذکر کیا گیا کہ ایک عورت ہے، جو فرض نماز پڑھ لیتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے اور پیڑ کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، البتہ وہ اپنی زبان سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عورت جنت میں جائے گی۔

[مسند رک حاکم: ۴۳۰۵]

اس حدیث میں غور کریں کہ پڑوسیوں کو تکلیف دینے کی وجہ سے نماز روزے جیسی اہم عبادتیں بھی جہنم سے نہیں بچا سکیں اور اس کو جہنم کی سزا بھگتنی پڑی۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے بڑے جلال میں فرمایا کہ اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے، عرض کیا گیا: کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

[بخاری: ۶۰۱۶، مختلای ہریرہ: ۱۱۱۱]

اسی طرح دوسری حدیثوں میں بھی آپ ﷺ نے پڑوسیوں کو اذیت دینے پر تنبیہ

فرمائی ہے اور انسانوں کو اس برے فعل سے بچنے کی ہدایت دی ہے، اس لیے تمام لوگوں کو اس سے بچنا چاہیے اور اپنی زندگی میں اس بات کا پورا خیال رکھنا چاہیے کہ ہاتھ پیر، زبان یا کسی اور طرح سے پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے پائے اور شریعت نے ان کے لیے جو حقوق رکھے ہیں، ان کو ادا کرنے کی پوری کوشش کی جائے، اسی طرح سے ایک اچھا معاشرہ بنتا ہے اور ایسے ہی معاشرے اور ماحول میں انسانوں کو سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

۸ آٹھویں سیٹ میں ۳ دن پڑھائیں

بدزبانی سے بچنا

سبق ۱۶

زبان کے گناہوں میں سے بدترین گناہ بدزبانی اور فحش کلامی ہے، جیسے کسی پر لعن طعن کرنا، کسی کو برا بھلا کہنا، گالی دینا، یا اسی طرح کی کوئی اور بات زبان سے نکالنا، یہ سب گناہ کی باتیں ہیں اور مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اپنی زبان سے ایسی فحش باتیں نکالے اور نامناسب کلام کرے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بری باتوں اور بدکلامی کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے، یقیناً جانو؛ سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

[مسند احمد: ۲۰۸۳۱، ابن ماجہ: ۴۰۸۳]

رسول اللہ ﷺ انتہائی نرم مزاج اور خوش کلام تھے، آپ دشمنوں کے حق میں بھی کسی طرح کی بدزبانی پسند نہیں فرماتے تھے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ یہودی لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے (اپنی شرارت کی وجہ سے ”السلام علیکم“ کہنے کے بجائے) اَلَسَّامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ (جو کہ دراصل ایک طرح کی گالی ہے اور اس کا مطلب ہے کہ تم کو موت آئے، یہ آپ ﷺ کی شان میں زبردست گستاخی تھی، اسی وجہ سے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں فرمایا: تم ہی کو آئے اور تم پر خدا کی لعنت اور اس کا غضب ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! (اتنی سختی نہیں) زبان روکو، نرمی کا رویہ اختیار کرو اور سخت کلامی سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

[بخاری: ۶۰۳۰]

۸ آٹھویں سیٹ میں ۲ دن پڑھائیں

سبق ۱ والدین کی خدمت کا دنیا میں فائدہ

دنیا میں والدین کا وجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی عظیم نعمت ہے، جو آدمی کو دنیا میں صرف ایک بار ملتی ہے، اس لیے جن کے والدین زندہ ہوں، ان کے وجود کو غنیمت جانیں، ان کی قدر کریں اور اس عظیم نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں، جو انسان خوب جی لگا کر اپنے والدین کی خدمت کرتا ہے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا، تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے بے حد خوش ہوتے ہیں اور اس کے بدلے میں اس کو اجر و ثواب سے نوازتے ہیں۔

والدین کی خدمت اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کا بہترین بدلہ نہ صرف آخرت میں ملے گا، بلکہ دنیا میں بھی اس کے بے شمار فوائد ہیں، والدین کے خدمت گزار اور فرماں بردار لوگوں کی عمر میں برکت ہوتی ہے، اور رزق میں زیادتی ہوتی ہے، ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر لمبی کرے اور اس کے رزق میں اضافہ فرمائے، تو وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

[شعب الایمان: ۸۵۵، ج ۱ ص ۱۱۱]

والدین کی خدمت کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی خدمت گزار اور فرماں بردار اولاد عطا کرتا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے آبا (ماں باپ) کی خدمت و فرماں برداری کرو، تمہاری اولاد بھی تمہاری خدمت کرنے والی اور فرماں بردار رہے گی۔ اور تم خود پاک دامن رہو، تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔

[مجمع اوسط: ۱۰۰۲، ج ۱ ص ۱۱۱]

والدین کی خدمت و فرماں برداری اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کی برکت سے بعض مرتبہ بڑے بڑے مصائب ٹل جاتے ہیں۔ حدیث میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگلے زمانے میں تین آدمی کہیں سفر میں جا رہے تھے، راستے میں بارش ہونے لگی، تو

وہ لوگ بارش سے بچنے کے لیے پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے، اتفاق سے پتھر کی ایک چٹان لڑھکتی ہوئی آئی اور اس غار کے منہ پر رک گئی اور راستہ بند ہو گیا، وہ تینوں آدمی کافی پریشان ہوئے اور بہت گھبرائے انھیں اس غار سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی، انھوں نے مشوہ کیا کہ اس چٹان کو ہٹانا ہمارے بس میں نہیں ہے، اس کو صرف اللہ تعالیٰ کی طاقت ہی ہٹا سکتی ہے، اس لیے ہر ایک اپنی نیکیوں کو یاد کر کے ان کے وسیلے سے اللہ سے دعا کرے، چنانچہ تینوں نے اپنی پچھلی زندگی پر غور کیا اور اپنی اپنی نیکیاں یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے رونا شروع کیا اور دعا کی، ان میں سے ایک شخص نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے اور کمزور تھے اور میری بیوی اور چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور اس کا دودھ دودھ کر سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا تھا، پھر بچوں کو، گھر والوں اور بیوی کو پلاتا تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ میں دودھ دودھ کر لایا، تو میرے ماں باپ سو چکے تھے، میرے دل نے یہ گوارا نہیں کیا کہ ان کو نیند سے اٹھاؤں، میں دودھ کا پیالہ لے کر ان کے بستر کے پاس کھڑا ہو گیا، تاکہ وہ جب بیدار ہو جائیں، تو میں ان کو دودھ پلاؤں، رات کا کافی حصہ گزر گیا اور میرے بچے پیر کے پاس رو رہے تھے، لیکن میں نے اپنے ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلانا گوارہ نہیں کیا، اسی حال میں کھڑا رہا، حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تھا تو اس چٹان کو ہم سے ہٹا دیجیے تاکہ ہم اپنی آنکھوں سے آسمان دیکھ لیں، چنانچہ چٹان تھوڑا سا ہٹا، دوسرے اور تیسرے شخص نے بھی اپنے عمل کے واسطے سے دعا مانگی اور وہ پتھر وہاں سے ہٹ گیا۔

[بخاری: ۳۲۱۵، سنن ابن عمر ج ۱]

حقیقت یہی ہے کہ ماں باپ کی خدمت و اطاعت دنیا اور آخرت دونوں جہاں کی کامیابی کا ذریعہ ہے، اس حدیث میں غور کریں کہ ماں باپ کی خوشنودی کے لیے جو کام کیا گیا تھا، اس کی برکت سے کتنی بڑی مصیبت ٹل گئی۔

سبق ۱۸

اتباع سنت

رسول اللہ ﷺ نے زندگی گزارنے کے جو طریقے بتائے ہیں اور جن باتوں پر عمل کر کے دکھایا ہے، وہ ہمارے لیے بہت ہی اہم ہیں، زندگی گزارنے کی لیے وہی سب سے اچھا اور بہتر طریقہ ہے، ایک انسان کی سب سے بڑی خوش نصیبی اور سعادت مندی کی بات یہ ہے کہ اس کی پوری زندگی حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں اور آپ کی مبارک سنتوں کے مطابق گزرے، آپ ﷺ کی ایک ایک سنت بہت ہی مبارک ہے، اس پر عمل کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے سے انسانوں کو خیر و بھلائی ملتی ہے، اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے، اللہ سے محبت میں ترقی ہوتی ہے اور اس کی رضا و خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور پھر وہ اللہ کی نظر میں محبوب بندہ بن جاتا ہے، خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اے پیغمبرو! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔ [سورہ آل عمران: ۳۱]

اس کے علاوہ کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے کا حکم دیا ہے، خود حضور ﷺ نے سنتوں کو مضبوطی سے پکڑنے اور اس پر ہمیشہ عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا وعظ فرمایا کہ جس سے لوگوں کے دل کانپ گئے اور آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو گویا الوداعی وعظ معلوم ہوتا ہے، یعنی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب آپ ہمارے درمیان سے رخصت ہونے والے ہیں، اس لیے ہمیں کوئی وصیت فرما دیجیے، آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تین باتوں کی نصیحت فرمائی، ان میں تیسری بات یہ تھی کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے پر قائم رہنا، ان کو دانتوں

سے مضبوط دبائے رکھنا (یعنی مضبوطی سے اس پر عمل کرتے رہنا، کبھی بھی اس طریقے کو نہ چھوڑنا) اور (دین میں) نئی پیدا کی ہوئی باتوں سے بچتے رہنا، کیوں کہ (دین میں) پیدا کی ہوئی ہر نئی بات گمراہی ہے۔

[البورہان: ۳۶۰۷]

سنت پر عمل کرنے کے بہت سارے فوائد ہیں، ان میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور جس خوش نصیب انسان کے دل میں آپ ﷺ کی حقیقی محبت ہوگی، اس کو جنت میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہنا نصیب ہوگا، حضور ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: بیٹے! اگر تم سے یہ ہو سکے تو ضرور کر لینا: تمہاری صبح و شام اس حالت میں ہو کہ تمہارے دل میں کسی شخص کی طرف سے کوئی کینہ کپٹ نہ ہو، بیٹے! یہ بات میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا (یعنی اس پر عمل کیا اور اس کو رواج دیا) تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

[ترمذی: ۲۶۷۸، سنن ابن ماجہ]

اس لیے ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم حضور ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کریں، آپ کی ہر ادا ہر نقل و حرکت کو محبوب جانیں، اپنی پوری زندگی آپ ﷺ کی اتباع میں گزارنے کی کوشش کریں، اسی میں ہماری خیر و بھلائی اور دنیا و آخرت کی کامیابی ہے اور اس سے دور رہ کر زندگی گزاریں گے، تو ہمیں کبھی کامیابی نہیں مل سکتی۔

[۹] نویں مینے میں [۳] دن پڑھائیں

سبق ۱۹ بھائیوں کے درمیان حسن سلوک

مذہب اسلام نے اپنے بھائیوں کے درمیان حسن سلوک کرنے، محبت و مودت اور مل جل کر رہنے کی تعلیم دی ہے۔

بہت سے لوگ اپنے بھائیوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، بڑے بھائی چھوٹے بھائیوں پر رحم نہیں کھاتے اور چھوٹے

بھائی بڑے بھائیوں کا ادب و احترام ملحوظ نہیں رکھتے، ایک دوسرے کا حق دبا لیتے ہیں اور آپسی تعلق ختم کر ڈالتے ہیں، یہ سب بری باتیں ہیں اور اسلام کے نزدیک انتہائی ناپسند ہیں اور بڑے گناہ کا کام ہے۔ حق دبانا اور قطع تعلق کرنا تو عام مسلمانوں سے بھی جائز نہیں ہے۔ پھر اپنے عزیزوں، رشتے داروں اور بھائیوں سے کیسے درست ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم اپنی ماں کے ساتھ، اپنے باپ کے ساتھ، اپنی بہن کے ساتھ اور اپنے بھائی کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ ان کے بعد جو رشتہ دار زیادہ قریب ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ [مسند رک حاکم: ۷۳۵]

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بھائیوں سے اچھا برتاؤ کریں، جو بھائی ہم سے چھوٹے ہیں، ان کے ساتھ شفقت اور محبت کا معاملہ کریں، ان کو اچھی باتیں سکھائیں اور بری باتوں سے منع کریں، ان کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں، اگر ان کے کپڑے گندے ہو جائیں، تو اس کو تبدیل کرادیں، ان کو پڑھنے لکھنے اور دینی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیں اور پڑھنے کے دوران ان کی رہنمائی کریں، ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات سنائیں تاکہ وہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والے بن جائیں اور حضور ﷺ کے مبارک طریقوں اور پیاری سنتوں پر خود بھی عمل کریں اور ان کو بھی سکھائیں، تاکہ وہ بھی اللہ کے نیک بندے بن جائیں۔

اور جو بھائی ہم سے بڑے ہیں، ان کی عزت اور ان کا احترام کریں، ان کے سامنے ادب سے بیٹھیں اور ادب سے بات کریں، ان سے چیخ کر اور زور زور سے باتیں نہ کریں، ان کا کہنا مانیں، اگر کبھی کسی طرح کی کوئی غلطی ہو جائے تو ان سے معافی مانگ لیں، اگر ہم ایسا کریں گے، تو وہ بھی شفیق و مہربان ہو جائیں گے اور ہمارے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کریں گے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر۔

[شعب الایمان: ۹۴۹، ابن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ]

فضول خرچی

سبق ۲۰

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے، مال بھی اللہ کی نعمت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا حساب لیں گے اور پوچھیں گے کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہوگا، اس لیے ہمیں جائز اور حلال طریقے سے مال کمانا چاہیے اور جائز مصرف میں خرچ کرنا چاہیے اور اپنی ضرورت میں اعتدال کے ساتھ صرف کرنا چاہیے، اپنی ضرورت یا دیگر کسی بھی موقع پر حد سے زیادہ مال خرچ کرنا اور گناہ کے کاموں میں اللہ کی دی ہوئی نعمت کو لٹانا اسراف اور فضول خرچی ہے، جو کہ شریعت کی نگاہ میں ناجائز اور بہت بڑا گناہ ہے، اس سے ہر مسلمان کو اجتناب کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو فضول خرچی سے بچنے کا حکم دیا ہے اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اور اپنے مال کو بے ہودہ کاموں میں نہ اڑاؤ، یقین جانو کہ جو لوگ بے ہودہ کاموں میں مال اڑاتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکر ہے۔

[سورہ بنی اسرائیل: ۲۶، ۲۷]

آج کل شادی بیاہ اور دیگر رسم و رواج کی ادائیگی میں بے دریغ مال صرف کیا جاتا ہے، یہ سب فضول خرچی میں داخل ہے اور گناہ ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کرتا ہے، اسراف اور فضول خرچی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو صحیح طریقے سے استعمال نہیں کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اس سے اپنی نعمتیں چھین لیتے ہیں، پھر وہ غریب و محتاج بن جاتا ہے اور بڑی پریشانی کے ساتھ اس کی زندگی گزرتی ہے۔

اس کے برخلاف جو لوگ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، بے جا مال نہیں اڑاتے اور ناجائز کاموں میں مال خرچ کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور راہِ خدا میں اللہ کی خوشنودی

کے لیے مال صرف کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بہت خوش ہوتے ہیں اور ان کی زندگی اچھی حالت میں گذرتی ہے، اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص خرچ کرنے میں اعتدال اور میانہ روی پر قائم رہتا ہے وہ کبھی فقیر و محتاج نہیں ہوتا۔

[مسند احمد: ۴۲۶۹، عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ]

۹] نویں سینے میں ۳] دن پڑھائیں

اچھے دوست کی نشانی

سبق ۲۱

خوب اچھی طرح یہ بات سمجھ لیں کہ جو آدمی جس طرح کے لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا اور رہتا سہتا ہے، تو اس پر بھی ان ہی لوگوں جیسا رنگ چڑھ جاتا ہے، اگر اچھے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا، ان ہی کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہوگا تو ان کی اچھائیاں خود اس کے اندر اتریں گی اور وہ ایک اچھا اور نیک انسان بنے گا اور اگر برے لوگوں کے ساتھ رہے گا تو ان کی برائیاں خود بخود اس کے اندر سرایت کرتی چلی جائیں گی اور وہ ایک برا انسان بن جائے گا۔

اس لیے کسی کو دوست بنانے اور اس کی صحبت اختیار کرنے سے پہلے اچھی طرح ان کے عادات و اخلاق کو پرکھ لینا چاہیے، اگر ان کے عادات و اخلاق اچھے ہوں، تو انھیں دوست بنانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر ان کے عادات و اخلاق خراب ہوں، تو ان سے ہرگز دوستی نہیں کرنی چاہیے۔ ہمارے نبی ﷺ نے اس بات کی باضابطہ تعلیم دی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہذا تم میں سے ہر ایک کو اچھی طرح غور کر لینا چاہیے کہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

[ترمذی: ۲۳۷۸]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے مثال دے کر فرمایا کہ اچھے اور برے دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والا اور آگ کی بھٹی جھونکنے والا، مشک والے کے پاس

جاؤ گے، تو وہ تمہیں خوشبو دے گا، یا تم اس سے خوشبو خریدو گے یا (کم از کم) خوشبو تو محسوس ہو ہی جائے گی۔ اور اگر بھٹی جھونکنے والے کے پاس جاؤ گے تو وہ تمہارے کپڑے کو جلانے گا یا (کم از کم) بدبو پاؤ گے۔ [مسلم: ۶۶۹۳]

یہی حال اچھے اور برے دوست کا ہے، ہم اگر اچھے دوستوں کے ساتھ رہیں گے تو کچھ دنوں میں ان کی اچھی عادتیں خود بخود ہمارے اندر آجائیں گی اور اگر ہم خراب دوستوں میں بیٹھیں گے تو ہمارے اندر ان کی خراب عادتیں آجائیں گی۔

اس لیے ہمیں ایسے لوگوں سے دوستی کرنی چاہیے جو شریعت کے پابند ہوں، سنت پر مضبوطی سے عمل کرنے والے ہوں، ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے ہوں، اپنے معاملات درست رکھتے ہوں، پڑھنے لکھنے میں محنت کرتے ہوں، جھوٹ، غیبت، بہتان، لڑائی جھگڑے، وعدہ خلافی اور ان جیسی دوسری اخلاقی بیماریوں سے بچتے ہوں، نیک طبیعت اور اچھی عادت والے ہوں۔

ساتھ ہی ہماری دوستی صرف اللہ کے لیے ہو، اس میں کوئی دنیوی مقصد پوشیدہ نہ ہو، اگر ہماری دوستی ان باتوں پر قائم ہوگی، تو ہمارے لیے نفع بخش ہوگی اور ہماری زندگی میں اچھا اثر پیدا کرے گی۔

[۹] نویں مینے میں [۳] دن پڑھائیں

توبہ و استغفار

سبق ۲۲

توبہ و استغفار کا مطلب یہ ہے کہ جب بندے سے کوئی غلطی یا کوئی گناہ سرزد ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی غلطی کا اقرار کرے اور اس پر شرمندگی اور ندامت کا احساس ہو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے اور عہد کرے کہ آئندہ کبھی ایسی غلطی اور گناہ نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ معافی کو بہت پسند فرماتے ہیں، اور معافی مانگنے والوں سے بہت خوش

ہوتے ہیں، خود اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے گناہوں سے معافی مانگنے اور توبہ کرنے کا حکم دیا ہے، ایک جگہ ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے سچی پکی توبہ کرو، امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ کو مٹا دے گا اور ایسی جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

[سورہ تہیم: ۸]

رسول اللہ ﷺ نے بھی تمام لوگوں کو توبہ و استغفار کرنے کی ہدایت دی ہے اور اس کی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں، اس لیے جب بھی کسی سے کوئی گناہ ہو جائے، تو وہ اسے فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور صرف میں ہی تمہارے گناہوں کو معاف کر سکتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے، لہذا مجھ سے مغفرت طلب کرو، میں تمہارے سارے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

[مشترک حاکم: ۶۰۶، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ]

گناہوں سے توبہ و استغفار نہ کرنے کی وجہ سے کافی نقصان ہوتا ہے، دل و دماغ پر تاریکی چھا جاتی ہے اور گناہ کی قباحت دل سے نکل جاتی ہے، جس طرح آدمی کا کپڑا میلا ہو جاتا ہے، تو اس کو صابن سے دھو دیتے ہیں، اسی طرح گناہ کرنے سے آدمی کا دل گندہ ہو جاتا ہے اور اس کی گندگی کو صاف کرنے کا ذریعہ ”توبہ و استغفار“ ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے سچی پکی توبہ کر لیتا ہے تو وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مومن بندہ کوئی گناہ کرتا ہے، تو اس کی وجہ سے اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر جب وہ اس گناہ سے رک جاتا ہے اور توبہ و استغفار کر لیتا ہے، تو (وہ کالا نقطہ ختم ہو جاتا ہے اور) دل بالکل صاف ہو جاتا ہے (اور اگر اس نے توبہ و استغفار نہیں کیا) اور مزید گناہ کرتا رہا تو دل کی وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتی ہے۔

[ترمذی: ۳۳۳۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ توبہ کی قبولیت کے لیے تین شرطیں ہیں ① گناہ کا

احساس ہوتے ہی رک جانا ② اُس کیے ہوئے گناہ پر نادم اور شرمندہ ہونا ③ یہ پکارا دہ کرے کہ آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کروں گا۔ لیکن یہ اُس وقت ہے جب کہ اس گناہ کا تعلق بندوں کے حقوق سے نہ ہو اور اگر اس کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہو، تو اس کو ادا کرنا ضروری ہے، مثلاً کسی پر بہتان باندھا ہو تو اس سے اپنا قصور معاف کروائے یا کسی کا مال ہڑپ کر لیا تھا تو اس کو ادا کرے، اس کے بغیر توبہ مکمل نہ ہوگی۔

[۹] نویں مہینے میں [۳] دن پڑھائیں

سبق ۲۳ ازار لٹکانے والوں کی سزا

رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو لباس و پوشاک کے متعلق چند باتوں کو ملحوظ رکھنے کی ہدایت دی ہے، وہ تمام باتیں بہت اہم ہیں، ہمیں اپنے لباس میں ان کا لحاظ رکھنا چاہیے، ان ہی میں سے ایک بات رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمائی ہے کہ ہر شخص اپنا تہنبد یا پانچامہ ٹخنے سے اوپر رکھے اور ٹخنے سے نیچے لٹکانے سے بچے، کیوں کہ یہ تکبر کرنے والوں کا طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو بالکل پسند نہیں کرتے ہیں، حضور ﷺ کا ارشاد ہے: (ٹخنے سے نیچے) ازار لٹکانے سے بچو، کیوں کہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے ہیں۔

[ابورؤف: ۴۰۸، عن جابر بن سلم رحمہ اللہ]

اور جو لوگ اپنے کپڑوں کو ٹخنے سے نیچے لٹکاتے ہیں اور اس طرح اپنی بڑائی کا اظہار کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کو آخرت کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی پکڑ سے ڈرایا ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف (رحمت کی) نظر سے نہیں دیکھے گا جو اپنا ازار تکبر کے طور پر گھسیٹ کر چلے گا۔

[بخاری: ۵۷۸۸، عن ابی ہریرہ رحمہ اللہ]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ازار کا جو حصہ دونوں ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ (اپنے پہننے والے کو) دوزخ میں لے جائے گا۔

[بخاری: ۵۷۸۷، عن ابی ہریرہ رحمہ اللہ]

قیامت کا دن بڑا سخت اور ہولناک ہوگا اور ہر شخص پریشان حال ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا منتظر ہوگا، ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی طرف نگاہ نہیں فرمائیں گے، جو ٹخنے سے نیچے ازار لٹکاتے ہیں اور ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔

اس لیے ہر شخص کو اپنا تہبند ٹخنے سے اوپر رکھنا چاہیے اور کبھی بھی ٹخنے سے نیچے نہ پہننا چاہیے، اسی میں ہماری خیر و بھلائی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی و خوشنودی کا سبب ہے۔

۹] نویں مہینے میں ۳۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۴ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے علاوہ مختلف قسم کے جانوروں کو بھی پیدا کیا ہے، جو جانور موسیقی نہیں ہے، اس کو بلاوجہ تکلیف دینا منع ہے، جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو دکھ نہیں پہنچاتے ہیں اور سب کے آرام و راحت کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح جانوروں کے ساتھ بھی نرمی و مہربانی کا برتاؤ کرنا چاہیے، اچھے اور نیک بندے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق کو تکلیف نہیں پہنچاتے ہیں اور ان پر رحم کرتے ہیں، حضور ﷺ نے بڑے جانور تو کیا، چھوٹی سی چیونٹی کو بھی تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔

اسلام کتنا اچھا مذہب ہے کہ انسان تو انسان، وہ جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک، ان کی پرورش اور ان کو آرام پہنچانے کی تعلیم دیتا ہے، اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب اور انعام و اکرام کے مستحق ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے پچھلی امتوں کے ایک شخص کا یہ واقعہ سنایا کہ وہ کہیں جا رہا تھا، راستے میں اس کو سخت پیاس لگی، اتفاق سے ایک کنواں نظر آیا (اس پر ڈول نہیں تھا) وہ کنویں کے اندر اتر ا اور اس نے پانی پی کر پیاس بجھائی جب وہ باہر نکلا، تو اسے ایک کتا نظر آیا، جو پیاس کی وجہ سے زبان نکالے مٹی چاٹ رہا تھا، اسے کتے پر بڑا ترس آیا اور سوچنے لگا کہ اس کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہے، جیسے مجھے لگی تھی، چنانچہ اس نے اپنے چمڑے کا موزہ اتارا

اور کنویں میں اتر کر اس موزے میں پانی بھرا اور موزے کو منہ میں لٹکا کر باہر آیا اور کہتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل بہت پسند آیا اور اس کی مغفرت فرمادی، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ واقعہ سنا تو کہا: یا رسول اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں بھی ہمیں اجر و ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر جاندار کے ساتھ حسن سلوک میں اجر و ثواب ہے۔

[بخاری: ۶۰۰۹، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ان بے زبان جانوروں کو بھوکا رکھنا اور ان پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اس بری حرکت سے منع فرمایا ہے، ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ تھا، وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے قریب جا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ اونٹ چپ ہو گیا، آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے آکر بتایا کہ یا رسول اللہ! یہ میرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان بے زبان جانوروں کے متعلق اللہ سے نہیں ڈرتے ہو جن پر اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالتے ہو۔

[ابوداؤد: ۲۵۳۹، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ]

دستخط والدین

دستخط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۳

مہینے میں

۱۰

۹

شرم و حیا کرنا

سبق ۲۵

شرم و حیا انسان کی ایک اعلیٰ درجہ کی صفت ہے، یہ انسانوں کو ہر قسم کی برائیوں سے روکتی ہے اور پاکیزہ اخلاق و عادات سے سنوارتی ہے، جو شخص جتنا زیادہ شرم و حیا والا ہوگا، اس کا مزاج، سیرت و اخلاق اور ایمانی کردار اتنا ہی اچھا ہوگا اور اس کے اندر سنت نبوی کے مطابق زندگی گزارنے کا جذبہ ہوگا، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے شرم و حیا اختیار کرنے پر خاص زور دیا ہے اور بے حیائی و بے شرمی کے نقصان کی وضاحت فرمائی ہے، ایک حدیث میں

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیا ایمان میں سے ہے اور ایمان (والے) جنتی ہیں اور بے حیائی بدی میں سے ہے اور بدی (والے) جہنمی ہیں۔

[ترمذی: ۲۰۰۹، ابن ابی مریم: ۱۵۵۸]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: حیا اور ایمان دونوں آپس میں ملے جلے ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی اٹھ جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔

[شعب الایمان: ۷۷۲، مہد علی بن عباس رحمہ اللہ]

نیز حضور ﷺ نے فرمایا: بے حیائی جب بھی کسی چیز میں ہوگی، تو اسے عیب دار بنائے گی اور حیا جب کسی چیز میں ہوگی تو اسے مزین اور خوبصورت ہی کرے گی۔

[ترمذی: ۱۹۷۳، ابن انس رحمہ اللہ]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس انسان کے اندر شرم و حیا کی صفت ہوگی، اس کا ایمان مکمل ہوگا، اس کے اعمال اچھے ہوں گے اور اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا، اس کے برخلاف جو شخص اس صفت سے محروم ہوگا، تو اس کا نہ ایمان کامل ہوگا، نہ ایمان کے تقاضوں پر صحیح طور پر عمل کر سکے گا۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، اس لیے ہر مومن کے اندر اس پاکیزہ صفت کا پایا جانا ضروری ہے اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے حیا کرے، جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا اور تنہا سارا نظام چلا رہا ہے اور اللہ سے حیا کا تقاضہ یہ ہے کہ اس نے جن چیزوں کو کرنے کا حکم دیا ہے، اس کو کیا جائے اور اس نے جن چیزوں کے کرنے سے منع کیا ہے، اس کو ہرگز نہ کرے، اگر انسان اس پر عمل کرے، تو وہ واقعی اللہ سے حیا کرنے والا ہوگا، اللہ تعالیٰ بھی ایسے بندے سے خوش ہوں گے اور جہنم کے دردناک عذاب سے بچا کر جنت کی نعمتوں میں داخل فرمائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی بڑی اچھی تعلیم دی ہے، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے حیا کرنی چاہیے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! الحمد للہ ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حیا کا مطلب صرف اتنا نہیں ہے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور جو اس کے اندر فکر و خیال ہے، اس کی حفاظت کرو اور پیٹ کی اور جو اس میں بھرا ہے، ان

سب کی نگرانی کرو (یعنی برے خیالات سے دماغ کو اور حرام غذا سے پیٹ کو پاک رکھو) اور موت اور موت کے بعد ہونے والے احوال کو یاد رکھو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنالے گا، تو وہ دنیا کی چند روزہ عیش و عشرت کو چھوڑ دے گا اور اس کے مقابلے میں آخرت کی کامیابی کو پسند کرے گا، جس نے یہ سب کیا تو سمجھو کہ اس نے اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کیا۔

[ترمذی: ۲۴۵۸، من عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ]

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر شرم و حیا نیک کام کرنے اور برے کام سے رکنے میں رکاوٹ پیدا کرے، تو اس کا نام حیا نہیں ہے؛ بلکہ یہ انسانی طبیعت کی کمزوری ہے، حیا تو درحقیقت ایسی عمدہ عادت کا نام ہے، جو انسان کے اندر اچھے عمل کرنے کا شوق اور جذبہ پیدا کرے اور برے کاموں سے روک دے اور شریعت کے نزدیک وہی پسندیدہ ہے۔

۱۰۔ دسویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

نگاہ کی حفاظت کرنا

سبق ۲۶

اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنکھ جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے، اس کا صحیح استعمال کرنا اور غلط چیزوں کو دیکھنے سے بچنا ضروری ہے، قرآن و حدیث میں آنکھوں کی حفاظت کرنے اور نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ حکم مرد اور عورت دونوں کو ہے، یعنی کوئی مرد کسی گناہ کی چیز کو نہ دیکھے اور غیر محرم عورتوں کی طرف نظر نہ کرے۔ اسی طرح کوئی عورت کسی گناہ کی چیز اور کسی غیر محرم مرد کو نہ دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لیے پاکیزہ ترین طریقہ ہے۔ وہ جو کام کرتے ہیں اللہ ان سے پوری طرح باخبر ہے۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

[سورہ نور: ۳۰، ۳۱]

اگر کسی غیر محرم پر اچانک نگاہ پڑ جائے، تو فوراً نگاہ پھیر لینا چاہیے، دیکھتے رہنا یا نگاہ پھیر لینے کے بعد دوبارہ دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ گرفت فرمائیں گے اور

آخرت میں اس کو سخت عذاب دیں گے، حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر اچانک نگاہ پڑ جائے، تو کیا کرنا چاہیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فوراً نگاہ پھیر لو۔ [ابوداؤد: ۳۱۳۸]

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی! ایک نظر پڑ جانے کے بعد دوسری نظر مت ڈالو، کیوں کہ تمہاری پہلی نظر معاف ہے اور دوسری نظر معاف نہیں ہے۔ [ابوداؤد: ۳۱۳۹، من ابی امامہ رحمہ اللہ]

نگاہ کی حفاظت نہ کرنے کا نقصان دنیا میں بھی اٹھانا پڑتا ہے، ایمان کی حلاوت اور لذت ختم ہو جاتی ہے، اللہ کی عبادت کرنے میں دل نہیں لگتا ہے، انسان اس کی وجہ سے بہت سارے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ آنکھوں پر ظلمت چھا جاتی ہے اور چہرہ بے نور ہو جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اپنی نظریں نیچی رکھو اور شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنے چہروں کو بگاڑ سے بچائے رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو بگاڑ دے گا۔

[متم کبیر طبرانی: ۷۷۴، من ابی امامہ رحمہ اللہ]

اور جو لوگ اپنی نظر کا صحیح استعمال کرتے ہیں اور غیر محرم کو نہیں دیکھتے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنا خاص انعام فرماتے ہیں اور اس کے ایمان میں حلاوت اور عبادت میں لذت پیدا فرمادیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ دنیا ہی میں عبادت و بندگی کا خوب مزہ پاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن پر پڑے اور وہ نگاہ ہٹالے، تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت میں لذت پیدا کر دیتا ہے۔ [مسند احمد: ۲۲۷۸، من ابی امامہ رحمہ اللہ]

۱۰۔ دسویں مہینے میں ۳۳ دن پڑھائیں

جماعت کی پابندی

سبق ۲۷

مردوں کے لیے ضروری ہے کہ پانچوں وقت کی فرض نمازوں کو مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ پڑھیں، قرآن و حدیث میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بے حد تاکید آئی

ہے اور یہ تاکید خود ہمارے دینی و دنیاوی فائدے کے لیے آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت کی نماز تنہا نماز سے ستائیس گنا زیادہ بہتر ہے۔

[مسلم: ۱۵۰۹، ابن ماجہ: ۱۵۰۹، ترمذی: ۱۵۰۹]

خود رسول اللہ ﷺ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا بڑا اہتمام فرماتے تھے حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں جبکہ آپ ﷺ کو خود چلنے کی قوت نہیں تھی، دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے اور جماعت سے نماز پڑھی۔

آپ ﷺ جماعت چھوڑنے والوں سے سخت ناراض ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے، پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ [بخاری: ۶۴۳]

اس کے علاوہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بہت سارے فائدے ہیں، اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے آپس میں اتحاد و اتفاق اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے، دن رات میں پانچ مرتبہ جب مسلمان آپس میں ملیں گے، تو لامحالہ ایک دوسرے کے رنج و غم اور خوشی و مسرت کا علم ہوگا اور ایک دوسرے کی ہمدردی کا جذبہ بڑھے گا۔ جو لوگ دولت مند ہوں گے ان کو غریبوں کی حالت کا پتہ چلے گا اور وہ ان کی مدد کر سکیں گے، جو لوگ بیمار ہوں گے، دوسرے مسلمانوں کو فوراً اس کی اطلاع ہوگی اور وہ ان کی تیمارداری اور عیادت کریں گے، جس سے آپس میں محبت پیدا ہوگی۔

اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جماعت میں جب مسلمان آئیں گے، تو ان میں کوئی جاہل ہوگا کوئی عالم، کوئی کم پڑھا لکھا ہوگا اور کوئی زیادہ پڑھا لکھا۔ اس طرح کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو موقع ملے گا کہ وہ دین کی کوئی بات معلوم کرنا چاہیں تو آسانی سے معلوم کر لیں گے۔

اس کا تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے مساوات اور برابری کا سبق ملے گا، مسجد میں پہنچ کر جب امیر و غریب، خادم و مالک، چھوٹے اور بڑے سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوں گے، کھڑے ہونے سے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے تمام بندے برابر ہیں۔

نیز تمام مسلمانوں کا مل کر نماز پڑھنا اور مل کر دعا مانگنا خدا کی رحمت کے نازل ہونے کا سبب بنتا ہے، اس لیے تمام مسلمانوں کو جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے، اس میں کوتاہی کرنا دنیا و آخرت میں بڑے خسارے اور نقصان کی بات ہے۔

[۱۰] دسویں مہینے میں [۳] دن پڑھائیں

اولاد اللہ سے مانگیں

سبق ۲۸

اللہ تعالیٰ بڑے بے نیاز ہیں، وہ کسی چیز کے بھی محتاج نہیں، پوری دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں ایک ایک ذرے کے لیے اس کی محتاج ہیں، اللہ کے حکم اور اس کی مرضی کے بغیر دنیا کی کوئی چیز بل نہیں سکتی، اس کے ارادے کے بغیر انسان ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا، وہ سب کا کام بنانے والا ہے، وہی سب کی ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے، وہ اگر کسی شخص کی ضرورت کو پورا کرنا چاہے اور کسی پر اپنی رحمت کا دروازہ کھولنا چاہے، تو پوری دنیا مل کر بھی اُس کو روک نہیں سکتی، اور اگر وہ کسی شخص کو محروم کرنا چاہے، تو ساری دنیا کی طاقت جمع ہو کر بھی اس کو دلا نہیں سکتی، اللہ بڑی زبردست قدرت کا مالک ہے، سب پر اسی کا اختیار چلتا ہے اور اللہ کے مقابلے میں کسی کا کوئی اختیار نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس رحمت کو اللہ لوگوں کے لیے کھول دے کوئی نہیں جو اسے روک سکے، اور جسے وہ روک لے، تو کوئی نہیں ہے جو اس کے بعد اسے چھڑا سکے، اور وہی ہے جو اقدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک ہے۔

[سورہ قاطر: ۳]

دوسری جگہ ارشاد ہے: اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچا دے، تو اس کے سوا کوئی

نہیں ہے جو اسے دور کر دے، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرے تو کوئی نہیں ہے جو اس کے فضل کا رخ پھیر دے۔ وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے، پہنچا دیتا ہے، اور وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔ [سورہ یونس: ۱۰۷]

بعض لوگ جھوٹی کہانیاں سنا کر یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ فلاں در پر جھکنے کی وجہ سے ہماری یہ ضرورت پوری ہوگئی اور ہمیں اولاد مل گئی۔ یہ سراسر جھوٹ اور بے اصل ہے، یاد رکھنا چاہیے کہ سارے خزانے کا مالک صرف اللہ ہے، وہی جس کو جتنا چاہتا ہے روزی دیتا ہے، وہی سب کو کھلاتا پلاتا ہے، وہی جس کو چاہتا ہے اولاد کی نعمت سے نوازتا ہے اور جس کو چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے، وہی جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے، اس میں کسی انسان یا کسی مخلوق کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی، اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی مالک ہے۔ [سورہ شوری: ۴۹، ۵۰]

زمانہ جاہلیت میں انسانوں کا تعلق اللہ سے ٹوٹ گیا تھا، لوگ اللہ سے نہ مانگ کر بے جان پتھروں کے سامنے پیشانی جھکاتے، ان کے سامنے اپنی حاجت رکھتے اور فریاد کرتے۔ وہ بے جان پتھر جس میں پہلنے کی بھی طاقت نہ تھی، کیسے ان انسانوں کی حاجت پوری کرتا، اس طرح انسانوں کو محرومی کے ساتھ واپس لوٹا پڑتا اور غیر اللہ کے سامنے اپنی مقدس پیشانی کو جھکا کر اور اپنی حاجت رکھ کر ذلت و رسوائی بھی اٹھانی پڑتی تھی، لیکن قربان جائیے اس پاک ذات پر جس نے انسانوں کا تعلق اللہ سے جوڑ دیا اور تمام لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ جو کچھ مانگنا ہے اللہ سے مانگو، اسی کے سامنے اپنی پیشانی جھکاؤ، وہی سب کی حاجتوں کو پوری کرتا ہے، وہ بالکل بے نیاز ہے، سارے لوگ اسی کے در کے محتاج ہیں، وہ پکارنے والوں

کی پکار سنتا ہے اور مانگنے والوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے، قرآن مجید میں ہے: اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ [سورہ مؤمن: ۶۰]

انبیائے کرام علیہم السلام سب سے زیادہ مقدس ہستیاں تھیں، ان میں سے بعض انبیاء کو اولاد نہیں ہوئی تھیں، انھوں نے جب کبھی اولاد مانگی تو اللہ ہی سے مانگی، حضرت زکریا علیہ السلام ایک جلیل القدر نبی تھے، وہ بوڑھے ہو گئے تھے، ان کی بیوی بھی بانجھ ہو گئی تھیں، مگر اس بڑھاپے میں بھی اولاد کے تعلق سے براہ راست اللہ کے دربار میں یہ درخواست پیش کی:

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿۱۰﴾

ترجمہ: اے رب! مجھے خاص اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما دے۔ بیشک تو دعا کا سننے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا نیک صالح لڑکا عطا فرمایا، جو اپنے وقت کے نبی بھی ہوئے۔ آج بھی جس انسان کو اولاد مانگنی ہو یا کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو براہ راست اللہ کے دربار میں اپنی درخواست پیش کرے، وہ یقیناً سب کی ضرورتوں کو پورا فرمائیں گے۔

۱۰۔ دسویں صفحے میں [۳] دن پڑھائیں

جسم اللہ کی امانت ہے

سبق ۲۹

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو یہ جسم عطا کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، جسم کے ہر جزو پر اسی کی ملکیت ہے، ہماری آنکھیں، ہمارا دل، ہمارا دماغ، ہمارے ہاتھ، ہمارے پیر سب کا وہی مالک ہے، ہم ان کے محافظ اور نگہبان ہیں، ہم ان میں کسی طرح کا تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی آدمی خودکشی کرنا چاہے اور وہ یہ سمجھے کہ یہ ہماری اپنی جان ہے، ہم جس طرح چاہیں اس کے ساتھ سلوک کریں، تو اسلام اس کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور آخرت میں ایسے آدمی کو سخت ترین عذاب ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنے جسم کے کسی حصے کو کاٹ کر کسی کو دینا چاہے یا فروخت کرنا چاہے، تو اسلام میں اس کی بالکل گنجائش نہیں ہے، کیوں کہ انسان کسی کو کوئی چیز اسی وقت دے سکتا ہے یا فروخت کر سکتا ہے جب وہ اس کا مالک ہو، جب انسان اپنے جسم کا مالک ہی نہیں، تو اس کو اس میں تصرف کا کیسے حق حاصل ہوگا۔

بعض لوگ اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے مرتے وقت یہ وصیت کر جاتے ہیں کہ میرے جسم کا فلاں حصہ نکال کر فلاں آدمی کو دے دینا اور اپنی دانش میں سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑی ہمدردی کا مظاہرہ کیا، لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ہم کس قدر خطرناک جرم کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ اللہ کی امانت میں بغیر کسی استحقاق کے تصرف کرنے کی ناروا کوشش کرتے ہیں۔ دراصل وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انسان مر جانے کے بعد بالکل بے حس ہو جاتا ہے، حالاں کہ یہ خیال غلط ہے، وہ صرف ہماری اس دنیاوی زندگی اور ہمارے مشاہدے کے اعتبار سے بے حس نظر آتا ہے، ورنہ مرنے کے بعد جو زندگی شروع ہوتی ہے، اس زندگی کے اعتبار سے اس میں احساس موجود ہوتا ہے۔ اس کے جسم کو بھی نقصان پہنچانے سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے میت کی ہڈی کو توڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: مردے کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندے کی ہڈی کو توڑنا۔

[البوداؤد: ۳۲۰، من ناشرین رحمہ اللہ]

بہر حال ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ جسم اللہ کی امانت ہے، اس کے کسی بھی جزو کے ہم مالک نہیں ہیں، اس لیے ہم نہ کسی جزو کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ ہی کسی کو ہبہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی سے خرید و فروخت کا معاملہ کر سکتے ہیں، نہ زندہ رہنے کی حالت میں اور نہ مرنے کے بعد، اگر اس طرح کوئی وصیت کر دے تو وصیت بھی باطل ہو جاتی ہے اور اس وصیت پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

سبق ۳۰ اللہ ہی رزق دینے والے ہیں

جتنے جاندار اس دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں، ان سب کو روزی پہنچانے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے، وہی تمام چیزوں کا خالق بھی ہے اور وہی سب کا رازق بھی۔ وہ ایسا نہیں ہے کہ کسی جان دار کو پیدا کر دے اور اس کو یوں ہی چھوڑ دے، ان کے لیے رزق اور دوسری ضروریات کا کوئی انتظام نہ کرے، وہ تو سمندر میں رہنے والے جانداروں کو، فضا میں اڑنے والے پرندوں کو اور خشکی میں رہنے والی بے شمار مخلوقات کو اپنے خزانے سے روزی پہنچانے والا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور کتنے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے! اللہ انھیں بھی رزق دیتا ہے اور تمھیں بھی، اور وہی ہے جو ہر بات سنتا ہے، ہر چیز جانتا ہے۔ [سورہ عنکبوت: ۶۰]

لیکن یہ اللہ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ وہ کسی کے رزق میں وسعت کرتا ہے اور کسی کی روزی میں تنگی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آسمانوں اور زمین کی ساری کھیاں اللہ ہی کے قبضے میں ہیں، وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں وسعت اور تنگی کرتا ہے، یقیناً وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ [سورہ شوریٰ: ۱۳]

یہاں دو باتیں ذہن میں رہنی چاہیے، ایک یہ کہ جو انسان بھی اس دنیا میں آتا ہے وہ اپنی روزی ساتھ لے کر آتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خزانے سے اس کے لیے بھی رزق مقدر فرما دیتے ہیں، اور اس کے لیے رزق کو مقدر کرنے کی وجہ سے کسی دوسرے کے رزق میں کمی نہیں ہوتی۔ لہذا یہ سمجھنا کہ پر یوار جتنا چھوٹا ہوگا ہر ایک کی زندگی اتنی ہی خوشحالی کے ساتھ گزرے گی اور پر یوار جتنا بڑا ہوگا زندگی اتنی ہی عسرت اور تنگی کے ساتھ گزرے گی، یہ خیال سرا سر غلط اور جہالت پر مبنی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی کچھ لوگوں کا یہی خیال تھا کہ اولاد اگر زیادہ ہو جائیں گی، تو ان کے کھانے پینے کا انتظام کہاں سے کریں گے اور کیسے ان کی

ضروریات پوری کی جائیں گی، اس لیے وہ بڑی بے رحمی اور سنگ دلی کے ساتھ اولاد کو قتل کر ڈالتے تھے۔ اسلام نے اس معصوم طبقے پر ہونے والے ظلم عظیم پر روک لگا دی اور اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر یہ فرمادیا کہ: اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، یقیناً جانو کہ ان کو قتل کرنا بڑی بھاری غلطی ہے۔

[سورۃ السراء: ۳۱]

در اصل یہ خیال یہاں سے پیدا ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے اور دیگر متعلقین کے لیے رزق دینے والا سمجھ بیٹھتا ہے، اس لیے وہ سوچتا ہے کہ ابھی تو اپنی زندگی ہی پریشانی کے ساتھ گزر رہی ہے، اگر افراد زیادہ ہو گئے، تو ان کی روزی کا انتظام کہاں سے ہوگا۔ حالاں کہ انسانوں کے ذمے صرف اتنا ہے کہ وہ خود اپنے لیے اور اپنے زیر تربیت دوسرے افراد کے لیے روزی حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اس کے لیے مناسب اسباب اختیار کرے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی روزی دیں گے اور اس کو ذریعہ اور واسطہ بنا کر دوسرے لوگوں کو بھی رزق پہنچاتے رہیں گے۔

دوسری بات یہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ایک آدمی کے زیر نگرانی جتنے افراد کی کفالت ہوگی اسی کے بقدر رزق بھی ملے گا، مثلاً ایک انسان کی کفالت میں پانچ آدمی ہیں تو پانچ آدمی کے بقدر ان کے پاس رزق آئے گا اور اگر اس کی کفالت میں دس لوگ ہیں تو اس کے پاس دس لوگوں کے بقدر رزق آئے گا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد، مشقت کے بقدر آتی ہے۔

[شعب الایمان: ۹۹۵۶، ابن ابی ہریرہ رحمہ اللہ]

تعریف

عربی عرب کی زبان کو ”عربی“ کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

حدیث رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: عرب سے تین باتوں کی وجہ سے محبت کرو میں عربی

ہوں، قرآن عربی میں ہے اور جنت والوں کی زبان عربی ہے۔ [مسند رک: ۶۹۹۹، من ابن عباس رضی اللہ عنہما]

سب زبانیں اور بولیاں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں؛ ان ہی میں ایک زبان ”عربی“ بھی ہے۔ یہ بہت پرانی زبان ہے اس کے باوجود آج تک زندہ اور تروتازہ ہے۔ بہت سی پرانی زبانیں ختم ہو گئیں اب ان کا جاننے والا بھی کوئی نہیں۔ ہاں! مگر عربی زبان ایسی ہے کہ دنیا کے ہر ملک اور ہر خطے میں اس کے جاننے والے ایک دو نہیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ کیوں نہ ہوں؟ یہ تو ہمارے پیارے رسول ﷺ کی زبان ہے، قرآن کی زبان ہے، دنیا میں بھی محبوب اور آخرت میں بھی پسندیدہ۔ اسی لیے تو جنتی عربی میں بات کریں گے۔ کون سا مسلمان ایسا ہوگا کہ اسے پیارے رسول ﷺ اور مقدس قرآن سے محبت نہ ہو اور جنت میں جانا اس کی خواہش اور تمنا نہ ہو؟ یقیناً ہر مسلمان پیارے نبی ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ قرآن کریم سے لگاؤ رکھتا ہے اور جنت میں جانا چاہتا ہے۔ تو پھر اس کے باوجود عربی زبان سے نا آشنا ہونا بڑے تعجب کی بات ہے۔ عربی زبان ہماری دینی و مذہبی

زبان ہے قرآن و حدیث عربی ہی میں ہے، صحابہ بھی عربی بولتے تھے، انھیں عربی سے اتنا لگاؤ تھا کہ جس ملک میں جاتے وہاں کی ملکی زبان ان کے عربی بولنے کی وجہ سے عربی ہو جاتی۔ ہمیں بھی ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے عربی زبان سے دلی لگاؤ ہونا چاہیے۔ اس کو سیکھنا چاہیے اور خوب محنت کرنا چاہیے کیوں کہ عربی زبان دینی اور مذہبی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی زبان بھی ہے۔

ہدایت برائے استاذ

عربی کے اسباق کو اچھی طرح پڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات کا خیال رکھنا ضروری ہے؛ اس لیے پہلے ان ہدایات کو اچھی طرح سمجھ لیں پھر سبق کے دوران ان کا لحاظ رکھیں۔

① ہر سبق میں جو نئے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان کو سبق کے شروع میں ”نئے الفاظ“ کے عنوان کے تحت ڈالا گیا ہے۔ سبق پڑھانے سے پہلے ان الفاظ کو یاد کرادیں اور سبق سے پہلے فعل ماضی اور مضارع کے صیغے بھی دیے گئے ہیں انھیں بھی اچھی طرح یاد کرادیں۔

② طلبہ کو مکلف کریں کہ وہ عربی عبارتوں کو بذات خود پڑھیں اور عبارت خوانی کے دوران صحت تلفظ اور عربی لب و لہجہ کا خیال رکھیں۔

۳) کہیں کہیں اسباق کے آخر میں نوٹ کی شکل میں ان اسباق کو پڑھانے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ سبق پڑھانے سے پہلے ان ہدایات کا مطالعہ کر لیں تاکہ طلبہ کو پڑھانے میں آسانی ہو۔

۴) یہ اسباق نمونے کے طور پر مرتب کیے گئے ہیں، ان کو مکمل نہ سمجھا جائے بلکہ اس طرز پر طلبہ کو جملے بدل بدل کر خوب مشق کرائی جائے، کسی زبان کو سکھانے کا واحد ذریعہ کثرت مشق ہے۔

۵) اردو سے عربی اور عربی سے اردو بنانے کی مشق عربی میں سوالات اور خانہ پوری دی گئی ہیں، ان کی اچھی طرح مشق کرائیں۔

۶) تمام اسباق کی تریسٹینیں بچوں سے الگ کاپی میں لکھوائیں، اور جوابات لکھتے وقت انہیں کتاب میں دیے گئے سوالات بھی لکھنے پر مامور کریں۔

۷) شروع سے اخیر تک فعل ماضی پھر فعل مضارع کی مشق کے لیے اسباق دیے گئے ہیں، طلبہ کو ہر سبق میں دیے گئے فعل ماضی کے صیغوں کی خوب اچھی طرح شناخت کروائیں اور ہر سبق میں دیے گئے مختلف افعال سے ان کی مشق کروائیں، سبق نمبر ۶ میں فعل ماضی پورا ہو رہا ہے، اس کے اخیر میں فعل ماضی کے چودہ صیغوں کا نقشہ دیا گیا ہے اسے ازبر کروائیں اور دوسرے افعال سے ان کی گردانیں کروائیں، یہی عمل فعل مضارع میں بھی کریں۔

الدَّرْسُ الْأَوَّلُ

نئے الفاظ: غدا: آئندہ کل۔ العُطْلَةُ: چھٹی۔ مَعَ: ساتھ۔ مَعَكَ: تیرے ساتھ۔
نہار: دن۔ رَحْلَةُ خَلَوِيَّةٍ: کپڑے۔ تَصَحَّبْنَا: ہمارے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ صَحِبَ
يَصْحَبُ: ساتھ ہونا۔ أَطْعِمْتُ: بہت سے کھانے۔ طَعَامٌ لَزِيذٌ: عمدہ کھانا۔ تَارَةً: کبھی۔
مَرَّاتٍ عِدِيدَةً: بارہا، کئی مرتبہ۔ أَوَّلًا: پہلے۔ حَتَّى الْآنَ: اب تک۔ سَاعَةً: گھنٹہ۔
بَعْدَ سَاعَةٍ: ایک گھنٹے کے بعد۔

أَتَذْهَبُ الْيَوْمَ إِلَى الْمَدْرَسَةِ يَا خَالِدُ؟

نَعَمْ! أَذْهَبُ الْيَوْمَ وَلَكِنْ لَا أَذْهَبُ غَدًا.

لِمَاذَا لَا تَذْهَبُ غَدًا؟

غَدًا أَيَوْمُ الْعُطْلَةِ.

هَلْ حَفِظْتَ الدَّرْسَ؟

نَعَمْ! حَفِظْتُ.

هَلْ كَتَبْتَ الْوَاجِبَاتِ الْمُنَوَّلِيَّةَ أَنْتَ وَأَصْدِقَاؤُكَ؟

نَعَمْ! كَتَبْنَا جَيِّدًا.

مَاذَا تَفْعَلُ أَنْتَ وَأَصْدِقَاؤُكَ بَعْدَ الدَّرْسِ؟

نَلْعَبُ بِكُرَةِ الْقَدَمِ فِي الْمَيْدَانِ.

أَيَقْرَأُ مَعَكَ أَصْدِقَاؤُكَ؟

نَعَمْ! هُمْ يَقْرَأُونَ مَعِيَ فِي النَّهَارِ وَفِي اللَّيْلِ يَقْرَأُونَ فِي بُيُوتِهِمْ.

هَلْ حَفِظْتَ أُحْثَاكَ الصَّغِيرَةَ الدَّرْسَ؟

لَا، مَا حَفِظْتُ، لِأَنَّهَا مَرِيضَةٌ.

يَا رَاشِدُ وَنَسِيلُ وَخَالِدُ! هَلْ أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ يَوْمَ الْعُطْلَةِ إِلَى رِحْلَةِ خَلَوِيَّةٍ؟

نَعَمْ، نَخْرُجُ يَوْمَ الْعُطْلَةِ إِلَى رِحْلَةِ خَلَوِيَّةٍ وَتَصْحَبُنَا الْأَخَوَاتُ الصَّغِيرَاتُ فَيُطَبِّخُنَّ أَطْعَمَةً لَذِيذَةً.

هَلْ طَبَخْتُمْ فِي رِحْلَةِ خَلَوِيَّةٍ تَارَةً؟

نَعَمْ! طَبَخْنَا مَرَّاتٍ عَدِيدَةً.

هَلْ أَكَلْتَ رَاشِدُ وَخَالِدُ الْفُطُورَ؟

لَا، مَا أَكَلَا حَتَّى الْآنَ، هُمَا يَقْرَأَانِ الْقُرْآنَ الْكَرِيمَ أَوَّلًا ثُمَّ يَأْكُلَانِ الْفُطُورَ.

يَا خَدِيجَةُ وَرُقَيْيَّةُ! هَلْ حَفِظْتُمَا الدَّرْسَ جَيِّدًا؟

وَهَلْ تَذْهَبَانِ غَدًا إِلَى الْمَدْرَسَةِ؟

لَا، مَا حَفِظْنَاهُ حَتَّى الْآنَ وَلَكِنْ نَحْفَظُ لَيْلًا وَتَذْهَبُ غَدًا إِلَى الْمَدْرَسَةِ.

هَلْ طَبَخْتَ رَاشِدَةُ الطَّعَامَ؟

لَا، هِيَ تَطْبِخُ بَعْدَ سَاعَةٍ.

نوٹ: نفی کے معنی پیدا کرنے کے لیے ماضی کے شروع میں ”مَا“ اور مضارع کے شروع میں ”لَا“ بڑھاتے ہیں، جیسے: ذَهَبَ: وہ گیا۔ مَا ذَهَبَ: وہ نہیں گیا۔ يَذْهَبُ: وہ جاتا ہے، وہ جائے گا۔ لَا يَذْهَبُ: وہ نہیں جاتا ہے وہ نہیں جائے گا۔ اسی انداز پر طلبہ کے سامنے مثالیں بیان کریں اور ان سے مزید مثالیں بنوائیں۔

تمرین ۱

عربی میں جواب دیں

میں نیا سبق پڑھ رہا ہوں، تو پرانا سبق یاد کر رہا ہے۔ ہم کل کھیلیں گے۔ کیا تو ابھی تک مدرسہ نہیں گیا؟ طلبہ درسگاہ میں ادب سے بیٹھتے ہیں، پڑھتے ہیں اور لکھتے ہیں پھر گھروں کو واپس ہوں گے۔ سعدی اور شمیمہ! کیا تم دونوں نے لذیذ کھانے پکائے؟ خدیجہ دودھ پیتی ہے۔ ماجد اور سعید نماز کے لیے مسجد جائیں گے۔ ہم گھر سے نکلے اور گاڑی سے ہسپتال پہنچے۔ تو گرمی کی چھٹی میں پکنک کیوں نہیں گیا؟ وہ سب دہلی سے کب واپس آئیں گے؟ وہ دونوں رات کو کئی مرتبہ سبق لکھتے ہیں اور اسے یاد کرتے ہیں۔ میں آج صبح تفریح کے لیے نکلا۔ بڑی لڑکیاں گھر سے باہر نہیں نکلتیں۔ تم لوگوں نے ابھی تک چائے کیوں نہیں پی؟ کیا فاطمہ صبح میں سب سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کرتی ہے پھر ناشتہ کرتی ہے؟ میں گرمی کی چھٹی میں پکنک نہیں گئی۔ اے فرید، ماجد اور ساجد! کیا تم ہمارے ساتھ میدان میں فٹ بال کھیلو گے؟ سعاد ہنستی ہے۔ اے عائشہ اور فاطمہ! تم چھٹی کے دن کیا کرتی ہو؟ ہم ناشتے میں چائے پیتے ہیں۔

تمرین ۲

نیچے دیے گئے افعال کو جملوں میں استعمال کریں اور اردو میں ترجمے کے ساتھ اپنی کاپی میں لکھیں۔

مشق کے لیے ایک مثال دی جاتی ہے دوسری مثالیں خود سے بنائیں۔ جیسے: يَنْهَضُونَ
سے جملہ بنانا ہے تو اس طرح بنائیں گے۔ خَالِدٌ وَرَاشِدٌ وَمَاجِدٌ يَنْهَضُونَ فِي
الصَّبَاحِ مُبَكِّرًا كُلُّ يَوْمٍ۔ ترجمہ: خالد، راشد اور ماجد روزانہ صبح سویرے اُٹھ جاتے ہیں۔
نَجَحْتُ، تَحْفَظُونَ، طَبَخْتُهَا، نَزَجْتُ، يَرْكَبَانِ، لَا تَرْجِعَانِ، مَا شَرِبْتُ،
لَا أَجْلِسُ، كَتَبْتُ، مَا طَلَبْتُمْ، مَكْنَتُنَا، يَلْعَبَانِ، لَا تَقْرَأُ، تَغْسِلُ، مَا سَبَعْتُ۔

تمرین (۳)

ضمیروں کی مناسبت سے ماضی اور مضارع کے صیغے بنا کر ترجمے کے ساتھ کاپی میں لکھیں۔

مثلاً: أَنْتَ..... سَمِعَ

أَنْتَ سَمِعْتَ: تو نے سنا۔ أَنْتَ تَسْمَعُ: تو سنتا ہے، تو سنے گا۔

أَنَا..... تَرَكَ	هِيَ..... شَكَرَ
هُمَا..... طَلَبَ	أَنْتُمَا..... رَكِبَ
أَنْتُمْ..... قَرَأَ	

تمرین (۴)

نیچے دیے گئے الفاظ میں ماضی میں ”ہما“، اور مضارع میں ”لا“، بڑھا کر ترجمے کے ساتھ کاپی میں لکھیں۔

نَطَبَخُ، رَجَعْنَا، رَكِبْتُ، تَطْلُبُونَ، نَجَحْتُ، جَلَسْتُمَا، يَلْعَبَانِ، تَرَكَتُمْ،
نَهَضْتُ، يَنْظُرُونَ۔

الدَّرْسُ الثَّانِي

نئے الفاظ: السَّاعَةُ الثَّاسِعَةُ: نوی بجے۔ لَيْلًا: رات کو۔ الْأُمْسُ: گزشتہ کل۔
نِصْفُ: آدھا۔ بَعْدَ نِصْفِ سَاعَةٍ: آدھے گھنٹے کے بعد۔ إِلَى: طرف، پاس۔
جَدَّةٌ: دادی۔ قِصَصٌ: قصے، واحد قِصَّةٌ. الْخُبْزُ الْمُحَمَّصُ: ٹوسٹ۔ الْقِشْدَةُ: بالائی،
کھن۔ الْكَبْدُ: کبھی۔ فَشِلُوا: ناکام ہوئے۔ فَشِلَ يَفْشِلُ: ناکام ہونا۔
إِلَّا خُتْبًا: امتحان۔ السَّنَةُ: سال۔

مَتَى حَفِظَ فَرِيدٌ دَرْسَهُ؟
حَفِظَ فَرِيدٌ دَرْسَهُ فِي السَّاعَةِ الثَّاسِعَةِ لَيْلًا.
يَا سَعِيدُ وَرَاشِدُ! هَلْ سَبَعْتُمَا دَرْسَ الْأُمْسِ؟
نَعَمْ! سَبَعْنَا الدَّرْسَ وَحَفِظْنَاهُ.
أَيْنَ ذَهَبْتَ فَاطِمَةُ وَسَلْمَى وَسَعَادُ؟
فَاطِمَةُ وَسَلْمَى وَسَعَادُ ذَهَبْنَ إِلَى الْمَدْرَسَةِ.
يَا عَائِشَةُ! هَلْ كَتَبْتَ الْوَاجِبَاتِ الْمُنَوَّلِيَّةَ؟
نَعَمْ! كَتَبْتُ الْوَاجِبَاتِ الْمُنَوَّلِيَّةَ.
هَلْ نَهَضَ خَالِدٌ وَمَاجِدُ وَرَشِيدُ مِنَ النَّوْمِ؟
لَا، مَا نَهَضُوا حَتَّى الْآنَ، هُمْ يَنْهَضُونَ بَعْدَ نِصْفِ سَاعَةٍ.

يَا سَيِّبَةُ! مَاذَا تَفْعَلِينَ الْيَوْمَ؟

اَكْتُبُ الْوَاجِبَاتِ الْمَنْزِلِيَّةَ اَوَّلًا ثُمَّ اَجْلِسُ إِلَى جَدَّتِي وَاسْمَعْ مِنْهَا قِصَصًا كَثِيرَةً.

أَيْنَ سَعَادُ وَسَلَى؟

هُمَا فِي الْمَدْرَسَةِ. هُمَا تَدْرُسَانِ فِيهَا اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ بِشَوْقٍ كَبِيرٍ.

يَا سَلَى وَحَفْصَةُ وَفَاطِمَةُ! مَاذَا أَكَلْتُنَّ الْيَوْمَ فِي الْفُطُورِ؟

أَكَلْنَا الْيَوْمَ الْخُبْزَ الْمَحْمَصَ وَالْقَشْدَةَ وَالْكَبِدَ.

يَا سَدِيدَةُ وَنَبِيلَةُ وَفَرِيدَةُ! هَلْ تَأْكُلْنَ الْفُطُورَ وَتَشْرَبْنَ الْحَلِيبَ؟

نَعَمْ! نَحْنُ نَأْكُلُ الْفُطُورَ وَنَشْرَبُ الْحَلِيبَ.

لِمَاذَا ذَهَبْتَ سَعَادُ وَسَلَى إِلَى السُّوقِ؟

سَعَادُ وَسَلَى ذَهَبَتَا إِلَى السُّوقِ لِأَخْذِ الْخَضِرِ وَالْأَثْمَارِ.

هَلِ التَّلَامِيذُ الْكَسْلَانُونَ يَذْهَبُونَ إِلَى الْمَدْرَسَةِ كُلَّ يَوْمٍ؟

لَا. هُمْ لَا يَذْهَبُونَ إِلَى الْمَدْرَسَةِ كُلَّ يَوْمٍ. هُمْ فَشَلُّوا فِي الْإِحْتِبَارِ فِي هَذِهِ السَّنَةِ.

مَتَى تَنْهَضُ الْبِنْتَانِ؟

الْبِنْتَانِ تَنْهَضَانِ صَبَاحًا وَتَخْرُجَانِ إِلَى الْبُسْتَانِ.

تمرین ۱

عربی میں ترجمہ کریں

فاطمہ، سلمیٰ اور سعاد نے بازار سے کیا لیا؟ فاطمہ، سلمیٰ اور سعاد نے بازار سے ترکاریاں اور پھل لیے۔ فرید مدرسہ جاتے وقت سائیکل پر سوار ہوا۔ میں ابھی تک سبق نہیں سمجھا۔ ماجد اور خالد اپنے باغ میں پودے لگائیں گے۔ سعید اور راشد اب تک گھر نہیں پہنچے۔ سلمہ، فاطمہ اور نبیلہ پڑھ لکھ کر خوش ہوتی ہیں۔ رشیدہ اور سعیدہ بھی اس امتحان میں کامیاب ہو گئیں۔ میں مسکینوں کی مدد کرتا ہوں۔ سست طالبات کتابیں نہیں پڑھتیں اور وہ محنتی طالبات کی طرح رات دن سبق یاد نہیں کرتیں، وہ امتحان میں ناکام ہوں گی۔ اے عائشہ، حفصہ اور فاطمہ! کیا تم جمعہ کے دن نئے کپڑے نہیں پہنو گی۔ حامد، ماجد اور سعید ابھی گاڑی سے اسٹیشن گئے، وہ آج ممبئی جائیں گے۔ میں کل مدرسہ نہیں جاؤں گی، کل مدرسے کی چھٹی ہے۔ اے خالدہ اور رقیہ! تم دونوں صبح جلدی کیوں نہیں اٹھیں؟ اے فاطمہ! تو نے اب تک کھانا کیوں نہیں کھایا؟ ہم دونوں اس سال گاؤں نہیں جائیں گے۔ تو استاد کی بات کیوں نہیں سنتا؟ عائشہ! استانی کی بات سنتی ہے۔ تمہارے استاد کہاں گئے؟ کیا تیری بہن نے قرآن کریم کی تلاوت کی؟ ہاں! ہم بھی صبح قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی۔

تمرین ۲

نیچے دیے گئے افعال کو جملوں میں استعمال کریں اور اردو میں ترجمے کے ساتھ اپنی کاپی میں لکھیں۔

جَلَسَ، مَاقَدِمُنْ، لَا تَفْهَمُونَ، أَكَلْتُمَا، تَفَعَّلْنَ، سَبَّحْتُنَّ، لَا تَرْكَبِينَ، تَطْبَخَانِ، مَا فَرِحْتَ، يَنْظُرُونَ، صَحَّحُوا، لَا تَتَوَكَّانِ، دَرَسْتَ، نَذَرْتُ، لَا أَمْكُثُ.

تمرین (۳)

ضمیروں کی مناسبت سے ماضی اور مضارع کے صیغہ بنائیں اور ترجمے کے ساتھ کاپی میں لکھیں۔

أَنْتُمْ.....حَفِظَ	هُوَ.....كَتَبَ
أَنْتِ.....أَكَلَ	هُنَّ.....ذَهَبَ
هُمْ.....مَكَثَ	هُمَا.....غَسَلَ
أَنْتَ.....خَرَجَ	نَحْنُ.....سَمِعَ
أَنْتُمَا.....طَلَبَ	هُمَا.....جَلَسَ

تمرین (۴)

نیچے دیے گئے الفاظ میں ماضی میں ”ما“ اور مضارع میں ”لا“ بڑھا کر ترجمے کے ساتھ کاپی میں لکھیں۔

تَغْسِلِينَ، شَرِبْتَ، نَهَضْتَنَ، نَظَرُوا، أَخَذَنَ، رَكِبْتَ، يَبْدَأُنَ، تَلْعَبَانِ،
دَرَسْنَا، يَشْكُرُ، فَهَمَ، تَفَرَّجُ.

۲	دوسرے صفحے میں ۲۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دیکھئے معلم	دیکھئے والدین
---	-------------------	------------	-------	-------------	---------------

الدَّرْسُ الثَّالِثُ

نئے الفاظ: الْعَالَمُ: دنیا، جہاں۔ عَلِمَ يَعْلَمُ: جاننا۔ أَنْ: کہ، بیشک، یقیناً۔ الطَّيِّبَاتُ: اچھی چیزیں، پاک چیزیں۔ واحد طَيِّبَةً: اَيُّهَا: اے (مذکر کے لیے)۔ اَيُّهُنَّ: اے (مؤنث کے لیے)۔ إِلَهٌ: معبود۔ عَرَفَ يَعْرِفُ: جاننا، پہچاننا۔ سَجَدَ يَسْجُدُ: سجدہ کرنا، سر جھکانا۔

نَعَمْ: نعمتیں، واحد نِعْمَةٌ. كُلُّ: تمام۔ شَيْءٌ: چیز، جمع أَشْيَاءُ. كُلُّ شَيْءٍ: ہر چیز۔
يَحْفَظُنَا: ہماری حفاظت کرتا ہے۔ جَمِيعٌ: تمام۔ اَفَاتٌ: آفتیں، واحد آفَةٌ. اَحْوَالُ:
حالتیں، واحد حَالٌ. دُذُوبٌ: گناہ، واحد ذَنْبٌ. ظَلَمَ يَظْلِمُ: ظلم کرنا۔ النَّاسُ: لوگ۔
سَأَلَ يَسْأَلُ: پوچھنا، مانگنا۔ شَهِدَ يَشْهَدُ: گواہی دینا۔ اَلْمُلْكُ: حکومت۔ دَائِمًا: ہمیشہ۔

مَنْ خَلَقَ الْعَالَمَ ؟	خَلَقَهُ اللهُ.
مَنْ خَلَقَ النَّاسَ ؟	خَلَقَهُمُ اللهُ.
مَنْ يَخْلُقُ الْأَرْضَ هَارَ ؟	يَخْلُقُهَا اللهُ.
مَنْ خَلَقَ السَّيَاءَ ؟	خَلَقَهَا اللهُ.
مَنْ خَلَقَكَ ؟	خَلَقَنِي اللهُ.
أَتَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ؟	نَعَمْ! أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ خَلَقَهُمَا.
يَا سَعِيدُ وَخَالِدُ! أَتَعْلَمَانِ مَنْ يَرِزُ قُكُمَا ؟	
نَعَمْ! نَعْلَمُ أَنَّ اللهَ يَرِزُ قُنَا.	
مَنْ يَرِزُ قُكُمُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ؟	يَرِزُ قُنَا رَبُّنَا.
يَا سَعَادُ وَبَيْلَةُ! مَنْ خَلَقَكُمَا ؟	اللهُ خَلَقَنَا.
أَيُّتَهُمَا الْبَنَاتِ! أَتَعْلَمْنِ مَنْ يَرِزُ قُكُنِ ؟	
نَعَمْ! نَعْلَمُ أَنَّ اللهَ يَرِزُ قُنَا.	
يَا فَاطِمَةُ! أَتَعْلَمِينَ مَنْ يَرِزُ قُكِي ؟	نَعَمْ! أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ يَرِزُ قُنِي.

أَتَعْبُدُونَ إِلَهًا وَاحِدًا؟	نَعَمْ! نَعْبُدُ إِلَهًا وَاحِدًا.
أَخْلَقَ النَّاسَ شَيْئًا؟	لَا مَا خَلَقُوهُ.
أَهُمْ يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَيَرْزُقُونَ أَحَدًا؟	
لَا هُمْ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَلَا يَرْزُقُونَ أَحَدًا.	
أَخْلَقْتُمُ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ؟	لَا مَا خَلَقْنَاهُمَا.
مَنْ يَرْزُقُ الْمُسْلِمَ وَالْكَافِرَ؟	اللَّهُ يَرْزُقُهَا.
أَتَعْرِفُ إِلَهًا؟	نَعَمْ! أَعْرِفُهُ.
هَلْ تَعْبُدُونَ اللَّهَ وَتَسْجُدُونَ لَهُ وَتَشْكُرُونَهُ عَلَى نِعَمِهِ؟	
نَعَمْ! نَعْبُدُهُ وَنَسْجُدُ لَهُ وَنَشْكُرُهُ عَلَى نِعَمِهِ.	

تمرین ①

اردو میں ترجمہ کریں

① اللہ رَبُّنَا وَرَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ، وَخَلَقَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، وَخَلَقَ الْأَزْهَارَ وَالْأَشْجَارَ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، يَرْزُقُنَا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَيَحْفَظُنَا مِنْ جَمِيعِ الْآفَاتِ، فَلِمَ لَا نَعْبُدُهُ وَلَا نَسْجُدُ لَهُ، وَهُوَ يَسْمَعُ دُعَاءَنَا وَيَعْلَمُ أَحْوَانَنَا وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، هُوَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ وَلَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا، وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، نَسْأَلُهُ كُلَّ شَيْءٍ وَلَا نَسْأَلُ أَحَدًا، نَشْهَدُ أَنَّهُ وَاحِدٌ، لَيْسَ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ فَتَحْمَدُهُ وَنَشْكُرُهُ دَائِمًا۔

تمرین (۲)

عربی میں ترجمہ کریں

① تمہیں آسمان و زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ ہمیں آسمان و زمین سے رزق اللہ دیتا ہے۔ کیا تو اللہ کی عبادت کرتا ہے؟ ہاں: میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ اے بچو! کیا تم سب نے سبق اچھی طرح سمجھ لیا؟ ہاں: ہم سب نے اسے اچھی طرح سمجھ لیا۔ عربی قرآن کی زبان ہے، ہم اس کو پڑھیں گے۔ کیا تو جانتی ہے کہ اللہ ایک ہے؟ ہاں: میں جانتی ہوں کہ اللہ ایک ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کامیابی کوشش سے ہے۔ اے ماجد اور حامد! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم کو کس نے پیدا کیا؟ ہاں! ہمیں معلوم ہے کہ اللہ نے ہم کو پیدا کیا۔ چاند اور سورج کو کس نے پیدا کیا؟ ان دونوں کو اللہ نے پیدا کیا۔ کیا تو نے زید کو پہچانا؟ ہاں: میں نے اسے پہچانا۔ کیا تو اپنی استانی کو پہچانتی ہے؟ ہاں: میں انھیں پہچانتی ہوں۔

درخط والدین

درخط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۲۰

تیسرے مہینے میں

الدَّرْسُ الرَّابِعُ

نئے الفاظ: خُلُوفٌ: بدبو۔ فَمْرٌ: منہ۔ صَائِمٌ: روزہ دار۔ رِيحٌ: ہوا۔ مِسْكٌ: مشک۔ رِيحُ الْمِسْكِ: مشک کی خوشبو۔ الطَّائِرَةُ: ہوائی جہاز۔ قُرَى: بہت سے دیہات، واحد قَرْيَةٍ۔ اَسْيَا: ایشیا۔ قَارَاتٌ: بہت سے براعظم، واحد قَارَةٌ۔ جَمِيعٌ: تمام۔ اَمْرٌ: یا۔ اَوْ: یا۔ حَمِيرٌ: زیادہ بہتر، بھلائی۔ شَرٌّ: زیادہ بُرا، برائی۔

①

صَغِيرٌ	چھوٹا	أَصْغَرُ	زیادہ چھوٹا
كَبِيرٌ	بڑا	أَكْبَرُ	زیادہ بڑا

عَلِيمٌ	جاننے والا	أَعْلَمُ	زیادہ جاننے والا
طَيِّبٌ	عمدہ	أَطْيَبُ	زیادہ عمدہ
رَخِيصٌ	ستا	أَرْحَصُ	زیادہ سستا
سَهْلٌ	آسان	أَسْهَلُ	زیادہ آسان
طَوِيلٌ	لمبا	أَطْوَلُ	زیادہ لمبا
جَمِيلٌ	خوبصورت	أَجْمَلُ	زیادہ خوبصورت
نَافِعٌ	نفع بخش	أَنْفَعُ	زیادہ نفع بخش
سَرِيعٌ	تیز رفتار	أَسْرَعُ	زیادہ تیز رفتار
صَالِحٌ	نیک	أَصْلَحُ	زیادہ نیک
بَعِيدٌ	دور	أَبْعَدُ	زیادہ دور

۲

الْقَمَرُ أَصْغَرُ مِنَ الشَّمْسِ
اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
الْأُسْتَاذُ أَعْلَمُ مِنَ التَّلَامِيذِ
خُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ مِنْ رِيحِ الْيَسَكِ
السَّاعَةُ أَرْحَصُ مِنَ الدَّرَاجَةِ
دَرْسُ الْيَوْمِ أَسْهَلُ مِنْ دَرْسِ الْيَوْمِ

هَذَانِ التِّلْمِيزَانِ أَطْوَلُ مِنْ رَاشِدٍ

هَذِهِ الْأَزْهَارُ أَجْمَلُ مِنْ تِلْكَ الْأَزْهَارِ

الْعِلْمُ أَنْفَعُ مِنَ اللَّعِبِ

الطَّائِرَةُ أَسْرَعُ مِنَ الْقَطَارِ

هُؤُلَاءِ الْبَنَاتُ أَصْلَحُ مِنْ رَاشِدَةٍ

هَذِهِ الْقُرَى أَبْعَدُ مِنَ الْمَدِينَةِ

زَيْدٌ أَكْبَرُ مِنْ مَا جِدِ

فَاطِمَةُ أَصْلَحُ مِنْ سَلِيمَةٍ

أَنْتَ خَيْرٌ مِنِّي

هُوَ شَرٌّ مِنْكَ

الْصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

الْجَمَلُ أَطْوَلُ مِنَ الْفَرَسِ

أُولَئِكَ الرِّجَالُ شَرٌّ مِنْ هَؤُلَاءِ

أَشْيَاءُ أَكْبَرُ مِنْ جَمِيعِ الْقَارَاتِ

نوٹ: طلبہ کو یہ بتادیں کہ أَصْغَرُ، أَكْبَرُ جیسے الفاظ پر تین نہیں آتی ہے۔ نیز یہ بھی بتادیں کہ خَيْرٌ اور شَرٌّ کا استعمال أَصْغَرُ، أَكْبَرُ وغیرہ کی طرح ہوتا ہے، خیر کے معنی بہتر، زیادہ بہتر اور شر کے معنی برا، زیادہ برا سے کیا جاتا ہے۔

تمرین ۱

عربی میں جواب دیں

① من أصغرُ: زيدٌ أم ماجدٌ؟
② أي شيء أطول: الجملُ أم الفرسُ؟
③ هل درس اليوم أسهلُ من درس الأمسِ؟
④ أي شيء أسرعُ: الطائرةُ أو القطارُ؟
⑤ هل فاطمة أصلح من سلیمة؟
⑥ مَنْ أكبرُ من كل شيءٍ؟
⑦ أي شيء أطيب من ريح المسك؟
⑧ أي شيء خَيْرُ: الصلوة أم النوم؟
⑨ أية قارة أكبر من جميع القارات؟
⑩ هل هذه الأزهار أجمل من تلك الأزهار.

تمرین ۲

عربی میں ترجمہ کریں

پڑھنا زیادہ بہتر ہے یا کھیلنا؟	روٹی چاول سے زیادہ بہتر ہے
سنترہ سیب سے زیادہ سستا ہے	ماجد خالد سے زیادہ نیک ہے
ٹرین گاڑی سے زیادہ تیز رفتار ہے	نماز بہتر ہے یا نیند؟

عائشہ فاطمہ سے زیادہ جاننے والی ہے	خدیجہ مجھ سے بہتر ہے
قرآن تمام کتابوں سے افضل ہے	میں تجھ سے بڑا ہوں
ورزش چلنے سے زیادہ نفع بخش ہے	راشد مجھ سے بڑا ہے
میں تجھ سے زیادہ لمبا ہوں	پڑھنا لکھنے سے زیادہ آسان ہے
یہ گھر اس گھر سے زیادہ خوبصورت ہے	نسیم راشد سے زیادہ برا ہے۔

۴	چوتھے مہینے میں	۲۰	دن پڑھائیں	تاریخ	درجہ معلم	درجہ طالب الدین
---	-----------------	----	------------	-------	-----------	-----------------

الدَّرْسُ الْخَامِسُ

نئے الفاظ: كُلُّ: کھائیے۔ السَّاعَةُ الْعَاشِرَةُ: دس بجے۔ صُحْبَةٌ: دوستی۔ أَشْرَارٌ: بُرے لوگ، واحد شَرٌّ. مُضِرٌّ: نقصان دہ۔ فَسَدَ يَفْسُدُ: خراب ہونا۔ حَدَمَ يَحْدِمُ: خدمت کرنا۔ أَقْدَمَ: پیر، واحد قَدَمٌ. أَقْهَاتٌ: بائیں، واحد أَمْرٌ. صَبَاحًا وَمَسَاءً: صبح وشام۔

واحد مذکر حاضر	ثنیہ مذکر حاضر	جمع مذکر حاضر
اِذْهَبْ : تم جاؤ	اِذْهَبَا : تم دونوں جاؤ	اِذْهَبُوا : تم سب جاؤ
اِجْلِسْ : تم بیٹھو	اِجْلِسَا : تم دونوں بیٹھو	اِجْلِسُوا : تم سب بیٹھو
اَنْظُرْ : تم دیکھو	اَنْظُرَا : تم دونوں دیکھو	اَنْظُرُوا : تم سب دیکھو
اِفْهَمْ : تم سمجھو	اِفْهَمَا : تم دونوں سمجھو	اِفْهَمُوا : تم سب سمجھو
اِعْلَمْ : تم جانو	اِعْلَمَا : تم دونوں جانو	اِعْلَمُوا : تم سب جانو

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ ایسا فعل جس کے ذریعے کسی کو کام کا حکم دیا جائے اس کو فعل امر کہتے ہیں۔ کسی ایک مرد کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے تو اس کے لیے عربی میں اِفْعَلْ، اِفْعِلْ اور اُفْعَلْ کا وزن استعمال کیا جاتا ہے۔ مضارع کے واحد مذکر حاضر کے صیغے میں اگر درمیان والے حرف پر زبر ہے تو ”اِفْعَلْ“ کا وزن استعمال ہوتا ہے جیسے: تَذْهَبْ میں درمیانی حرف ”ھ“ پر زبر ہے تو اس طرح کہیں گے: اِذْهَبْ۔ اگر درمیان والے حرف پر زیر ہے تو ”اِفْعِلْ“ کا وزن استعمال ہوگا جیسے: تَجْلِسْ میں درمیانی حرف ”ل“ پر زیر ہے تو اس طرح کہیں گے: اِجْلِسْ۔ اور اگر درمیان والے حرف پر پیش ہے تو ”اُفْعَلْ“ کا وزن استعمال ہوتا ہے جیسے: تَنْظُرْ میں درمیانی حرف ”ظ“ پر پیش ہے تو اس طرح کہیں گے: اُنْظُرْ۔

امرواحد کے آخر میں ”ا“ بڑھانے سے متنیہ بن جاتا ہے اور ”واو“ بڑھانے سے جمع ہو جاتا ہے۔ جیسے: اِذْهَبْ سے متنیہ: اِذْهَبَا اور جمع: اِذْهَبُوا۔

(۲)

أَيُّهَا الْوَلَدُ! انْهَضْ مِنَ النَّوْمِ صَبَاحًا، وَاعْبُدْ رَبَّكَ وَكُلْ وَاشْرَبْ،
وَالْبَسْ ثِيَابَكَ، وَادْهَبْ إِلَى الْمَدْرَسَةِ، وَاجْلِسْ فِي الْفَصْلِ بِالْأَدَبِ،
وَاقْرَأْ دَرْسَكَ وَافْهَمْهُ وَاكْتُبِ الْوَاجِبَاتِ الْمُنْزِلِيَّةَ بَعْدَ الدَّهَابِ إِلَى الْبَيْتِ -
يَا مَاجِدُ وَسَاجِدُ! اِذْهَبَا فِي الصَّبَاحِ إِلَى الْمَيْدَانِ، لِأَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ
الْعُظْلَةِ، وَالْعَبَا مَعَ أَصْدِقَائِكُمَا فِي الْحَدِيقَةِ إِلَى السَّاعَةِ الْعَاشِرَةِ، ثُمَّ
ارْجِعَا إِلَى الْبَيْتِ، وَاغْسِلَا الْيَدَ وَالْوَجْهَ، وَكُلَا الْغَدَاءَ ثُمَّ اقْرَأَا الدَّرْسَ
وَاحْفَظَاهُ وَاكْتُبَا الْوَاجِبَاتِ الْمُنْزِلِيَّةَ، أَنْتُمَا وَلَدَانِ مُجْتَهِدَانِ، وَأَنْتُمَا
تَعْلَمَانِ جَيِّدًا أَنَّ لِقِرَاءَةَ وَالْكِتَابَةِ وَقِتًا وَلِلْعِبِّ وَقِتًا آخَرَ -

أَيُّهَا الْأَوْلَادُ! اصْحَبُوا الصَّالِحِينَ دَائِمًا. وَاجْلِسُوا مَعَهُمْ، لِأَنَّ
صُحْبَةَ الْأَشْرَارِ مُضِرٌّ، تَفْسُدُ بِهَا الْأَخْلَاقُ، وَاحْدُمُوا أُمَّهَاتِكُمْ،
فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ، وَانْهَضُوا فِي الصَّبَاحِ مُبَكِّرًا،
وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَكُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ، وَاقْرَءُوا الْقُرْآنَ الْكَرِيمَ
صَبَاحًا وَمَسَاءً، وَاحْفَظُوا الدَّرْسَ وَاكْتُبُوا الْوَاجِبَاتِ الْمُنَزَّلِيَّةَ، وَافْعَلُوا
الْخَيْرَ وَاتْرَكُوا الشَّرَّ۔

نوٹ: طلبہ کو بتائیں کہ امر کے ہمزہ کو اگر کسی کلمہ سے ملایا جائے تو وہ گر جاتا ہے جیسے:
ثُمَّ اقْرَأْ، وَادْهَبْ۔ اور یہ بتائیں کہ امر کے واحد حاضر کے صیغے کو بعد والے حرف
سے ملانا ہو تو اس کے آخری حرف کو زیر دیں گے۔ جیسے: وَاكْتُبِ الدَّرْسَ، اِشْرَبِ
الشَّايَ وغیرہ۔

تمرین ①

درج ذیل افعال سے امر کے مذکر حاضر کے تینوں صیغے: واحد،ثنیہ اور جمع بنائیں اور
ترجمے کے ساتھ لکھیں۔ مثلاً: تَفْهَمُ سے اِفْهَمْ: تم سمجھو، اِفْهَمَا: تم دونوں سمجھو۔
اِفْهَمُوا: تم سب سمجھو۔

تَبْكُ، تَحْفَظُ، تَطْلُبُ، تَرْجِعُ، تَقْصِدُ، تَلْبَسُ، تَغْسِلُ، تَتَوَلَّى، تَسْبَعُ، تَزْكِبُ

تمرین ②

درج ذیل افعال کو امر واحد مذکر حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔ مثلاً:

تَقْرَأُ كِتَابَكَ کو اس طرح تبدیل کریں: اِقْرَأْ كِتَابَكَ۔

تَذْهَبُ بِكِتَابِي هَذَا	تَعْبُدُ رَبَّكَ
تَدْخُلُ الْجَنَّةَ	تَغْفِرُ لَنَا ذُنُوبَنَا

درج ذیل امر واحد مذکر کے صیغوں کو امر ثنئیہ مذکر حاضر کے صیغوں میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: اَجْلِسْ عَلَى الْكُزْبِيِّ کو اس طرح تبدیل کریں: اَجْلِسَا عَلَى الْكُزْبِيِّ۔

اِذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ	اِسْمَعْ كَلَامَ الْأُسْتَاذِ
اُمْكُثْ فِي الْمَدِينَةِ	اَشْكُرْ رَبَّ الْعَالَمِينَ

درج ذیل امر واحد مذکر حاضر کے صیغوں کو امر جمع مذکر حاضر کے صیغوں میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: اِرْجِعْ إِلَى الْبَيْتِ کو اس طرح تبدیل کریں۔ اِرْجِعُوا إِلَى الْبَيْتِ۔

اعْبُدِ اللَّهَ وَاشْكُرْ لَهُ	اعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
كُلْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ	افْعَلِ الْخَيْرَ

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

اللہ کی تعریف کرو۔ صبح و شام کی عبادت کرو۔ راشد، نبیل اور ساجد! تم صبح کے وقت تفریح کے لیے جاؤ۔ تم دونوں قرآن پاک پڑھو۔ تم سب جان لو کہ اللہ ایک ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ماجد! تم اپنے ہاتھ دھولو اور کھانا کھا لو۔ تم سب آسمان کی طرف دیکھو۔ تم سب

کھاؤ پیو اور اپنے رب کا شکر ادا کرو۔ تم دونوں بھلائی کرو اور برائی کو چھوڑ دو۔ تم سب ٹرین میں سوار ہو جاؤ۔ خالد! تم درگاہ میں وقت پر حاضر ہو جاؤ۔ تم مسکینوں کی مدد کرو۔ تم دونوں امتحان میں کامیاب ہو جاؤ۔ تم سب دودھ پیو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ تم سب مسجد جاؤ اور اللہ کی عبادت کرو۔ تم سائیکل پر سوار ہو جاؤ اور گھر جاؤ۔ تم سب ایک ساتھ میدان میں کھیلو۔ تم دونوں ہوم ورک لکھو اور پڑھو پھر اسے یاد کرو۔ تم دونوں گاڑی میں بیٹھو۔ تم درگاہ سے نکلو۔ تم سب زید کو چھوڑ دو۔ تم دونوں ہمیشہ نیکوں کے ساتھ رہو۔ راشد! تم بیٹھو اور سبق یاد کرو۔

درختہ والدین

درختہ معلم

تاریخ

۵ پانچویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں

الدَّرْسُ السَّادِسُ

نئے الفاظ: جَعَلَ يَجْعَلُ: بنانا۔ سَادَجَةً: سادہ۔ اَلْاَفْرُنُجِيَّاتُ: انگریز عورتیں۔ زَمِيلَاتُ: سہیلیاں، واحد زَمِيلَةٌ۔ عَجَائِزُ: بوڑھیاں، واحد عَجُوزٌ۔ بَذَلٌ يَبْذُلُ: خرچ کرنا۔ مَقَاعِدُ: سیٹیں، واحد مَقْعَدٌ۔

واحد مؤنث حاضر	مثنیہ مؤنث حاضر	جمع مؤنث حاضر
اِذْهَبِي: تم جاؤ	اِذْهَبَا: تم دونوں جاؤ	اِذْهَبْنَ: تم سب جاؤ
اِنْهَضِي: تم اٹھو	اِنْهَضَا: تم دونوں اٹھو	اِنْهَضْنَ: تم سب اٹھو
اِشْرَبِي: تم پیو	اِشْرَبَا: تم دونوں پیو	اِشْرَبْنَ: تم سب پیو
اِحْمَدِي: تم تعریف کرو	اِحْمَدَا: تم دونوں تعریف کرو	اِحْمَدْنَ: تم سب تعریف کرو
اِحْدَرِي: تم بچو	اِحْدَرَا: تم دونوں بچو	اِحْدَرْنَ: تم سب بچو

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ اگر ایک عورت کو کسی کام کا حکم دینا ہو تو، امر واحد کے آخر میں ”ی“ بڑھادیں گے، جیسے: اِذْهَبِيْ اِلَیْهِیْ، اِجْلِسْ اِلَیْیَیْ، اُنْظُرْ اِلَیَّیْ۔ اور تشنیہ مؤنث کے لیے تشنیہ مذکر کا صیغہ کا ہی استعمال ہوگا۔ اور اگر دو سے زیادہ عورتوں کو کسی کام کا حکم دینا ہو، تو امر واحد مذکر کے آخر میں ”ن“ بڑھادیں گے۔ جیسے: اِذْهَبْنَ اِلَیْهِیْنَ، اِجْلِسْنَ اِلَیْیَنْ، اُنْظُرْنَ اِلَیَّیْنِ۔

(۲)

يَا حَبِيبَتُ! اَنْتِ بِنْتُ طَيِّبَةٍ. اِنْهَضِيْ مِنَ النَّوْمِ صَبَاحًا، وَاَعْبُدِي اللّٰهَ لِاَنَّهُ خَلَقَكَ وَرَزَقَكَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ فَكُلِيْ وَاَشْرَبِيْ وَاشْكُرِيْهِ، وَاصْحَبِي الْبَنَاتِ الصَّالِحَاتِ، فَإِنَّ صُحْبَةَ الصَّالِحَاتِ تَجْعَلُكَ صَالِحَةً. وَالْبَسِيْ ثِيَابًا سَادِجَةً وَاحْذَرِيْ لِبَاسِ الْإِفْرَاجِيَّاتِ وَافْعَلِي الْخَيْرَ وَاتْرُكِي الشَّرَّ.

أَيُّهَا التِّلْمِيذَتَانِ! احْفَظَا دُرُوسَ كُلِّ يَوْمٍ، وَاكْتُبَا الْوَاجِبَاتِ الْمُنَزَّلِيَّةَ فِي كُرَاسَتِكُمَا، وَاصْحَبَا الزَّمِيلَاتِ الْمُجْتَهِدَاتِ دَائِمًا وَاجْلِسَا أَيْضًا إِلَى الْعَجَائِزِ الصَّالِحَاتِ، وَاسْمَعَا نَصَائِحَهُنَّ وَاعْمَلَا بِهَا، وَابْذُلَا الْأَوْقَاتِ فِي الْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ، ثُمَّ فِي الْعِبَادَةِ وَالتَّلَاوَةِ لَا فِي اللَّهْوِ وَاللَّعِبِ.

أَيُّهَا الْبَنَاتُ! احْمَدُنِ اللّٰهَ وَاشْكُرْنَهُ وَاعْبُدْنَهُ وَادْهَبْنَ إِلَى الْمَدْرَسَةِ كُلِّ يَوْمٍ بِالْحَافِلَةِ وَاحْضُرْنَ فِي الْفَصْلِ عَلَى الْمِيعَادِ وَاجْلِسْنَ عَلَى مَقَاعِدِكُنَّ، وَاقْرَأْنَ الدُّرُوسَ بِرَغْبَةٍ وَشَوْقٍ وَاحْفَظْنَهَا وَاحْذَرْنَ الْكَسْلَ ثُمَّ ارْجِعْنَ إِلَى الْبَيْتِ جَمِيعًا بَعْدَ الْعُطْلَةِ.

تمرین ۱

درج ذیل امر واحد مذکر سے امر کے مؤنث حاضر کے تینوں صیغے: واحد، تشبیہ اور جمع بنا کر ترجمے کے ساتھ کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: اِفْهَمْ سے اِفْهَمِي: تم سمجھو، اِفْهَمَا: تم دونوں سمجھو، اِفْهَمْنَ: تم سب سمجھو۔

اِرْجِعْ، اِسْمَعْ، اُمْكُثْ، اُطْلُبْ، اُفْتَحْ، اُنْظُرْ، اِحْفَظْ، اُغْسِلْ، اُعْبُدْ، اَجْلِسْ

تمرین ۲

درج ذیل امر واحد مذکر کے صیغوں کو امر واحد مؤنث حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔

مثلاً: اُطْبِخِ الطَّعَامَ کو اس طرح تبدیل کریں: اِطْبِخِي الطَّعَامَ.

اِنْهَضْ مِنَ النَّوْمِ.	اُبْذِلِ الْاَوْقَاتِ فِي الْقِرَاءَةِ.
اِحْمَدِ اللّٰهَ	اِذْهَبِ اِلَى الْمَدْرَسَةِ بِالْحَافِلَةِ

درج ذیل امر واحد مذکر کے صیغوں کو امر تشبیہ مؤنث حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔

مثلاً: اِسْمَعْ کَلَامَ الْمُعَلِّمَةِ کو اس طرح تبدیل کریں: اِسْمَعَا کَلَامَ الْمُعَلِّمَةِ.

اِقْرَأْ كِتَابًا	اِنْهَضْ فِي الصَّبَاحِ
اُحْضِرْ فِي الْفَصْلِ عَلَى الْبَيْعَادِ	اِشْرَبِ الْحَلِيبَ

درج ذیل امر واحد مذکر کے صیغوں کو امر جمع مؤنث حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔

مثلاً: اِجْلِسْ فِي الْفَصْلِ کو اس طرح تبدیل کریں: اِجْلِسْنَ فِي الْفَصْلِ.

اِذْهَبْ إِلَى الْمَدْرَسَةِ	اِفْعَلِ الْخَيْرَ
اِصْحَبِ الْبَنَاتِ الصَّالِحَاتِ	اُكْتُبِ الْوَاجِبَاتِ الْمُنْزِلِيَّةَ

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

نبیلہ! تم دودھ پیو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ خالدہ! تم نیک بوڑھی عورتوں کے پاس بیٹھو۔ اے لڑکیو! تم عربی زبان شوق سے پڑھو۔ اے فاطمہ اور سعیدہ! تم دونوں پہلے اپنا ہوم ورک پورا کرو پھر اپنی دادی کے پاس بیٹھو اور ان سے قصے سنو۔ راشدہ! تم لذیذ کھانے پکاو۔ اے سعاد اور سلمیٰ! تم دونوں سبزی فروش کی دکان جاؤ اور اس سے آلو، ٹماٹر اور گاجر مانگو اور قیمت ادا کرو پھر گھر لوٹ آؤ۔ اے طالبات! تم سب نماز اور قرآن کریم کی تلاوت سے اپنی صبح کا آغاز کرو پھر ناشتہ کرو اور چائے پیو پھر مدرسہ وقت پر حاضر ہو جاؤ۔ اے سعاد! تم اپنے سر کے بال میں کنگھی کرو اور جوتے پہنو پھر مدرسہ جاؤ اور درس گاہ میں صاف ستھرے فرش پر بیٹھو اور درسی کتابیں پڑھو اور کاپی میں نیا سبق لکھو۔ اے عائشہ اور رقیہ! تم اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلو پھر گھر لوٹ آؤ اور ہاتھ منہ دھولو۔ اے لڑکیو! تم انگریزی عورتوں کے لباس سے بچو اور سادہ کپڑے پہنو اور بھلائی کرو اور برائی کو چھوڑ دو۔

دستخط والدین

دستخط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۲۰

چھ مہینے میں

۶

الدَّرْسُ السَّابِعُ

نئے الفاظ: قَذَفَ يَقْذِفُ: پھینکا۔ كَالْكُرَّةِ: گیند کی طرح۔ كَسَلَ يَكْسَلُ: سستی کرنا۔ بِمُصِيبَةٍ أَحَدٍ: کسی کی مصیبت پر۔ ضَحِكَ يَضْحَكُ: ہنسنا۔ كَثِيرٌ: بہت۔ غَفَلَ يَغْفُلُ: غافل ہونا۔ ظَلَمَ يَظْلِمُ: ظلم کرنا۔ الْأَجْرَاءُ: مزدور، واحد أَجِيرٌ۔

عَمَلًا: ملازم، نوکر، واحد عَامِلٌ. الْفَاسِدِينَ: بے کار، بگڑا ہوا، واحد فَاسِدٌ.
أَصْدِقَاءُ السُّوءِ: بُرے دوست۔ أَفْعَالُ الْخَيْرِ: بھلائی کے کام۔ عِنْدَ الضَّرُورَةِ:
ضرورت کے وقت۔ كُلُّ أَحَدٍ: ہر ایک۔ عَادَةُ سَيِّئَةٍ: بُری عادت۔ شَتَمَ يَشْتُمُ:
گالی دینا۔ حَقَرٌ يَحْقِرُ: حقیر سمجھنا۔ فَقَرَاءٌ: فقیر، واحد فَقِيرٌ. مَنَعَ يَمْنَعُ: روکنا۔
مُحْتَاجِينَ: محتاج لوگ، واحد مُحْتَاجٌ. عَجَزَةٌ: بے بس لوگ، واحد عَاجِزٌ.
سَبَبٌ قَوِيٌّ: مضبوط ذریعہ۔ إِلَّا: مگر۔

(۱)

واحد مذکر حاضر	تشبیہ مذکر حاضر	جمع مذکر حاضر
لَا تَضْحَكْ: تم مت ہنسو	لَا تَضْحَكَا: تم دونوں مت ہنسو	لَا تَضْحَكُوا: تم سب مت ہنسو
لَا تَجْلِسْ: تم مت بیٹھو	لَا تَجْلِسَا: تم دونوں مت بیٹھو	لَا تَجْلِسُوا: تم سب مت بیٹھو
لَا تَضْرِبْ: تم مت مارو	لَا تَضْرِبَا: تم دونوں مت مارو	لَا تَضْرِبُوا: تم سب مت مارو
لَا تَكْسَلْ: تم سستی مت کرو	لَا تَكْسَلَا: تم دونوں سستی مت کرو	لَا تَكْسَلُوا: تم سب سستی مت کرو
لَا تَخْرُجْ: تم مت نکلو	لَا تَخْرُجَا: تم دونوں مت نکلو	لَا تَخْرُجُوا: تم سب مت نکلو

نوٹ: استاذ طلبہ کو سمجھائیں کہ جس کے ذریعے کسی کام سے روکا جائے، اس کو ”فعلِ نہی“ کہتے ہیں، اس کے لیے ”لَا تَفْعَلْ، لَا تَفْعَلْ، لَا تَفْعَلْ“ کا وزن آتا ہے، اگر مضارع کے واحد مذکر حاضر کے درمیان والے حرف پر زیر ہو تو ”لَا تَفْعَلْ“ کا وزن آتا ہے، جیسے: تَذْهَبْ لَا تَذْهَبْ اور اگر درمیان والے حرف پر زیر ہو تو ”لَا تَفْعَلْ“ کا وزن آتا ہے جیسے: تَجْلِسْ لَا تَجْلِسْ۔ اور اگر درمیان والے حرف پر پیش ہو تو ”لَا تَفْعَلْ“ کا وزن آتا ہے

جیسے: تَنْظُرُ سے لَا تَنْظُرْ اور نعلِ واحد کے آخر میں ”ا“ بڑھانے سے تشبیہ بن جاتا ہے
 جیسے: لَا تَذْهَبْ سے لَا تَذْهَبَا اور ”وا“ بڑھانے سے جمع مذکر بن جاتا ہے جیسے:
 لَا تَذْهَبْ سے لَا تَذْهَبُوا اسی طرح مختلف مثالیں دے کر طلبہ کو سمجھائیں اور طلبہ سے
 بھی مزید مثالیں بنوائیں۔

(۲)

يَا رَاشِدُ! لَا تَلْعَبَ بِالْكِتَابِ، وَلَا تَقْذِفْهُ كَالْكُرَةِ، وَلَا تَكْسِلَ فِي
 الْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ، وَلَا تَفْرَحَ بِمُصِيبَةِ أَحَدٍ، وَلَا تَضْحَكُ كَثِيرًا، وَلَا
 تَغْفُلَ عَنِ الصَّلَاةِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، وَلَا تَدْفَعُ عَمَلَ الْيَوْمِ لِلْغَدِ، وَلَا تَلْعَبَ
 فِي وَقْتِ الْقِرَاءَةِ، وَلَا تَظْلِمَ الْأَجْرَاءَ وَالْعُمَّالَ.
 أَيُّهَا التَّلْمِيزَانِ! لَا تَلْعَبَا مَعَ الزُّمَلَاءِ الْفَاسِدِينَ، وَلَا تَضْحَبَا أَصْدِقَاءَ
 السُّوءِ، وَلَا تَعْبُدَا غَيْرَ اللَّهِ، وَلَا تَبْذُلَا أَوْقَاتَكُمْ إِلَّا فِي أَفْعَالِ الْخَيْرِ، وَلَا
 تَذْهَبَا إِلَى السُّوقِ إِلَّا عِنْدَ الضَّرُورَةِ، وَابْدِءَا بِالسَّلَامِ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ، وَلَا
 تَشْتَبِأَا أَحَدًا، فَإِنَّ ذَلِكَ عَادَةٌ سَيِّئَةٌ، وَلَا تَظْلِمُوا أَحَدًا.
 أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ! لَا تَحْقِرُوا الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ، وَلَا تَظْلِمُوا الْأَجْرَاءَ
 وَالْعُمَّالَ، فَإِنَّ الْإِسْلَامَ مَنَعَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ ذَلِكَ وَالنُّصْرُ وَالْمُحْتَاجِينَ
 وَالْعَجْزَةَ، فَإِنَّ ذَلِكَ سَبَبٌ قَوِيٌّ فِي رِضَا اللَّهِ، وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ.
 وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَلَا تَسْجُدُوا لِلشَّيْءِ وَلَا لِلْقَمَرِ.

تمرین ۱

درج ذیل افعال سے فعلِ نہی کے مذکر حاضر کے تینوں صیغے: واحد، متثنیٰ اور جمع بنائیں اور ترجمے کے ساتھ کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: تَجْلِسُ سے لَا تَجْلِسُ: تم مت بیٹھو۔ لَا تَجْلِسَا: تم دونوں مت بیٹھو۔ لَا تَجْلِسُوا: تم سب مت بیٹھو۔

تَطْلُبُ، تَحْفَظُ، تَرْجِعُ، تَشْتُمُ، تَحْقِرُ، تَنْسَعُ، تَطْلِمُ، تَكْسِلُ، تَغْفُلُ، تَضْحَكُ

تمرین ۲

درج ذیل افعال کو نہی واحد مذکر حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: تَذْهَبُ إِلَى السُّوقِ اس طرح تبدیل کریں۔ لَا تَذْهَبُ إِلَى السُّوقِ۔

تَغْفُلُ عَنِ الْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ	تَطْلِمُ الْأَجْرَاءَ وَالْعُمَّالَ
تَفْعَلُ الشَّرَّ	تَضْحَكُ كَثِيرًا

درج ذیل نہی واحد مذکر حاضر کے صیغوں کو نہی متثنیٰ مذکر حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: لَا تَقْرَأُ الرِّسَالَةَ کو اس طرح تبدیل کریں لَا تَقْرَأُ الرِّسَالَةَ۔

لَا تَذْهَبُ إِلَى السُّوقِ	لَا تَجْلِسُ عَلَى الْكُرْسِيِّ
لَا تَلْعَبُ فِي اللَّيْلِ	لَا تَضْحَبُ أَصْدِقَاءَ الشُّوءِ

درج ذیل نہیں واحد مذکر حاضر کے صیغوں کو نہی جمع مذکر حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: لَا تَفْرَحْ جَدًّا۔ کو اس طرح تبدیل کریں: لَا تَفْرَحُوا جَدًّا۔

لَا تَضْرِبُ الْأَوْلَادَ	لَا تَتْرُكُ الْخَيْرَ
لَا تَجْلِسُ فِي السَّيَّارَةِ	لَا تَخْلَعُ الْمَلَابِسَ

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

تم سب یتیم کا مال مت کھاؤ۔ تم کسی کو مت مارو۔ تم دونوں استاذ کے سامنے مت ہنسو۔
 تم کسی کام میں سستی نہ کرو۔ اے طلبہ! تم آج کا کام کل پر مت ڈالو۔ سعد اور نبیل! تمہیں
 معلوم ہے کہ اللہ ایک ہے، تو تم اسی کی عبادت کرو، شیطان کی پرستش نہ کرو، وہ انسان کا کھلا
 دشمن ہے۔ اس برتن میں پانی مت پیو۔ تم دونوں سائیکل پر سواری نہ کرو۔ تم لوگ زیادہ نہ
 ہنسو۔ تم لوگ مزدوروں اور ملازموں پر ظلم نہ کرو۔ تم دونوں کسی کی مصیبت پر خوش مت
 ہو۔ تم بازار نہ جاؤ مگر ضرورت کے وقت۔ تم دونوں پڑھنے لکھنے میں سستی نہ کرو۔ تم فقیروں
 اور مسکینوں کو حقیر نہ سمجھو۔ تم دونوں محتاجوں اور بے کسوں کی مدد کرو۔ تم بُرے دوستوں کے
 ساتھ نہ رہو۔ تم سب پڑھائی کے وقت نہ کھیلو۔ تم مزدوروں کو گالی مت دو۔ تم دونوں سورج
 اور چاند کو سجدہ نہ کرو۔ تم زمین پر نہ بیٹھو۔ تم سب اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ تم
 دونوں پڑھائی لکھائی میں سستی نہ کرو۔

دختر والدین

دختر معلم

تاریخ

ساتویں صفحہ میں ۲۰ دن پڑھائیں

الدَّرْسُ الثَّامِنُ

نئے الفاظ: مُتَأَجِّرَةٌ: لیٹ سے، دیر سے۔ مَزَّاحٌ يَمْزَحُ: مذاق کرنا۔
 مُزَاحٌ: ہنسی مذاق۔ كَثْرَةُ الْمَزَاحِ: بہت زیادہ ہنسی مذاق۔ سَبَبٌ فِي
 الْخِصَامِ: جھگڑے کا ذریعہ۔ حَزَنٌ يَحْزُنُ: غم کرنا۔ فَإِنَّ: اس لیے کہ۔ رَقَدَ يَرْقُدُ:
 سونا۔ عَمَلٌ: کام۔ الرُّقَادُ: سونا۔ نَظِيفٌ: صاف ستھرا۔ يَغْيِرُ ضَمْرُورَةً: بلا
 ضرورت۔ ضَيَاعُ الْأَوْقَاتِ: وقت کی بربادی۔ نِسَاءٌ: عورتیں۔ الْفَالَسِدَاتُ: بری،

بگڑی ہوئیں۔ مُتَحَرِّرَاتُ: آزاد طبیعت۔ إِلَى فَسَادِ الدِّينِ: دین کے بگاڑ کا۔
قُبَامَاتُ: کوڑا کرکٹ۔ طُرُقُ: راستیں، واحد طَرِيقٌ. لِأَنَّ: کیوں کہ۔ أَذَى:
تکلیف۔ النَّاسُ: لوگ۔ فِي أَذَى النَّاسِ: لوگوں کی تکلیف کا۔ مُنَاسَةً: کوڑا کرکٹ۔
يُدُونِ حِجَابٍ: بے پردہ۔ يَغْيِرُ حِسَابٍ: بے حساب۔

(۱)

واحد مؤنث حاضر	مثنیہ مؤنث حاضر	جمع مؤنث حاضر
لَا تَلْعَبِي: تم مت کھیلو	لَا تَلْعَبَا: تم دونوں مت کھیلو	لَا تَلْعَبْنَ: تم سب مت کھیلو
لَا تَخْرُجِي: تم مت نکلو	لَا تَخْرُجَا: تم دونوں مت نکلو	لَا تَخْرُجْنَ: تم سب مت نکلو
لَا تَجْلِسِي: تم مت بیٹھو	لَا تَجْلِسَا: تم دونوں مت بیٹھو	لَا تَجْلِسْنَ: تم سب مت بیٹھو
لَا تَغْفَلِي: تم غفلت نہ کرو	لَا تَغْفَلَا: تم دونوں غفلت نہ کرو	لَا تَغْفَلْنَ: تم سب غفلت نہ کرو
لَا تَكْسَلِي: تم سستی نہ کرو	لَا تَكْسَلَا: تم دونوں سستی نہ کرو	لَا تَكْسَلْنَ: تم سب سستی نہ کرو

نوٹ: طلبہ کو سمجھائیں کہ اگر ایک عورت کو کسی کام سے منع کرنا ہو تو فعلِ نہی واحد مذکر کے آخر میں ”ی“ لگا دیں گے جیسے: لَا تَذْهَبْ سے لَا تَذْهَبِي، لَا تَجْلِسْ سے لَا تَجْلِسِي، لَا تَنْظُرْ سے لَا تَنْظُرِي اور مثنیہ مذکر و مؤنث کے لیے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے، اور جمع مؤنث کے لیے فعلِ نہی واحد مذکر کے آخر میں ”ن“ بڑھا دیں گے۔ جیسے: لَا تَذْهَبْ سے لَا تَذْهَبْنَ، لَا تَجْلِسْ سے لَا تَجْلِسْنَ، لَا تَنْظُرْ سے لَا تَنْظُرْنَ۔ اسی طرز پر اور بھی مثالیں بنا کر بتائیں اور طلبہ سے بھی مثالیں بنوائیں۔

(۲)

يَا رَقِيبَةُ! لَا تَلْعَبِي بِالْكِتَابِ، وَلَا تَقْدِفِيهِ كَالْكُرَةِ، وَلَا تَكْسِلِي فِي الْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ، وَلَا تَلْعَبِي وَقْتُ الْقِرَاءَةِ، وَلَا تَنْهَضِي مِنَ النَّوْمِ مُتَأَخِّرَةً، وَلَا تَمْزَحِي كَثِيرًا، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْمَزَاحِ سَبَبٌ فِي الْخِصَامِ، وَلَا تَحْزَنِي، فَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا تَرْقُدِي وَقْتُ الْعَمَلِ، وَلَا تَعْمَلِي وَقْتُ الرُّقَادِ. أَيَّتُهَا التِّلْمِيزَتَانِ! لَا تَطْبَخَا الطَّعَامَ إِلَّا فِي إِنَاءٍ نَظِيفٍ، وَلَا تَخْرُجَا مِنَ الْبَيْتِ بِغَيْرِ ضُرُورَةٍ، وَلَا تَذْهَبَا إِلَى بُيُوتِ الزَّمِيلَاتِ كَثِيرًا، فَإِنَّ ذَلِكَ سَبَبٌ فِي ضِيَاعِ الْأَوْقَاتِ، وَلَا تَجْلِسَا إِلَى النِّسَاءِ الْفَاسِدَاتِ، وَلَا تَصْحَبَا الزَّمِيلَاتِ الْمُتَحَرِّراتِ، فَإِنَّ ذَلِكَ سَبَبٌ إِلَى فِسَادِ الدِّينِ. أَيَّتُهَا الْبَنَاتُ! لَا تَحْقِرْنَ الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ، وَلَا تَطْلُمْنَ أَحَدًا وَلَا تَقْدِفْنَ الْقِمَامَاتِ عَلَى الطَّرِيقِ، لِأَنَّ ذَلِكَ سَبَبٌ فِي أَدَى النَّاسِ، وَلَا تَتَوَكَّنِ الْكُنَاسَةُ فِي الْبَيْتِ، وَلَا تَخْرُجْنَ بِدُونِ حِجَابٍ، وَلَا تَكْسَلْنَ عَنِ عِبَادَةِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ يَرْزُقُكَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

تمرین ①

درج ذیل فعلِ نہی واحد مذکر کے صیغوں سے فعلِ نہی مؤنث حاضر کے تینوں صیغے: واحد،ثنیہ اور جمع بنائیں اور ترجمے کے ساتھ کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: لَا تَحْقِرْنَ سے لَا تَحْقِرِي: تم حقیر مت سمجھو۔ لَا تَحْقِرَا: تم دونوں حقیر مت سمجھو۔ لَا تَحْقِرْنَ: تم سب حقیر مت سمجھو۔

لَا تَقْدِفْ، لَا تَخْرُجْ، لَا تَمْزُحْ، لَا تَحْزَنْ، لَا تَظْلِمَ، لَا تَكْسَلْ، لَا تَغْفُلْ
لَا تَضْحَكْ، لَا تَرْجِعْ، لَا تَمْنَعْ.

تمرین (۲)

درج ذیل فعلِ نہی واحد مذکر کے صیغوں کو واحد مؤنث حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: لَا تَذْهَبُ إِلَى السُّوقِ کو اس طرح تبدیل کریں: لَا تَذْهَبِي إِلَى السُّوقِ.

لَا تَجْلِسُ إِلَى النِّسَاءِ الْفَاسِدَاتِ	لَا تَخْرُجْ بِدُونِ حِجَابٍ
لَا تَتَوَلَّ الْكُنَاسَةَ فِي الْبَيْتِ	لَا تَمْزُحْ كَثِيرًا

درج ذیل فعلِ نہی واحد مذکر کے صیغوں کو نہی متنیہ مؤنث حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: لَا تَصْحَبِ الزَّهِيْلَاتِ الْمُتَحَرِّرَاتِ کو اس طرح تبدیل کریں: لَا تَصْحَبَا الزَّهِيْلَاتِ الْمُتَحَرِّرَاتِ.

لَا تَحْقِرِ الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ	لَا تَكْسَلُ فِي الْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ
لَا تَرْقُدْ وَقْتُ الْعَمَلِ	لَا تَعْمَلْ وَقْتُ الرُّقَادِ

درج ذیل فعلِ نہی واحد مذکر کے صیغوں کو جمع مؤنث حاضر میں تبدیل کر کے کاپی میں لکھیں۔ مثلاً: لَا تَخْرُجْ مِنَ الْبَيْتِ کو اس طرح تبدیل کریں۔ لَا تَخْرُجْنَ مِنَ الْبَيْتِ.

لَا تَغْفُلْ عَنِ الصَّلَاةِ	لَا تَضْحَكْ كَثِيرًا
لَا تَجْلِسُ فِي السَّيَّارَةِ	لَا تَلْعَبْ وَقْتُ الْقِرَاءَةِ

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں

خالدہ اور شکیلہ! تم استانی کے سامنے نہ ہنسو۔ تم دین سے غفلت نہ کرو اور کسی پر ظلم نہ کرو۔ اے بڑی لڑکیو! چھوٹی بہنوں پر ظلم نہ کرو اور انھیں نہ مارو۔ رشیدہ! تم گھر سے بے پردہ نہ نکلو اور بلا ضرورت بازار نہ جاؤ۔ اے لڑکیو! تم رات کے وات گھر سے نہ نکلو۔ فاطمہ اور رقیہ! تم بہت زیادہ مذاق نہ کرو، اس لیے کہ بہت زیادہ مذاق جھگڑے کا سبب ہے۔ اے بچیو! تم آواز طبیعت والی سہیلیوں کے ساتھ نہ رہا کرو، اس لیے کہ وہ دین کے بگاڑ کا ذریعہ ہے۔ راشدہ! تم کھانا مت پکاؤ مگر صاف ستھرے برتن میں۔ اے سعیدہ اور جمیلہ! تم کام کے وقت مت کھیلو۔ اے طالبات! تم پڑھائی کے وقت مت کھیلو اور کھیل کے وقت مت پڑھو۔ اے حمیدہ! تم سبق سے پہلے درس گاہ سے نہ نکلو۔ اے سلٹی، سعدی اور سعاد! تم رات کو عشاء سے پہلے نہ سو جاؤ اور صبح دیر سے مت اٹھو۔ اے بچیو! تم انگریز عورتوں کا لباس نہ پہنو، اور بڑی عورتوں کے پاس نہ بیٹھو، اے جمیلہ! تم اپنے قیمتی اوقات کو کھیل میں مت لگاؤ اور کام کے وقت مت سو جاؤ۔

در تحفہ والدین

در تحفہ علم

تاریخ

دن پڑھائیں

۲۰

آٹھویں مہینے میں

۸

الدَّرْسُ التَّاسِعُ

نئے الفاظ: ثَرَابٌ: مٹی۔ نَارٌ: آگ۔ نُجُومٌ: ستارے، واحد نَجْمٌ۔ سَكَنًا: آرام کے لیے۔ مَعَاشًا: روزی حاصل کرنے کا وقت۔ سَكَنَ يَسْكُنُ: رہنا۔ جَبَالٌ: پہاڑ، واحد جَبَلٌ۔ بِحَارٌ: سمندر، واحد بَحْرٌ۔ نَزَلَ يَنْزِلُ: اترنا۔ نَبَتٌ يَنْبُتُ: اگنا۔ ذَكَرَ يَذْكُرُ: یاد کرنا۔

اَلْعَالَمُ

أَتَعْلَمُونَ أَيُّهَا الْأَوْلَادُ مَنْ خَلَقَ الْعَالَمَ؟ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ؟
إِسْمَعُوا أَنَّ اللَّهَ خَلَقَهُ مِنَ التُّرَابِ وَالْهَوَاءِ وَالْمَاءِ وَالنَّارِ. اُنْظُرُوا إِلَى
السَّمَاءِ كَيْفَ خَلَقَهَا اللَّهُ، وَجَعَلَ فِيهَا الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ،
وَجَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، فَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا، وَجَعَلَ النَّهَارَ مَعَاشًا،
فَأَنْتُمْ تَعْمَلُونَ فِي النَّهَارِ، وَتَرْقُدُونَ فِي اللَّيْلِ.

اُنْظُرُوا إِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ خَلَقَهَا اللَّهُ لَكُمْ، عَلَيْهَا بُيُوتُكُمْ فِيهَا
تَسْكُنُونَ، وَانْظُرُوا إِلَى جِبَالٍ شَامِخَةٍ وَبِحَارٍ عَمِيقَةٍ، كَيْفَ خَلَقَهَا اللَّهُ،
وَمِنْ قُدْرَتِهِ أَنَّ الْمَاءَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، فَيَنْبُتُ بِهِ الْأَشْجَارُ، وَيَخْرُجُ
مِنْهَا الْأَنْثَارُ وَالْأَزْهَارُ.

فَأَنْتُمْ أَيُّهَا الْأَوْلَادُ! تَأْكُلُونَ مِنَ الْأَنْثَارِ وَتَفْرَحُونَ بِالْأَزْهَارِ،
فَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ، فَهُوَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ كُلِّ شَيْءٍ. أَفَلَا
تَشْكُرُونَ؟

تمرین ①

عربی میں جواب دیں

مَنْ خَلَقَ الْعَالَمَ؟ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَ الْعَالَمَ؟ مَتَى تَعْمَلُونَ وَمَتَى
تَرْقُدُونَ؟ مِنْ أَيْنَ يَنْزِلُ الْمَاءُ؟ بِأَيِّ شَيْءٍ تَنْبُتُ الْأَشْجَارُ؟ أَتَشْكُرُونَ
اللَّهَ؟ أَتَذْكُرُونَ نِعْمَةَ اللَّهِ؟

تمرین (۲) عربی میں ترجمہ کریں

تم سب دن میں کام کرو اور رات کو سو جاؤ، کیوں کہ رات سونے کے لیے ہے۔ اے لڑکیو! تم اللہ کا شکر ادا کرو اور عبادت سے غفلت نہ کرو۔ تم دونوں اسلام کی تعلیم پر عمل کرو۔ تم سب جان لو کہ بہترین تعلیم اسلام کی تعلیم ہے۔ تم اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے یاد کرو اور اس کا شکر ادا کرو، اس لیے کہ وہ تمہارا رب ہے اور ہر چیز کا رب ہے۔ تم سب عورتیں آسمان کی طرف دیکھو کہ کس طرح اللہ نے اسے بنایا اور اس میں سورج، چاند اور ستارے بنائے۔

درست خط والدین

درست خط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۲۰

نویں مہینے میں

۹

الدَّرْسُ الْعَاشِرُ

نئے الفاظ: حَكَمَ يَحْكُمُ: فیصلہ کرنا۔ اَعْلَمُ: زیادہ جانتا ہے۔ سِرَّكُمْ: تمہارے چھپے بھید۔ جَهَرَكُمْ: تمہارے کھلے حالات۔ لَا تَقْنَطُوا: تم مایوس مت ہو جاؤ۔ قَنِطٌ يَقْنَطُ: مایوس ہونا۔ غَفَرَ يَغْفِرُ: معاف کرنا۔ مُتَقَبِّلًا: قابل قبول۔ اَعُوذُ: میں پناہ چاہتا ہوں۔ نَفْعٌ يَنْفَعُ: نفع پہنچانا۔ قَلْبٌ: دل، جمع قُلُوبٌ۔ خَشَعَ يَخْشَعُ: ڈرنا۔ لَا يُسْمَعُ: نہ سنی جائے۔ شَبِيعٌ يَشْبَعُ: شکم سیر ہونا۔ مِنْ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ: ان چار چیزوں سے۔ تَوَابِينَ: بہت توبہ کرنے والے، واحد تَوَابٌ۔ الْمُتَطَهِّرِينَ: بہت پاک رہنے والے۔ اَمْثَالُ: کہاوتیں، واحد مَثَلٌ۔ حَكَمٌ: حکمت کی باتیں، واحد حَكْمَةٌ۔ طُولُ التَّجَارِبِ: لمبے تجربے۔ زِيَادَةٌ: اضافہ۔ زَرَعَ يَزْرَعُ: بونا۔ حَصَدَ يَحْصُدُ: کاٹنا۔ جُرْحٌ: زخم۔ اَشَدُّ: بہت سخت۔ سِهَامٌ: تیر، واحد سَهْمٌ۔ الْكَرْفِيُّقُ: دوست۔ نَسِيَانٌ: بھول جانا۔ صِدْقٌ: سچائی۔ دَأْبُ الْخِيَارِ: اچھے لوگوں کی عادت۔ كَذِبٌ: جھوٹ۔ دَأْبُ الشَّرِّ: برے لوگوں کی عادت۔ عَقْلُ الْمَرَأِ: آدمی کی عقل۔ فَعَلٌ: کام۔ رَبٌّ: میرا رب۔ یہ اصل میں رَبِّي ہے۔

مِنَ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ

اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ. يَعْلَمُ سِرُّكُمْ وَجَهْرَكُمْ،
وَالْفِتْنَةَ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ. أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ.
لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ. رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي.
لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

مِنَ الْحَدِيثِ الشَّرِيفِ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا. اللَّهُمَّ إِنِّي
أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَنَفْسٍ
لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ هَوْلٍ لَا أَرَى، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي
مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ.

مِنَ الْأَمْثَالِ وَالْحِكَمِ

طُولُ التَّجَارِبِ زِيَادَةٌ فِي الْعَقْلِ. كَمَا تَزْعُ تَحْصُدُ. عِلْمٌ بِلا عَمَلٍ
كَشَجَرٍ بِلا ثَمَرٍ. جُرْحُ الْكَلَامِ أَشَدُّ مِنْ جُرْحِ السِّهَامِ. الرَّفِيقُ قَبْلُ
الطَّرِيقِ. أَفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ. الصِّدْقُ دَأْبُ الْخِيَارِ وَالْكَذِبُ دَأْبُ
الشَّرِّارِ. دَلِيلُ عَقْلِ الْمَرْءِ فِعْلُهُ.

تعریف

اردو ہندوستان میں مسلمانوں کی عام زبان کو اردو کہتے ہیں۔

ترغیبی بات

دنیا کی تمام زبانوں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ، سب سے زیادہ وسیع اور شرف و فضیلت کی حامل زبان عربی ہے، اس کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اسی زبان میں اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا، ہمارے نبی ﷺ کی ساری حدیثیں اسی زبان میں ہیں اور یہی زبان اہل جنت کی زبان ہوگی۔ لہذا قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھنے کے لیے ہر مسلمان کو عربی زبان سیکھنا چاہیے۔

اسی کے ساتھ ساتھ دین کے تقاضوں کو خصوصاً دعوت کے فریضے کو پورا کرنے کے لیے موقع و ضرورت کے لحاظ سے دوسری زبانیں بھی سیکھنا چاہیے، چنانچہ ہمارے نبی ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بعض لوگوں کو سریانی زبان میں خطوط لکھنے پڑتے ہیں، تم سریانی زبان سیکھ لو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سترہ دن میں سریانی زبان سیکھ لی۔

[مسند مرک: ۵۷۸۱، عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ]

معلوم ہوا کہ دین کی نشر و اشاعت کے لیے دیگر زبانوں کا سیکھنا بھی ضروری ہے اور ہمارے لیے ان زبانوں میں سرفہرست اردو ہے کیوں کہ اردو زبان پر ہمارے بزرگوں نے بڑی محنت کی ہے، اور قرآن و حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ کے خزائن کو اردو میں منتقل کر دیا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اردو زبان میں اچھی اچھی نعتیں، حمدیں، نظمیں، کہانیاں اور بچوں کے لیے اچھے اچھے قصے لکھے، دنیا میں عربی کے بعد کوئی زبان ایسی نہیں ہے جس میں قرآن و حدیث، سیرت، اور اسلامی علوم کا اتنا بڑا ذخیرہ ہو جتنا اردو میں ہے، لہذا ہمیں خوب محنت سے اور جی لگا کر اردو زبان سیکھنا چاہیے تاکہ اپنے بزرگوں کی کتابوں سے خوب خوب فائدہ اٹھائیں اور لوگوں میں اسے خوب پھیلائیں۔

ہدایت برائے استاذ

انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس سال حضرت یونس علیہ السلام کے واقعات و حالات پیش کیے گئے ہیں۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے الطاف و عنایات، اس کی بندہ پروری کو اور پھر اس پر ان دونوں جلیل القدر نبیوں کی شکرگزاری اور منت شناسی کو اس انداز میں پیش کیا جائے جس سے بچے خود بخود نتائج اخذ کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ لغت و زبان کے پہلو کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے، چنانچہ اسباق کے مشکل الفاظ کے معانی بھی ہر سبق کے آخر میں دیے گئے ہیں جو دوران سبق اچھی طرح سمجھا کر یاد کرا دیے جائیں۔

اسباق سے کماحقہ استفادے کے لیے مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھا جائے۔

○ سبق طلبہ سے خود پڑھوائیں اور اس کی اصلاح کرتے جائیں۔

○ حتی المقدور طلبہ سے تین بار سبق پڑھوائیں جس سے الفاظ بچوں کی زبان پر جاری ہو جائیں۔

○ الفاظ و معانی از بر کرائیں۔

○ ابتدائی نصاب میں اردو لکھنے کی مشق کرائی گئی تھی، اردو لکھنے میں مہارت اور نکھار پیدا کرنے کے لیے کتاب کے اسباق اپنی اپنی کاپیوں میں گھر سے لکھ کر لانے کی ترغیب دیں۔

حضرت یونس علیہ السلام

سبق ۱

حضرت یونس علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے چنیدہ نبی تھے، جنہیں عراق میں شہر موصل کے مشہور مقام ”نِیْنُو“ والوں کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ یہ قوم بھی قوم نوح اور سابقہ اقوام کی مانند کفر و شرک کے مہلک مرض میں مبتلا تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو ان کی ہدایت کے لیے مامور کیا گیا۔ آپ ایک طویل عرصے تک قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور انھیں شرک و کفر سے باز رکھنے کے لیے پیہم سعی کرتے رہے، لیکن یہ لوگ کفر و شرک کی اپنی قدیم روش سے باز آنے کے لیے کسی طرح آمادہ نہ ہوئے، بلکہ اس پر مزید بعید اور مبصر ہو گئے، حضرت یونس علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے لگے اور ایمان لانے سے انکار کر دیا۔

جب اجتماعی طور پر پوری قوم نے ایسا فیصلہ کر لیا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو آگاہ کر دو کہ تین دن کے اندر اندر پوری قوم سخت عذاب سے دوچار ہوگی۔

حضرت یونس علیہ السلام نے قوم میں اعلان کر دیا۔ شدہ شدہ یہ بات گھر گھر پہنچ گئی، کوچہ کوچہ میں اس کا تذکرہ ہونے لگا اور پوری آبادی میں ایک خوف و دہشت کا ماحول پیدا ہو گیا، اگرچہ وہ لوگ یونس علیہ السلام پر ایمان نہ لائے تھے تاہم آپ کی صداقت و دیانت داری اور سچائی کے دل سے قائل تھے اور ان کے دل انھیں یہ مشورہ دے رہے تھے کہ اس سچے انسان کا یہ اعلان نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے، اس پر غور کرنا چاہیے، چنانچہ قوم کے ذی شعور سرداروں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ یہ دیکھا جائے کہ حضرت یونس علیہ السلام

شب کو ہمارے شہر میں مقیم رہتے ہیں یا نہیں، اگر وہ اپنی جگہ مقیم ہیں تو سمجھ لو کچھ نہ ہوگا اور اگر وہ ہجرت کر جاتے ہیں تو یقین کر لیا جائے کہ تیسرے دن ہم عذاب سے دوچار ہوں گے۔

الفاظ و معانی: چنیدہ: چنا ہوا۔ مانند: طرح۔ مہلک: ہلاک کرنے والا۔ یمیم: لگا تار۔ قدیم: پرانا۔ روش: طور طریقہ۔ آمادہ: رضا مند۔ شدہ شدہ: آہستہ آہستہ۔ کوچہ: گلی۔ ذی شعور: عقل مند۔ مقیم: ٹھہرنا۔

دستخط والدین

دستخط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۲۰

مہینے میں

۲

۱

سبق ۲ عذاب کے آثار اور قوم کی گریہ وزاری

حضرت یونس علیہ السلام یہ اعلان کر کے قوم سے سخت خفا ہو کر بستی سے دور نکل گئے، ادھر صبح ہوئی تو عذاب الہی ایک سیاہ بادل کی شکل میں شہر کے اوپر منڈلانے لگا اور فضاء آسمانی سے نیچے قریب ہونے لگا، یہ اچانک اور وحشت ناک صورت دیکھ کر قوم کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ گھبراہٹ کے عالم میں یہ لوگ حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے لگے تاکہ ان کے ہاتھ پر اپنی سابقہ غلطی سے توبہ کر کے ایمان لے آئیں۔

لیکن جب حضرت یونس علیہ السلام کو نہ پایا تو خود ہی پورے اخلاص کے ساتھ توبہ و استغفار کے لیے بستی سے باہر صحرا میں جمع ہو گئے۔ مرد، عورت، بچے، جوان، بوڑھے، تندرست سب کے سب اپنے گھروں سے اپنے جانوروں سمیت نکل پڑے اور خوب گریہ وزاری سے توبہ اور عذاب سے پناہ مانگنے میں اس طرح مشغول ہو گئے کہ پورا میدان آہ و بکا اور ان کی چیخ و پکار سے گونجنے لگا، پھر کیا تھا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے عذاب پر غالب آئی اور اترنے والا عذاب ان سے دور کر دیا۔

الفاظ و معانی: آثار: علامت۔ گریہ وزاری: رونا پٹینا۔ وحشت ناک: خوفناک۔

دستخط والدین

دستخط معلم

تاریخ

دن پڑھائیں

۳۰

تیسرے مہینے میں

۳

۱

سبق ۳ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں

ادھر یونس علیہ السلام خفا ہو کر ساحل دریا پہ پہنچے، وہاں مسافروں سے بھری ہوئی ایک کشتی سفر کے لیے تیار کھڑی تھی، آپ علیہ السلام کشتی پر سوار ہو گئے۔ کشتی روانہ ہوئی۔ جب کشتی وسط دریا میں پہنچی، تو ہچکولے کھانے لگی، اور بری طرح ڈانوا ڈول ہونے لگی کہ اب ڈوبی تب ڈوبی۔ سارے مسافر سہم گئے۔ ملاح نے کہا: ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی بھگوڑا غلام سوار ہے، اسے اپنے آپ کو ظاہر کر دینا چاہیے، ورنہ سب کے سب ہلاک ہوں گے۔

اب حضرت یونس علیہ السلام کو متنبہ ہوا۔ کہنے لگے: اگر ایسی بات ہے تو وہ بھاگا ہوا غلام میں ہوں، کیوں کہ میں نے اپنے شہر کو اپنے رب کی اجازت کے بغیر چھوڑا ہے۔ مجھے اپنے رب کی اجازت کا انتظار کرنا چاہیے تھا، لہذا تم لوگ مجھے دریا برد کرو تا کہ اہل کشتی نجات پا جائیں۔ کشتی والوں کو حضرت یونس علیہ السلام کی راست بازی اور نیک صورت دیکھ کر یقین نہ آیا کہ ایسا شخص مجرم ہو سکتا ہے۔

آخر مشورہ سے طے ہوا کہ قرعہ اندازی کی جائے جس کا نام نکلے گا، وہ شخص دریا برد کیا جائے گا، اتفاقاً قرعہ میں حضرت یونس علیہ السلام ہی کا نام نکل آیا، لوگوں کو بڑا تعجب ہوا، دوبارہ، سہ بارہ قرعہ اندازی ہوئی، لیکن ہر بار نام حضرت یونس علیہ السلام ہی کا آیا۔ چنانچہ یونس علیہ السلام کھڑے ہوئے اور خود ہی اپنے آپ کو دریا کے حوالے کر دیا۔ اچانک اللہ کے حکم سے ایک مچھلی پانی کو چیرتی ہوئی نمودار ہوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کو اپنا لقمہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یہ ہماری امانت ہے، اسے اپنے شکم میں حفاظت سے رکھنا۔

الفاظ و معانی: ساحل: ندی و دریا وغیرہ کا کنارہ۔ ہچکولے کھانا: جھکے لگنا۔ متنبہ: نصیحت۔ دریا برد کرنا: دریا میں ڈال دینا۔ راست بازی: سچائی۔ قرعہ اندازی: بہت سے لوگوں میں سے ایک کا نام نکالنے کا طریقہ۔ نمودار ہونا: ظاہر ہونا۔ شکم: پیٹ۔

سبق ۴ جب زندگی کے سارے روزانہ بند ہو گئے

حضرت یونس علیہ السلام تہہ بہ تہہ تاریکیوں کے پردے میں چلے گئے، رات کی تاریکی ہے، پانی کی تاریکی ہے پھر اس کے اوپر قید خانے کی چہار دیواری کی طرح مضبوط اور پرہول مچھلی کے پیٹ کی تاریکی ہے، جس میں نہ کوئی شگاف ہے، نہ باہر نکلنے کا کوئی راستہ ہے، اور نہ ہی ہوا اور روشنی کے لیے کوئی روشن دان ہے، کس قدر مایوس کن مرحلہ ہے کہ زندگی کا چہرہ نگاہوں سے روپوش ہو چکا ہے اور موت اپنی آغوش پھیلائے کھڑی ہے۔ عقل کی اڑان بڑی اونچی ہے وہ اپنی تدبیر اور حیلے سے انسان کو موت کے منہ سے بھی نکال لاتی ہے، لیکن یہاں تو اس کے بھی پر کٹ چکے ہیں۔ وہ بچاؤ کا کوئی راستہ سوچے بھی تو کیا سوچے، یہاں تو سارے ہی راستے بند ہیں۔ چنانچہ وہ بھی تھک ہار کر زندگی سے مایوس ہو جانے کا مشورہ دیتی ہے، لیکن دل کا ایمان بولتا ہے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ موت وحیات تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہی مارتا اور جلاتا ہے، نہ تو مچھلی کے پیٹ کی تاریکی مار سکتی ہے اور نہ سمندر کی لہریں اور نہ ہی اور کوئی چیز، اگر ان چیزوں کے بس میں زندگی اور موت ہوتی تو آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے گلزار نہ بنتی اور نہ ہی سمندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے خشکی بنتا۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام نے موت کے دروازے سے اپنے رب کو پکارا: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ ۖ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۱﴾ الہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہی بکرتا ہے۔ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، بلاشبہ میں اپنے نفس پر خود ہی ظلم کرنے والا ہوں۔

الفاظ و معانی: روزن: روشن دان۔ پرہول: ڈراؤنا۔ شگاف: دراڑ۔ روپوش: چھپنا۔ آغوش: گود۔

سبق ۵ موت کے پنجے سے زندگی کی آغوش میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی درد بھری رپکار کو سنا اور قبول فرمایا، مچھلی کو حکم ہوا کہ یونس کو جو تیرے شکم میں ہماری امانت ہے اگل دے۔ مچھلی نے ساحل پر لے جا کر حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔ تقریباً چالیس شب و روز مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے آپ کا جسم کسی نوزائیدہ پرندے کے بچے کی طرح نرم و نازک اور نحیف و ناتواں ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کے اوپر ایک تیل دار درخت اگادیا، جس کے پتوں کا سایہ آپ علیہ السلام کے اوپر سائبان کا کام دینے لگا اور ایک جنگلی بکری کو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے لیے مامور کر دیا، جو صبح و شام آپ علیہ السلام کے پاس آکھڑی ہوتی اور آپ علیہ السلام اس کا دودھ پی کر سیراب ہو جاتے۔ چند دنوں کے بعد جب آپ علیہ السلام کی قوت و طاقت عود کر آئی تو حکم دیا گیا کہ دوبارہ اپنے شہر نینوا جائیں اور قوم میں رہ کر ان کی رہنمائی کریں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام شہر واپس آئے۔ قوم نے جب آپ علیہ السلام کو دیکھا تو بے حد خوشی و مسرت کا اظہار کیا اور آپ علیہ السلام کی رہنمائی میں دنیا و آخرت کی کامرانی حاصل کی اور پوری قوم نے ایمان قبول کر لیا۔

الفاظ و معانی: نوزائیدہ: تازہ پیدا ہونے والا بچہ۔ سائبان: چھت۔ عود کرنا: لوٹ آنا۔

۸	آٹھویں مہینے میں ۲۰	دن پڑھائیں	تاریخ	خط معلم	خط والدین
---	---------------------	------------	-------	---------	-----------

نصیحت و عبرت

سبق ۶

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بالکل بے دست و پا اور بیرونی دنیا سے بالکل منقطع ہو گئے، نہ کسی کو آواز دے سکتے تھے، نہ کوئی ان کی صدا سن سکتا تھا۔ لیکن وہ ایسی مایوس کن حالت میں بھی اپنے رب کو نہ بھولے اور اس کی حمد و ثنا اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے

میں مشغول ہو گئے، اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیا، قرآن کریم میں ہے کہ اگر وہ مچھلی کے پیٹ میں یا دُخدا میں مشغول نہ ہوتے تو تاقیامت وہ مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔

معلوم ہوا کہ انسان کتنی بھی بڑی مصیبت و بلا میں گرفتار ہو جائے، کسی بھی بیماری میں مبتلا ہو جائے، کتنے بھی مایوس کن حالات آجائیں، لیکن اسے مایوس نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اپنے شکستہ دل کے ساتھ اپنے رب کو یاد کرے اور اس سے اپنا دکھڑا بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرور سنے گا۔

عموماً جب اسباب و وسائل کی ڈور ٹوٹ جاتی ہے اور امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی تو انسان سارے ہتھیار ڈال دیتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی مایوس ہو جاتا ہے اور اپنی موت کا انتظار کرنے لگتا ہے اور کچھ بد قسمت تو خودکشی کر کے ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم خرید لیتے ہیں۔ لیکن اہل ایمان کا شیوہ یہ ہے کہ وہ کبھی مایوس نہیں ہوتے، بلکہ ہر حال میں اللہ سے اس کے رحم و کرم کی امید رکھتے ہیں، اور زندگی کے سخت سے سخت ترین حالات پر بھی صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں، اس طرح اگر دنیا میں مصیبتوں کے بادل نہ بھی چھٹیں لیکن اپنی آخرت کو سنوار لیتے ہیں اور اپنے رب کو راضی کر لیتے ہیں۔

الفاظ و معانی: بے دست و پا: عاجز مجبور۔ منقطع ہونا: کٹ جانا۔ شیوہ: طور طریقہ۔

پہلے مہینے کے سوالات

قرآن	<p>علم تجوید : ① وقف کے لغوی اور اصطلاحی معنی بتائیے۔</p> <p>② جس حرف پر زبر ہو اس کو کیا کہتے ہیں؟</p> <p>③ کلمہ کا آخری حرف جس پر وقف ہوتا ہے، اسے کیا کہتے ہیں؟</p>
حدیث	<p>حفظ سورۃ : ① سورۃ بروج سنائیے۔ ② سورۃ عاشیہ سنائیے۔</p> <p>آداب و دعائیں : ① استنجے کے آداب بتائیے۔ ② بجلی اور گرج کی دعا سنائیے۔</p> <p>③ نظریہ سے حفاظت کی دعا سنائیے۔</p>
عقائد و مسائل	<p>عقائد : ① ساری کائنات کیسے وجود میں آئی؟</p> <p>② پل صراط کسے کہتے ہیں؟</p> <p>③ پل صراط پر سے پھسل کر کون دوزخ میں گرے گا؟</p>
اسلامی تربیت	<p>سیرت : ① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غزوہ بدر اور غزوہ احد میں کیوں شریک نہ ہو سکے؟</p> <p>② حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج کا سفر کس طرح فرماتے؟</p> <p>③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کنبہ کتنے افراد پر مشتمل تھا؟</p> <p>④ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اسلام تک کس طرح پہنچے؟</p> <p>⑤ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا علم میں کیا مرتبہ تھا؟</p>
زبان	<p>عربی : ① ہم گھر سے نکلیں اور گاڑی سے ہسپتال پہنچیں۔ وہ دونوں رات کو کئی مرتبہ سبق لکھتے ہیں اور اسے یاد کرتے ہیں۔ کیا فاطمہ صبح میں سب سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کرتی ہے پھر ناشتہ کرتی ہے؟ اے عائشہ اور فاطمہ! تم چٹھی کے دن کیا کرتی ہو؟</p> <p>کا عربی میں ترجمہ کریں۔</p> <p>② طَبَّحْتُمَا ، لَا أَجْلُسُ ، يَلْعَبَانِ ، مَا سَمِعْتَ كَا جَلُونَ میں استعمال کریں۔</p> <p>اردو : چنیدہ، مانند، مہلک، پیہم اور قدیم کے معانی بتائیں۔</p>

دوسرے مہینے کے سوالات

قرآن	<p>علم تجوید : ① وقف کی ادائیگی کے اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں؟</p> <p>② وقف بالاسکان کسے کہتے ہیں؟</p> <p>③ وقف بالروم کسے کہتے ہیں؟</p>
حدیث	<p>حفظ سورۃ : سورۃ بلد سنائیے۔ سورۃ لیل سنائیے۔</p>
عقائد و مسائل	<p>آداب و دعائیں : ① سفر کی دعا سنائیے۔</p> <p>② سفر میں کسی منزل پر اترے تو کون سی دعا پڑھے؟</p>
عقائد و مسائل	<p>عقائد : ① جنت کے چند اوصاف بتائیے۔</p> <p>② کیا کوئی مسلمان اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں جائے گا؟</p> <p>③ جہنم کے کچھ حالات بیان کیجئے۔</p> <p>④ سب سے کم درجہ کا عذاب کیا ہوگا؟</p>
اسلامی تربیت	<p>سیرت : ① حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کتنی حدیثیں مروی ہیں؟</p> <p>② حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی کتنے سال تک خدمت کی؟</p> <p>③ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کب پہنچے؟</p> <p>④ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اسلام میں کیسے داخل ہوئے؟</p> <p>⑤ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کوروئی کیوں کہا جاتا ہے؟</p>
عربی زبان	<p>عربی : ① میں ابھی تک سبق نہیں سمجھا۔ سہلہ، فاطمہ اور نبیلہ پڑھ لکھ کر خوش ہوئی ہیں۔</p> <p>میں مکیہ کی مدد کرتا ہوں۔ حامد، ماجد اور سعید ابھی گاڑی سے اسٹیشن گئے، وہ آج ممبئی جائیں گے۔ تمہارے استاد کہاں گئے؟ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی کا عربی میں ترجمہ کریں۔</p> <p>② مَا قَدِ مِنْ، لَا تَرْكِبِينَ، ضَجُّوا، تَتَوَكَّلْ، لَا أَمْكُثُ کا جملوں میں استعمال کریں۔</p> <p>اردو : روش، آمادہ، شدہ شدہ اور کوچہ کے معانی بتائیں۔</p>

حدیث	آداب و دعائیں: ① سید الاستغفار سنائیے۔ ② جمعہ کی سنتیں سنائیے۔
عقائد	① چند علامت صغریٰ بتائیے۔
عقائد و مسائل	② علامت کبریٰ میں سب سے پہلی علامت کون سی ہے؟ ③ حضرت مہدی اور ان کے والد کا نام بتائیں۔ ④ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیجئے۔
سیرت	① حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد کیا کیا؟
اسلامی تربیت	② حضرت حسن رضی اللہ عنہ سیرت و صورت میں کیسے تھے؟ ③ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کب اور کہاں ہوئی؟ ④ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ کس طرح کی تکلیفیں دیتے؟
عربی	① أي شيء أطول الجمل أم الفرس؟ أي شيء أسرع الطائرة أو القطار؟ من أكبر من كل شيء؟ أي شيء أطيب من ريح المسك؟ أية قارة أكبر من جميع القارات؟ کا عربی میں جواب دیں۔ ② پڑھنا بہتر ہے یا کھیلنا؟ خدیجہ مجھ سے بہتر ہے۔ قرآن تمام کتابوں سے افضل ہے۔ ورزش چلنے سے زیادہ نفع بخش ہے۔ میں تجھ سے زیادہ لمبا ہوں۔ پڑھنا لکھنے سے زیادہ آسان ہے۔ کا عربی میں ترجمہ کریں۔
اردو	: سائل، بچکو لے کھانا اور دریا برد کرنا کے معانی بتائیے۔

پانچویں مہینے کے سوالات

علم تجوید	① کیا فتح میں روم اور اشام ہوتا ہے؟
قرآن	② کیا روم کی حالت میں توین ظاہر ہوگی؟
حفظ سورۃ	① سورۃ کافرون سنائیے۔ ② سورۃ نصر اور سورۃ لبہ سنائیے۔
حدیث	آداب و دعائیں: ① جب کوئی مصیبت پہونچے تو کون سی دعا پڑھے اور اس کی کیا فضیلت ہے؟ ② کسی قوم سے خوف ہو تو کون سی دعا پڑھے؟

عقائد و مسائل	<p>عقائد : ① دجال کس کو کہتے ہیں؟ ② دجال زمین میں کتنے دن رہے گا؟</p> <p>③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان کیجئے۔</p> <p>④ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہے؟</p>
اسلامی تربیت	<p>سیرت : ① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ میں کس نام سے مشہور تھے؟</p> <p>② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے کا واقعہ سنائیں۔</p> <p>③ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہاں کا قاضی بنایا گیا تھا؟</p> <p>④ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کتنے سال کی عمر میں اسلام قبول کیا؟</p>
عربی زبان	<p>عربی : ① تَرْجِعُ، تَمْكُثُ، تَغْشِي، تَسْمَعُ، تَتَوَلَّى ان افعال سے مذکر حاضر کے تینوں صیغے بنائیں اور ان کا ترجمہ کریں۔</p> <p>② تَذْخُلُ الْجَنَّةَ، تَغْفِرُ لَنَا ذُنُوبَنَا میں افعال کو امر واحد مذکر حاضر میں تبدیل کریں۔ اُعْبِدِ اللَّهَ وَاشْكُرْ لَهُ، اِفْعَلِ الْخَيْرِ میں واحد مذکر حاضر کو امر جمع مذکر حاضر میں تبدیل کریں۔</p> <p>③ تم دونوں قرآن پاک پڑھو۔ ماجدا تم اپنے ہاتھ دھو لو اور کھانا کھا لو۔</p> <p>تم سب دودھ پیو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ تم سائیکل پر سوار ہو جاؤ اور گھر جاؤ۔ تم سب ایک ساتھ میدان میں کھیلو۔ تم دونوں ہمیشہ نیکوں کے ساتھ رہو کا عربی میں ترجمہ کریں۔</p>
اردو	<p>: راست بازی، نمودار ہونا اور شکن کے معانی بتائیں۔</p>

چھٹے مہینے کے سوالات

قرآن	<p>علم تجوید : ① محل کے اعتبار سے ادغام کی کتنی قسمیں ہیں؟</p> <p>② ادغام مثلین کسے کہتے ہیں؟</p>
حدیث	<p>درس قرآن : ① سورۃ ہمزہ کا ترجمہ سنائیے۔ ② سورۃ قارعہ کا ترجمہ سنائیے۔</p> <p>درس حدیث : ① تکبیر اولیٰ کی فضیلت دالی روایت ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔</p> <p>② نجات کے راستہ سے متعلق حدیث ترجمہ کے ساتھ سنائیں۔</p>

مسائل	① : معذور کسے کہتے ہیں؟ ② معذور کا وضو کس چیز سے ٹوٹتا ہے؟ ③ قربانی کس پر واجب ہے؟ ④ قربانی کا وقت بتائیے۔	عقائد و مسائل
نماز	① : تہجد کی نماز کسے کہتے ہیں؟ ② تہجد کی فضیلت پر ایک حدیث سنائیے۔	مسائل
آسان دین	① : کیا دنیا خود بخود پیدا ہو گئی؟ ② نماز کی اہمیت بتائیے۔ ③ گانے بجانے کا نقصان بتائیے۔	اسلامی تربیت
عربی	① : اِرْجِعْ، اُطْلُبْ، اِفْتَحْ، اُنْظُرْ (اجلس میں امر واحد حاضر سے امر مؤنث حاضر کے تینوں صیغے ہائیں اور ان کا ترجمہ کریں۔ ② اِنْهَضْ فِي الصَّبَاحِ، اُحْضِرْ فِي الْفَضْلِ عَلَى الْوَيْعَادِ میں امر واحد مذکر کو امر تنزیہ مؤنث حاضر میں تبدیل کریں۔ ③ نبیلہ! تم دودھ پیو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ اسے طالبات! تم سب نماز اور قرآن کریم کی تلاوت سے اپنی صبح کا آغاز کرو پھر ناشتہ کرو اور چائے پیو پھر مدرسہ جاؤ۔ ④ وقت پر حاضر ہو جاؤ۔ عانتہ اور رقیہ! تم اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلو پھر گھر لوٹ آؤ اور ہاتھ منھ دھو لو کا عربی میں ترجمہ کریں۔	زبان
اردو	: روزانہ اور پرنسپل کے معانی بتائیے۔	

ساتویں مہینے کے سوالات

علم تجوید	① : ادغام متجانسین کسے کہتے ہیں؟	قرآن
درس قرآن	① : سورۃ عادیات کا ترجمہ سنائیے۔ ② مال کی محبت سے کب روکا گیا ہے؟	
درس حدیث	① : اسلام کی خوبی پر حدیث ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔ ② ایمان کی حلاوت والی حدیث ترجمہ کے ساتھ سنائیے۔	حدیث
مسائل	① : کن جانوروں کی قربانی درست ہے؟ ② لنگڑے جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟	مسائل

عقائد و مسائل	(۳) قربانی کا طریقہ کیا ہے؟ (۴) عقیقہ کب کرنا مستحب ہے؟
نماز	: ① تہجد کا وقت بتائیے۔ ② تہجد کا مسنون طریقہ کیا ہے؟
آسان دین	: ① بدشگونئی اور توہم پرستی کی مخالفت سب سے پہلے کس نے کی؟
اسلامی تربیت	: ② کیا اسلام میں کمی زیادتی کی کوئی گنجائش ہے؟
	: ③ ماں باپ کی جائداد میں کیا بہنوں کا بھی حصہ ہے؟
عربی	: ① تَطْلُبُ، تَحْقِيقُ، تَطْلِيمُ، تَكْسَلُ، تَضَحُّكُ، ان افعال سے نہی مذکر حاضر کے تینوں صیغہ بنائیں اور ان کا ترجمہ کریں۔
زبان	: ② تَطْلِيمُ الْأَجْرَاءِ وَالْعُمَّالِ، تَضَحُّكُ كَثِيرٍ میں افعال کو نہی واحد مذکر حاضر میں تبدیل کریں۔ لَا تَضْرِبِ الْوَلَدَ، لَا تَخْلَعْ الْمَلَأِيسَ میں نہی واحد مذکر حاضر کو نہی جمع مذکر حاضر میں تبدیل کریں۔ ③ تم دونوں استاذ کے سامنے مت ہنسو۔ اے طلبہ! تم آج کا کام کل پر مت ٹالو۔ تم سائیکل پر سواری نہ کرو۔ تم بازار نہ جاؤ، مگر ضرورت کے وقت۔ تم دونوں محتاجوں اور بے کسوں کی مدد کرو، غلاموں کی مدد نہ کرو۔ تم سب اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو کا عربی میں ترجمہ کریں۔
اردو	: شگاف، روپوش، اور آغوش کے معانی بتائیں۔

آٹھویں مہینے کے سوالات

علم تجوید	: ① ادغام متقارین کسے کہتے ہیں؟
قرآن	: ② ”لَا تَأْمَنَّا“ میں ادغام کس طرح ہوگا؟
درس قرآن	: ① سورۃ زلزال کا ترجمہ سنائیے۔
	: ② قیامت میں زمین کیا بیان کرے گی؟
حدیث	: ① جنت میں داخلے کے پانچ اعمال پر دی گئی حدیث سنائیے۔

مسائل

① : ختنہ کا حکم بتائیے۔

② تحنیک کسے کہتے ہیں؟

③ حج فرض ہونے کی شرطیں بیان کیجئے۔

④ میلین اخضرین کہاں ہے؟

⑤ رل کا مطلب بتائیے۔

نماز

① : استخارے کے معنی بتائیے۔ ② استخارہ کی نماز کسے کہتے ہیں؟

آسان دین : ① پڑوسیوں کے حقوق بیان کیجئے۔

② جھوٹ کا وبال بتائیے۔

③ بدزبانی کیسی صفت ہے؟

④ والدین کی خدمت کا دنیا میں کیا صلہ ملتا ہے؟

عربی

① : لَا تَخْرُجْ، لَا تَحْزَنْ، لَا تَكْظِمَنَّ، لَا تَكْسَلْ، لَا تَضْحَكْ میں

نہی واحد مذکر کے صیغوں سے نہی مؤنث حاضر کے تینوں صیغے، تائیں اور ترجمہ

کریں۔ ② لَا تَخْرُجْ جِدُّونَ حِجَابٍ میں نہی واحد مذکر حاضر کو

نہی واحد مؤنث حاضر میں تبدیل کریں۔ لَا تَرَقُدْ وَقْتُ الْعَبَلِ میں

نہی واحد مذکر حاضر کو نہی مشبہ مؤنث حاضر میں تبدیل کریں۔ لَا تَغْفُلْ

عَنِ الصَّلَاةِ میں نہی واحد مذکر حاضر کو نہی جمع مؤنث حاضر میں تبدیل

کریں۔ ③ اے بڑی لڑکیوں! چھوٹی بہنوں پر ظلم نہ کرو اور انھیں نہ مارو۔

فاطمہ اور رقیہ! تم بہت زیادہ مذاق نہ کرو، اس لیے کہ بہت زیادہ مذاق

جھگڑے کا سبب ہے۔ اے جلیلہ! تم اپنے قیمتی اوقات کو کھیل میں مت

لگاؤ اور کام کے وقت مت سو جاؤ کا عربی میں ترجمہ کریں۔

زبان

: نوزائیدہ، سائبان اور غود کرنا کے معانی بتائیں۔

اردو

نویں مہینے کے سوالات

قرآن	<p>علم تجوید : ① کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی کتنی قسمیں ہیں؟</p> <p>② ادغام تام کسے کہتے ہیں؟</p>
حدیث	<p>درس قرآن : ① سورۃ بینہ کا ترجمہ سنائیں۔</p> <p>درس حدیث : ① ”دوخوش نصیب“ عنوان کے تحت دی گئی حدیث ترجمہ کے ساتھ سنائیں۔</p> <p>② قرآن کریم میں مشغول رہنے کا مطلب کیا ہے؟</p> <p>③ مذکورہ حدیث میں حسد کس معنی میں ہے؟</p>
عقائد و مسائل	<p>مسائل : ① قرآن کسے کہتے ہیں؟ ② حج تمتع کا مطلب بتائیے۔</p> <p>③ حج کے فرائض سنائیے۔</p> <p>④ احرام میں مرد کے لیے سفید چادر پہننا کیسا ہے؟</p>
نماز	<p>① استحارہ کی دعا سنائیں۔</p>
اسلامی تربیت	<p>آسان دین : ① اتباع سنت کی اہمیت اور اس کے فائدے بتائیے۔</p> <p>② فضول خرچی کی قرآن وحدیث کی روشنی میں مذمت بیان کیجئے۔</p> <p>③ اچھے دوست کی نشانی کیا ہے؟ ④ توبہ واستغفار کی فضیلت سنائیے۔</p> <p>⑤ ازار لٹکانے والوں کی سزا بتائیں۔</p>
عربی	<p>① مَنْ خَلَقَ الْعَالَمَ؟ مَتَى تَعْمَلُونَ وَمَتَى تَزُقُّونَ؟ بِأَيِّ شَيْءٍ تَنْتَبِهُنَّ الْأَشْجَارُ؟ أَتَذْكُرُونَ نِعْمَةَ اللَّهِ؟ کا عربی میں جواب دیں۔</p> <p>② اے لڑکیو! تم سب اللہ کا شکر ادا کرو اور عبادت سے غفلت نہ کرو۔ تم اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے یاد کرو اور اس کا شکر ادا کرو، اس لیے کہ وہ تمہارا رب ہے اور ہر چیز کا رب ہے۔ تم سب عورتیں آسمان کی طرف دیکھو کہ کس طرح اللہ نے اسے بنایا اور اس میں سورج، چاند اور ستارے بنائے کا عربی میں ترجمہ کریں۔</p>
اردو	<p>صداء، بے دست و پا کے معانی بتائیں۔</p>

دسویں مہینے کے سوالات

علم تجوید :	ادعام ناقص کسے کہتے ہیں؟
قرآن	درس قرآن : ① مخلوق میں سب سے بدتر کون ہے؟ ② مخلوق میں سب سے بہتر کون ہے؟ ③ اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟
حدیث	درس حدیث : ① حج مقبول کے ثواب پر حدیث ترجمہ کے ساتھ سنائیں۔ ② حج و عمرہ ایک ساتھ ادا کرنے کا کیا فائدہ ہے؟
مسائل	① : ممنوعات احرام کسے کہتے ہیں؟ ② حج تمتع کا طریقہ بتائیں۔ ③ عمرہ کے فرائض بتائیں۔
عقائد و مسائل	④ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟
نماز	① : استخارہ کن امور میں مستحب ہے؟ ② استخارہ کتنے دن تک کرنا چاہیے۔
آسان دین	① : شرم و حیا کے بارے میں اسلام نے کیا تعلیم دی ہیں؟ ② نگاہ کی حفاظت پر اللہ تعالیٰ کا کیا انعام ہے؟ ③ انبیاء کرام نے کس سے اولاد مانگی؟ ④ ”جسم اللہ کی امانت ہے“ اس سبق کا خلاصہ سنائیں۔
اسلامی تربیت	
عربی	① : اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ. لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ. رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ - گماترزع تحصصد افق العلم البسيان د نيل عقل المرو فعله كاردو میں ترجمہ کریں۔
زبان	
اردو	: منقطع ہونا، شبیوہ اور کرن کے معانی بتائیں؟

نماز چارٹ کی ترتیب

عصر۔ ع

ظہر۔ ظ

فجر۔ ف

عشا۔ ع

مغرب۔ م



○ اگر نماز جماعت سے ادا کی ہے تو یہ ✓ نشان لگائیں۔ جیسے



○ اگر بغیر جماعت کے نماز ادا کی ہے تو یہ ○ نشان لگائیں۔ جیسے



○ اور اگر قضا کر لی ہے تو یہ X نشان لگائیں۔



○ اور اگر قضا بھی نہ کی ہو تو کوئی نشان نہ لگائیں۔

○ بتائے گئے طریقے کے مطابق تاریخ کے اعتبار سے نشان لگائیں۔

○ جو نماز جماعت سے نہیں پڑھی گئی اس کی ترغیب دیں اور جو نماز نہیں پڑھی گئی،

اس کی قضا کروالیں۔

○ ہر مہینے کے ختم پر سرپرستوں سے دستخط کروائیں اور خود بھی دستخط کریں۔

نماز چارٹ

مارچ					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

فروری					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع

جنوری					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

دستخط والدین

دستخط معلم

دستخط والدین

دستخط معلم

نماز چارٹ

جون					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

مئی					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع

اپریل					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

دستخط والدین

دستخط معلم

دستخط والدین

دستخط معلم

نماز چارٹ

ستمبر					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

اگست					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع

جولائی					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

دستخط والدین

دستخط معلم

دستخط والدین

دستخط معلم

نماز چارٹ

دسمبر					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

نومبر					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع

اکتوبر					
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشا
۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲	ف	ظ	ع	م	ع
۳	ف	ظ	ع	م	ع
۴	ف	ظ	ع	م	ع
۵	ف	ظ	ع	م	ع
۶	ف	ظ	ع	م	ع
۷	ف	ظ	ع	م	ع
۸	ف	ظ	ع	م	ع
۹	ف	ظ	ع	م	ع
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع

دستخط والدین

دستخط معلم

دستخط والدین

دستخط معلم

دستخط والدین

دستخط معلم

ماہانہ حاضری، غیر حاضری اور فیس چارٹ

مہینہ	کل ایام تعلیم	ایام حاضری	غیر حاضری	فیس	دستخط معلم	دستخط والدین
جنوری						
فروری						
مارچ						
اپریل						
مئی						
جون						
جولائی						
اگست						
ستمبر						
اکتوبر						
نومبر						
دسمبر						

دستخط ذمہ دار _____